[illegible]

یسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم منہ ذکرا

مرا این نامہ راز اتفاقِ صواب
شد آئینہ ہائے سکندر خطاب

مثنوی

آئینۂ سکندری

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہز ہائنس آصف جاہ

مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر

فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ

ملکہ و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نام نامی و اسم

گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ

متن

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

اِصطلاحات متعلّق اختلافِ نُسخ

قؔ :- نسخۂ قلمی کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن

مؔ :- نسخۂ مطبوعۂ قیصریہ دہلی

سؔ :- نسخۂ مملوکۂ آنریری سکرٹری صاحب مدرسۃ العلوم علی گڑھ

(۱) مصرعۂ اوّل (۲) مصرعۂ ثانی

نوٹ :- متن کے صفحہ ۳ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بخت یاراں کی جگہ بختیاراں صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۴ و مابعد بجائے نخل کے نخّل صفحہ ۱۶۵ سطر ۵ و مابعد بجائے ہیز بد کے ہیرُبد اور صفحہ ۲۰۷ سطر ۱۲ میں بجائے جبّہ کے جبہہ پڑھنا چاہیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

اَلحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلامُ علیٰ رسُولِہٖ محمّدٍ واٰلہٖ واَصحابہٖ اجمعین

کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب نے مثنوی آئینۂ سکندری (تصحیح اور تنقید کے لئے) اس ذرّہ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔ بہ تعمیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے جو خود غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد سے مستعار آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی تصحیح میں کچھ زیادہ دقت نہیں اُٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کر کے ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قایم رکھا تھا دوسرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کر کے لکھا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر
غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ[1] کے تصنیف کرنے کا
خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی
علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انھوں نے
کتب مقدسہ توریت و انجیل ملاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اوّل حضرت موسیٰ کی پانچ
کتابیں (پیدایش، خروج، احبار، گنتی، استثناء) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیا و رسل کو
مانتے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اُن کے طریقوں کو متبرک سمجھکر اختیار کرتے
ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

---

[1] مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معائنہ کے لیے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریمارک کیا ہے:۔
کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھنے کا خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمایش سے لکھی۔ یہ محض اتفاقی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدۂ آذر میں لکھا ہے "فضلا و عرفا و شعرا ایں پنج کتاب را کہ امروز از خیالات شیخ در میان ست جمع نمودہ مسمیٰ بہ خمسہ نمودند" دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامیں بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔

محمد ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمایش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ اُن کے ذہن میں ہو اور اُس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمایش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہر حال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید اُن اشعار سے ہوتی ہے جو درج کیے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر محتاط تذکرہ نویسوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس و رامیں مولانا نظامی گنجوی کی نہیں بلکہ نظامی عروضی سمرقندی کی ہے۔ اس لیے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سعید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اُسی نظر سے دیکھا جاتا ہی جیسا کہ سنت محمدیؐ کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہی کہ خمسہ موسوی کو دیکھکر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزنِ اسرار، ہفت پیکر، شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ انکے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہی۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالث ملطشوئے خاک   زثالث ثلاثہ جہاں گشتہ پاک

بہ تربیع و تثلیث گوہر فشاں   مربع نشین و مثلث نشاں

فرنگ و فلسطین و رہبان و روم   پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہی کہ مولانا کو ادیانِ سابقہ اور خصوصاً مذہب عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہی جس کی اصطلاحیں اُنھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرکاً وتیمناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے اُن کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعرا ہمعصر اور مابعد نے فارسی سخن طرازی کا منتہا، کمال سمجھکر اُن پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد درِ کعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء مابعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعضے ایک ایک دو دو کتابیں لکھکر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبدالرحمن جامی رحمہا کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعراء کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنۂ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہے تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ؎

بروحِ خسرو ازیں پارسی شکر دادم
کہ کامِ طوطیِ ہندوستاں شود شیریں

اسی طرح شعراء اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہے اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو غنیمت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہے کہ جتنے خمسہ نظامی کے جواب

میں لکھے گئے سب سے بہتر ہے۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بایسنغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہلِ علم و فضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اس کی عبارت بجنسہ درج کی جاتی ہے "امیرزادہ بایسنغر خمسۂ امیر خسرو را برخمسہ نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انار اللہ برہانہٗ قبول نہ کردے و معتقد نظامی بودے و درمیان این بادشاہ بکرات آں تعصب رو دادہ و خاطر جو ہر یانِ بازارِ فضلِ ایں روزگار کہ عمر شاں بخلود پیوستہ باد راہ ترجیح نمودندے"۔ گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فایق تھا جو ہر ہندی نژاد کے لئے باعث افتخار رہے۔

مولانا شبلی مرحوم شعرالعجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قایل ہیں۔ بہرحال اس میں شبہ نہیں ہے کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہے۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلہ خیال کیا جاتا اور اُن معدودے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہے جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں اُنھوں نے لکھا ہے ۔

چو در باز کردم نخست از قلم | زمطلع بر انوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت انگیختم | بہ شیریں و خسرو فرو ریختم
وزاں جا فرس پیشتر تاختم | بہ مجنوں ولیلیٰ سرافراختم
کنوں بر سریرِ سخن پروری | کنم جلوۂ ملکِ اسکندری

اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ اخیر کتاب میں لکھتے ہیں چار ہزار چار سو پچاس شعر ہیں ؎

گر آری ہمہ بیتش اندر عدد
چہار الف و پنجہ شد و چار صد

مگر موجودہ کتاب میں ۴۴۱۱ شعر ہیں جس میں ۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہی کہ کاتبوں کی غفلت سے اس قدر شعر متروک و معدوم ہو گئے۔

کلام شُستہ اور صاف ہی۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کہیں کہیں استعمال کیا گیا ہی اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہی۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف، کیفوی چینی کا فخریہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجۂ یقین کو پہنچ جاتا ہی اس میں لزوم مالایلزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہی کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہی وہ ترک کر دیئے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہی۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں۔ حضرت امیر کی غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھکر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

زدانا ہر آں دُر کہ ناسُفتہ ماند | فشانم بہ نوعے کہ دانم فشاند
ہنر پرور گنجہ گو پائے پیش | کہ گنج ہنر داشت زاندازہ بیش
نظر چوں بریں جامِ صہبا گذاشت | ستد صافی و دُرد برما گذاشت
من ارچہ ازاں مے گراں تر شوم | کجا با حریفاں برابر شوم
خیالے کہ در شرحِ ایں داستاں | رقم داشت از سکۂ راستاں
چہ گو یا خردمندِ آفاق بود | نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
چو ایں مہرہ در عقدِ بازو نہاد | بسنجید و پس در تراز و نہاد
زرا زے برافگند سرپوش را | کہ ناگفتہ باور شود گوش را
سخن کز خرد برنیارد علم | بکش در قلم بلکہ درکش قلم
چو خواہی کہ گم گرد د انگشت پیچ | باندیشہ گو و میندیش ہیچ
طراز ہنر قصۂ خام را | نبشتن بمشک ست دشنام را
سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند | بخندیدنِ مردماں خو کنند
چو کردم بسنجیدن اندیشہ چست | چہ نا باور افسانہ وچہ درست

چو گوہر ہمہ سُفت گوہر پذیر ۔۔۔ من از مہرہ سفتن ندانم گزیر

ترا ہر چہ در روے نماید محال ۔۔۔ گنہ بر کسے نہ کہ بست ایں خیال

مندرجۂ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لیے اور تلچھٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لیے تو سوا خر مہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال ناممکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ؎

دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست ۔۔۔ کنوں یک بیک گفت خواہم درست

وگرنہ لطافت ندارد بسے ۔۔۔ کہ مر گفتہ را باز گوید کسے

یاجوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں ؎

سخن گوے پیشینہ جادوے پیش ۔۔۔ کہ جادوگری کرد زاندازہ بیش

بشستہ چنگے بست ایں ورق را طراز ۔۔۔ ازیں بیش بیروں نیفگند راز

چو زیں نکتہ راہِ معانی کشاد ۔۔۔ نم از چشمۂ زندگانی کشاد

چو نگذاشت او مے بشیشہ دروں ۔۔۔ من از شیشہ شویم چہ آید بروں

چو تاراج شد زلّہ بر خوانِ میر | من از ریزہ چینی ندارم گزیر
جو دہقاں کند خرمن از دانہ پاک | بود عاقبت قوتِ موراں بخاک
گل از بوستاں بادہ نوشاں برند | خس و خاک ہیزم فروشاں برند

خاتمۂ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ؎

وگر باز گیری تو پیوندِ خویش | مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش
پسر گرچہ کورست ازیں خانہ دور | بچشمِ پدر شب چراغ ست ولوز
سزد گرچہ آوازِ خر خندہ را | بود ارغنوں گوشِ خر بندہ را
برو بادبخشایش داد گر | کہ بر من بہ بخشش نگارد نظر
ہنر جوئے، در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش

ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہی کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلّی کے کہ "زلزلہ در گو رِ نظامی فگند"، کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ عزت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ اُن کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستادم

اور کسر نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفاں برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹریل) باقی نہیں رہتا دوسرے اصناف میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی ہنرمند اُستاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنج جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمایش کی جائے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہے تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قایم کی ہے وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہے۔ اس کتاب کے مضامین مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصایح تصوّف و فلسفہ اور متفرقات -

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

حمد باری عزاسمہٗ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنّف کی کتاب شاذ و نادر خالی ہوتی ہے۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہے۔ اس عام توارد کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جابجا ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابتر ہوتی ہے۔ اس لئے تمام مصنفین اسلام نے اس حدیث شریف کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصانیف کو اسی سے شروع کیا ہے۔ گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنف نے تبرکاً و تیمناً اختیار کیا۔ اور علوم متعارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہے۔ دونوں کے نیز فردوسی کے کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں

فردوسی

نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہر چہ زین گوہران بگذرد
نیابد بدو راہ جان و خرد
ازین پردہ برتر سخن گاہ نیست
بہستیش اندیشہ را راہ نیست

خسرو

نہ چون من بمقدار بیش و کمی
کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
تصور بکام تو گم کردہ راہ
کمالت سخن را ورق سوختہ
کم و بیش را دیدہ بر دوختہ
فلک را تو بستی گرہ در جہات
تو راندی قلم بر خط کائنات
ز صنع تو کارے بہر کارگاہ
غلط را نہ در کارگاہ تو راہ

نظامی

اساسے کہ در آسمان و زمیست
نہ اندازۂ فکرت آدمیست
شود فکرت اندازہ را رہنمون
سر از حد اندازہ ناید برون
چو پایاں ندارد حد کائنات
نماند در اندیشہ دیگر جہات
نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں

خدا تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح ظاہر کیا ہی:

نظامی	خسرو
جہاں را بدیں خوبی آراستی	بصد زیور آراستی روزگار
بروں زانکہ یاری گرے خواستی	کہ محتاج آلت نہ گشتی بکار
بہر چہ آفریدی وبستی طراز	کنی جملہ ہستی بہ آئین وساز
نیازت نہ اے از ہمہ بے نیاز	نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے:

نظامی	خسرو
چناں برکشیدی وبستی نگار	ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ژرف
کہ بہ زاں نیارد خرد در شمار	نہفتی درو کیمیائے شگرف
چناں بستی ایں طاقِ نیلوفری	زملکِ تو یک ذرہ بیکار نیست
کہ اندیشہ را نیست زو برتری	خرد را دریں بارگہ بار نیست

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور حی لایموت ہی:

نظامی	خسرو
سرے کز تو گردد بلندی گرائے	سرے کز تو افتد کہ آرد ستاد
بہ افگندنِ کس نیفتد ز پائے	دے کش تو بندی کہ داند کشاد

نظامی	خسرو
کسے راکہ قہرِ تو از سر فگند	تنِ روشن و جانِ پنہاں ز تو
بپا مردیِ کس نگردد بلند	ہمہ کس زجاں زندہ و جاں ز تو
نبود آفرینش تو بودی خدائے	ہمہ زود میرد تو جاوید پائے
نمانَد ہمہ ہم تو مانی بجائے	کہ ہرگز نمردو نمیرد خدائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم

مُسلمانوں میں عام عقیدہ ہو کہ تمام عالم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے پیدا ہوا ہی۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہی۔ ہر ایک بجائے خود قابل تحسین ہی:

نظامی	خسرو
محمدؐ کازل تا ابد ہر چہ ہست	محمدؐ شہِ لاجوردی سریر
بہ آرایشِ نامِ او نقش بست	کز و گشت ہستی عمارت پذیر
چراغے کہ پروازِ بینش بدوست	سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ
فروغِ ہمہ آفرینش بدوست	ز نورِ رُوے افروخت چندیں چراغ

معجزۂ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے :-

نظامی	خسرو
ستوں شد خردمند از پشتِ او	حمایت نشیں چرخ درمشتِ او
مہ انگشت کش گشت ز انگشتِ او	مہ از داغدارانِ انگشتِ او

خسرو

درِ چرخ را ماہ قفلِ زرست
کلیدِ وے انگشتِ پیغمبرست

معجزۂ شق القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہی۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہی۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جُملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے اُنھوں نے دلچسپ اور مناسب روایات لیکر دادِ سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ اُن کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ تاہم بُراق اور سوار کی تعریف اور حضوری خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہی جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہی۔

۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہی:

شبے کاسماں مجلس افروز کرد
شب از روشنی دعویِ روز کرد

اس میں یہ دقّت پیش آئی کہ مجلس افروز کردن اگر مصدر مُرکّب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علیحدہ کیا جاوے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو صاف کرکے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد
شبِ تیرہ پیرایۂ روز کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفتِ بُراق

خسرو

بُراقے ز فکرت سبک گام تر
ز خورشید و مہ روشن اندام تر
سوئے دولتِ بے حسابش کشید
رکابی شد و در رکابش کشید

نظامی

بُراقے شتابندہ زیرش چو برق
سنامش چو خورشید در نور غرق
سہیلے بر اوجِ عرب تافتہ
ادیم یمن رنگ ازو یافتہ
بریشم تنے بلکہ لولو سمے
روندہ چو لولو بر ابریشمے
ازاں خوش عناں ترکہ آید گماں
ازاں تیز رو ترکہ تیر از کماں
شتابندہ تر وہمِ علوی خرام
ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام

نظامی

بعالم کشائی فرشتہ وشے
معالم کشائے کہ عالم کشے

نظامی نے براق کو مرکبِ مجسم فرض کرکے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

خسرو	نظامی
سوارِ سبکرو بعزمِ درست	پیمبر بران خستلی رہ نورد
شتابندگی را کمر کرد چست	برآورد از یں آبِ گردندہ گرد
بران رخشِ رخشندہ بر شد چناں	ہم او راہ داں۔ ہم فرس راہوار
کہ در لامکاں بر کشیدش عناں	زہے شاہ مرکب۔ زہے شہسوار
	چو زیں جائگہ عزمِ دروازہ کرد
	بدستش فلک خرقہ را تازہ کرد

ستاروں، سیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

خسرو	نظامی
سوئے عالمے شد کہ عالم نماند	ز دیوان گہِ عرشیان در گزشت
دوم در میاں سایۂ ہم نماند	بدرج آمد و درج را در نوشت

خسرو

همائے شد و اوجِ عزت پرید
همائے کہ کس سایۂ او ندید
چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں
کہ خود ہم نگنجید اندر میاں
چو از ہستیِ خویش نامید گشت
دراں نیستی ہستِ جاوید گشت
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش
زہ از قابِ قوسین آمد بہ گوش
حجابِ خیال از میاں برگرفت
نظارہ بنورِ نہاں برگرفت
بروں آمد از پردۂ بودِ خویش
نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش
بمنزل خراماں شد از بارگاہ
بپا لیش درم ریز خورشید و ماہ
فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور
ملائک چو پروانہ بر گردِ نور

نظامی

جہت را ولایت بہ پایاں رسید
قطیعت بہ پرکارِ دوراں رسید
زمیں زادہ بر آسماں تاختہ
زمین و زماں را پس انداختہ
مجرد روی را بجائے رساند
کہ از بودِ او ہیچ با وے نماند
چو شد در رہِ نیستی چرخ زن
بروں آمد از ہستیِ خویشتن
دراں دائرہ گردشِ راہِ او
نمود از سرِ او قدمگاہِ او
رہی رفت بے زیر و بالا دلیر
کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
حجابِ سیاست بر انداختند
ز بیگانگاں حجرہ پرداختند
کلامے کہ بے آلہ آمد شنید
لقائے کہ آں دیدنی بود دید

خسرو — نظامی

عروسانِ فردوس در انتظار
کہ روبند از پائے نازک غبار

چناں دید کز حضرتِ ذوالجلال
نہ زاں سو جہت بد نہ زیں سو خیال

یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے ہیچمدان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فایق ہے البتہ یہ عرض کیا جاتا ہے کہ خسرو کے کلام میں فنافی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہے کہ

تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست
اگر شد بیک لحظہ آمد رواست

یعنی حضور کا تنِ مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں مگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شنیدم کہ رندے کژ اندیشۂ
ہمیں زد بہ پائے خرد تیشۂ

ازانجا کہ در دل کژی پیشہ داشت
بمعراجِ پیغمبر اندیشہ داشت

کزاں رہ کہ فکرت سر انداز گشت
دمے چوں تواں رفتن و باز گشت

دریں وہم ناپختگاں صبح و شام
جگر پختہ کردے بسودائے خام

مگر چاشت گاہی زہنائے دشت
تماشا کناں سوئے آبے گذشت

بہ تن شوئے جامہ زتن دور کرد
شبِ تیرہ در چشمہ نور کرد

چو در آب زد غوطہ آمد بروں | زنے دید خود را بہ شہرے دروں
یکے آمد و کار پرداختش | بکد بانوی جفتِ خود ساختش
براں گونہ در عقدِ فرخ جمال | شدش ہفت فرزند در ہفت سال
یکے روز ہم بر قرارِ نخست | ہمے بر لبِ جوئے اندام شست
چو بازا زتہِ آب سر برگرفت | تماشا بہر جا نبے برگرفت
چہ بیند ہماں اوّلیں غسل گاہ | کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
سلاح و سلب ہمچناں در کنار | زماں را ہماں جا تنگہ برقرار
خجل گشت از اندیشۂ خامِ خویش | ز سر ساخت برگِ سرانجامِ خویش
بشرع اندر آویخت زیں پے لغز | بروں کرد ماخولیا را ز مغز

مولانا نظامی کے الفاظ "تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست" اور خسرو کی اس حکایت سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ دونوں حضرات معراج جسدی کے قایل ہیں۔

مدح پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہی۔ تمہید گریز اور صفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تمہید سے معلوم ہوتا ہی نظامی کی مدح کو سامنے رکھکر چربہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہی اور جہاں تک ممکن ہوا ہی اُس کو نبا ہا ہی۔ سخن شناس ناظرین خود اس کا اندازہ لگاویں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس موقعہ

نظامی	خسرو
علم برکش اے آفتابِ بلند	خراماں شو اے خامۂ گنج ریز
خراماں شو اے ابرِ مشکیں پرند	بدُر سفتن الماس را دار تیز
بنال اے دلِ رعد چوں کوسِ شاہ	بہر حرفے آرایشے ساز کن
بخند اے لبِ برق چوں صبح گاہ	بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن
بیار اے ہوا قطرۂ ناب را	سخن را چناں پایہ برکش بماہ
بگیر اے صدف دُر کن آں آب را	کہ بوسہ بہ جرات کفِ پائے شاہ
برآ اے دُر از قعرِ دریائے خویش	
بتاجِ سرِ شاہ کن جائے خویش	

کس پر زور اور بلاغت آمیز طریقہ پر نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بادشاہ کی تعریف شروع کی ہے آفتاب کو حکم دیتے ہیں کہ بلند ہوتا کہ ابر پیدا ہو اور ابر سیاہ کو (جو برسنے والا ہوتا ہے) حکم دیتے ہیں کہ حرکت کر کہ اُس کے تصادم سے رعد پیدا ہو۔ اب ہوا چلتی ہے بارش ہوتی ہے مینہ کے قطرے صدف میں جا کر موتی بنتے اور موتی تاج شاہی میں منسلک ہوتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو قلم کو حکم دیتے ہیں کہ دُرِ مضامین سلک مدح کے لئے پر جس کا ایک ایک حرف سانچے میں ڈھلا ہو جس سے آسمان کے کان کھل جائیں اور سخن کو اس درجہ بلندی پر پہنچا دے کہ بادشاہ کے پیر کو بوسہ دینے کے قابل ہو جائے جو تسلسل اسباب کا نظامی نے ایک بلیغ پیرایہ کے ساتھ بیان کیا ہے وہی تسلسل

اسباب خسرو نے بھی قایم رکھا ہی۔ حضرت امیر سخن سے اپنے ممدوح کی پابوسی کراتے ہیں اور حضرت نظامی قطرۂ آب کو تاج شاہی میں جگہ دیتے ہیں۔

صفتِ ممدوح

خسرو	نظامی
صفاتش در اندیشہ بیش از کمال	چو آبِ فرات آشکارا نواز
نوالش بہ اندازہ بیش از خیال	چو سرچشمۂ نیل پنہاں گداز
گہ معدلت سوئے درویش و شاہ	گر انعامِ آں بر شمار د کسے
بیک چشم بیند چو خورشید و ماہ	بداں تا کند شکرِ نعمت بسے
بگاہِ عطا زاں کفِ بحر جوش	زشکرِ وے آں نعمت افزوں بود
زرِ صامت از ریختن در خروش	وے نعمتے بیش ازیں چوں بود
عجب صامتے بیں کہ فریاد کرد	رسد شرق تا غرب احسانِ او
عجب ترکہ فریاد از داد کرد	بہر خانہ نعمت از خوانِ او

خسرو نے ممدوح کی فیاضی نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ انعام و اکرام کے وقت روپیہ دیتے ہیں تو شمار کے وقت جو آواز ہوتی ہے گویا روپیہ فریاد کرتا ہے کہ سخاوتِ سلطان مجھکو خزانہ میں آرام نہیں لینے دیتی۔ پھر فرماتے ہیں فریاد کس چیز سے یعنی داد سے کرتا ہے، حالانکہ فریاد بیداد سے ہوتی ہی۔ داد کے لفظ نے جان ڈال دی۔

صفت اسپ

خسرو

جنیبت چو در زیر راں آورند
تزلزل بہفت آسماں آورند
سمندش چو برابر جولاں زنند
ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زنند

نظامی

کجا گام زد خنگِ پدرام او
زمیں یافت سرسبزی از گام او
بہر دائرہ کو زدے ترکِ تاز
زپرکارِ خطش گرہ کرد باز
بداں بقعہ کو بارگی تاختہ
زمیں گنجِ قاروں برانداختہ

رزم

آئینہ سکندری ایک رزمیہ مثنوی ہی جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے مگر خسرو کی غیرتِ طبع بلند آواز سے کہتی ہی کہ

وگرنہ لطافت ندارد بسے
کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کرکے صرف اُن ناقابل التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلکِ سخن میں مُنسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہی کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پُرعظمت

داستانیں دنیائے اسلام کے ہر بچّہ بچّہ کی زبان پر تھیں اور جسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفعت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا) چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مُہلت مانگتا ہو کہ چند منٹ توقف کر اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سر یا تاج جو چاہے لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہو کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقّت ہوسکتی ہو پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری نہیں لا سکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات سے جن سے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم کا متمنّی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہو جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی بھٹّہ کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سوائے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینۂ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر یا بادشاہ کی فرمایش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خدائے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نژاد اور ترکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خدائے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصائح اور تصوف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہے کہ پر اثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ "شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے"
اس کو امیر خود لکھتے ہیں ؎

چو نگذاشت او مے بشیشہ دروں
من از شیشہ شویم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجایش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں رہتے۔ ذیل میں چند مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ تمہیدات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی تمہیدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں۔ حضرت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے تمہیدیں لکھی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک تمہید پوری نقل کی جاتی ہے اور اُس کے متعلق بعض خصوصیات جو ذہنِ ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

نظامی	خسرو
رسیدند لشکر بجائے مصاف	بگردوں شد از نائے زرّیں خروش
دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف	بدریائے لشکر درافتاد جوش
خسک بر گذرگاہِ کیں ریختند	ہزاہز در آمد بہر دو سپاہ
نقیباں خروشیدن انگیختند	رداردو بر آمد بخورشید و ماہ
یزک بر یزک سو بسو در شتاب	علم سر زعیوق بر ترکشید
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب	سناں چشمِ سیّارہ را برکشید
زبسیاریِ لشکر از ہر دو جائے	زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں
فروبستہ کوشندہ را دست و پائے	در اندامِ گاو آرد گشت استخواں
دو رویہ ستادند در جائے جنگ	غبارِ زمیں کلّہ بر ماہ بست
نمودند در پیشدستی درنگ	نفس را درونِ گلو راہ بست
مگر در میاں صلحے آید پدید	چناں گشت روئے ہوا گردناک
کہ شمشیرِ شاں بر نیاید کشید	کہ سیّارہ گم کرد خود را بخاک
چو بود از جوانے و گردن کشے	ز موجِ سلاح و ز گردِ زمیں
ہماں جانب آبے ہماں آتشے	گلیں آسماں شد، زمیں آہنیں

خسرو

بداں بند بربست برآبِ تیغ
کہ بے بند عالم نگیرد چو میغ
رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر
ہماں آب بد خواہ را تا بسر
سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج
چو دریا کہ بادش درآرد بہ موج
بدریائے آہن جہاں گشت غرق
ہوا پر ز میغ و زمین پر ز برق
ز تروین و پیکانِ سبز و سفید
جہاں گشت پر سوسن و برگِ بید
زبانگ ہیونانِ گیتی نورد
شدہ پر صدا گنبدِ لاجورد
خرامیدنِ بادپایاں بہ گشت
تزلزل درافگند در کوہ و دشت
عرق کردنِ توسناں در شتاب
ز طوفانِ آتش رواں کرد آب

نظامی

پدید آمد از بُرد باری ستیز
دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز
ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند
سر از جستنِ مہر بر تافتند
درآمد بغرّیدن آوازِ کوس
فلک بر دہانِ دُہل داد بوس
شغب ہائے آئینۂ پیل مست
ہمے شانہ بر پشتِ پیلاں شکست
چناں آمد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش
برآورد خرمہرہ آوازِ شیر
دماغ از دمِ گاؤ دم گشت سیر
طراقے کہ از مصرعہ خاستہ
بروں رفت زیں طاقِ آراستہ
روارو برآمد ز راہِ نبرد
ہزاہز درآمد بمیدانِ مرد

خسرو

شرارہ کہ زد نعلِ ہنگامِ رو
ستارہ بروں ریخت از ماہِ نو
نماندہ اماں زیرِ پیروزہ کاخ
اجل را شدہ دستگاہے فراخ
نفیرِ زہ از چاشنیِ کماں
شدہ ہر زماں چاشنی گیرِ جاں
بلا زیں بناوک بر انداختہ
چو طفلاں زنے بارگی ساختہ
گرہ بر گرہ دستِ پیکاں زناں
زرہ بر زرہ پشتِ روئیں تناں
ز رخشیدنِ خشتِ زہرآگوں
شدہ زہرۂ مردِ بد زہرہ خوں
ز ہر سو سناںہائے خارا گذار
فروبستہ راہِ سلامت بہ خار
ز تیر و سپرہا کہ پُر کار بود
بیاباں نیستان و گلزار بود

نظامی

زمیں گفتی از یکدگر بر درید
سرافیل صورِ قیامت دمید
غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
عنانِ سلامت بروں شد ز دست
زبس گرد بر تارکِ ترک و زیں
زمیں آسماں - آسماں شد زمیں
فرو رفت و بر رفت راہِ نبرد
نمِ خوں بماہی و بر ماہ گرد
ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
جگر تاب شد نعرہائے بلند
گلو گیر شد حلقہ ہائے کمند
ز تابِ ہوس در جہاں بستہ میغ
جہاں سوختہ از آتشِ برقِ تیغ
زبس عطسۂ تیغ بر خون و خاک
دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

بزیرِ سپر تیغ رخشاں بتاب
چناں کز تہِ برگ نیلوفر آب
درخشندہ شمشیرہائے بنفش
ز دیدہ بصرمے ربود از درفش
خروشیدنِ کوس رو‌ئینہ کاس
فلک را پر از رخنہ ہا کردہ طاس
سپاہ از علمہا شدہ سایہ دار
دلیراں بر آشفتہ دیوانہ وار
بہر سینۂ نو شدہ کینہ ھا
گریزاں شدہ رحمت از سینہ ہا
جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش
پدر تشنۂ خونِ فرزندِ خویش
دو لشکر نگویم کہ دو کوہ قاف
رسیدند در جلوہ گاہِ مصاف

یہ داستان قریباً ایک ہی موقع کی ہے اور دونوں میں سکندر خود لڑتا ہے، آئینۂ سکندری میں خاقانِ چین سے اور سکندرنامہ میں دارا سے ۔ دونوں شہسواران سخن نے یوم

جنگ کی صبح کا سماں بیان فرمایا ہے اور یہاں پوری پوری داستان اس لئے لکھدی گئی ہے کہ ناظرین کے سامنے رطب و یابس ہر قسم کے شعر ہر اُستاد کے موجود ہوں جس سے موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

سکندرنامہ کے مندرجۂ ذیل اشعار میں عمدہ تمہید قایم کی گئی ہے:

رسیدند لشکر بجائے مصاف — دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف
خسک بر گزرگاہِ کیں ریختند — نقیباں خروشیدن انگیختند
یزک بر یزک سو بسو در شتاب — نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب
ز بسیاریِ لشکر از ہر دو جائے — فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے
دو رویہ ستادند در جائے جنگ — ننمودند در پیش دستی درنگ
مگر در میاں صلح آمد پدید — کہ شمشیرِ شاں بر نیاید کشید
چو بوداز جوانے وگردن کشے — ہماں جانب آبے ہماں آتشے
پدید آمد از بردباری ستیز — دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز
ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند — سر از جستنِ مہر بر تافتند

لشکروں کا دونوں طرف سے حلقہ باندھنا، دشمن کی آمد روکنے کے لئے گوکھرو بچھانا، پہرہ داروں کا مقرر کرنا، کثرت لشکر سے آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جانا، ہر ایک کا پیش قدمی میں پس و پیش کرنا صلح کا خواہشمند ہونا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد فوجوں کے اِدھر اُدھر پھرنے، جنگ کے خوف و ہراس اور اپنی اپنی شیخیاں بیان کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی

ہے وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے اُن کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسرو کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارھواں اور پندرھواں شعر درج ذیل ہیں:

نظامی	خسرو
چناں آمد از نائے ترکی خروش	بگردوں شد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش	بدریائے لشکر در افتاد جوش
روا رو برآمد ز راہ نبرد	ہزاہز درآمد بہر دو سپاہ
ہزاہز درآمد بمردان مرد	روا رو برآمد بخورشید و ماہ

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسرو نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے، لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھو چلو کی آوازیں بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسرو کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجہ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں بےنظیر ہیں۔

نظامی	خسرو
زمیں گفتی از کید گر برد رید	علم سر ز عیوق برتر کشید
سرافیل صُورِ قیامت دمید	سناں چشمِ سیّارہ را برکشید

خسرو کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

خسرو	نظامی
بہ لرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں	ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
در اندامِ گاو آرد گشت اُستخواں	زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرت شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغۂ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دہل سے اُستخوان کا پس کر آرد ہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

خسرو	نظامی
غبارِ زمیں کلہ بر ماہ بست	غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
نفس را درونِ گلو راہ بست	عنانِ سلامت بروں شد ز دست

امیر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قایم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جُدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرت غبار کی وجہ سے سیّارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارھواں شعر مولانا کے اٹھارھویں شعر سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

زبس گرد بر تارکِ ترکِ دزیں | زمیں آسماں آسماں شد زمیں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے۔ اور امیر کے ساتویں شعر

زموجِ سلاح و زگردِ زمیں گلیں آسماں شد زمیں آہنیں

اسلحہ کی کثرت سے زمیں کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرے شعر

بدریائے آہن جہاں گشت غرق ہوا پر زمیغ و زمیں پر زبرق

میں جہان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجۂ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں:۔

رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر

ہماں آب بدخواہ را تا بہ سر

آب تیغ کا سپاہی کے تا بکمر اور دشمن کے تا بسر پہنچنا خاص لطف رکھتا ہے۔

شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو

ستارہ بروں رفت از ماہِ نو

نعل کی رگڑ سے جو شرارہ پیدا ہوا اس کو ماہ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی نیا مضمون ہے۔

بلا زیں بناوک بر انداختہ

چو طفلاں زنے بارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہی کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اسپ نے پر سوار رہتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہی وہاں بلا نازل ہو جاتی ہی۔ ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

صُبح

رزمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہی جس سے اُن کی اُستادانہ قادر الکلامی اور قوت بیان کا اندازہ ہو سکتا ہی۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہی۔ دونوں کا کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی:

	خسرو	نظامی
(۱)	چو زنگیِ شب دید روئے سیاہ	کہ چوں شاہ چیں زیں برابرش نہاد
	در آئینۂ عالم آرائے ماہ	فلک نعلِ زنگی بر آتش نہاد
	زد آئینۂ ماہ را بر زمیں	سپہر از کمیں مہرہ بیروں جہاند
	بخندید ناگاہ صبح از کمیں	ستارہ ز کف مہرہ بیروں فشاند
(۲)	چو در گنبد آمد براقِ سپہر	چو گیتی درِ روشنی باز کرد
	بہ ّرائے زرّیں بیاراست چہر	جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد
	چناں خورد شبدیز ظلمات دم	بآتش بدل گشت مشتِ شرار
	کہ نعلش بیفتاد و مسمار ہم	کلیچہ شد آں سیم گاو رس وار

صبح اوّل میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھکر اُٹھایا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھکر آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھکو پھینک دیا گیا ہی کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہی۔

صبح دوم میں امیر نے سُورج کو بُراق فرض کرکے ظلمت کے رفع ہونے کو بھاگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ع

کہ نعلش بیفتاد و مسمار ہم

سے اُس سراسیمگی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے تصویر کھچ جاتی ہی۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ ستاروں کو مشتِ شرار و سیم گاورس وار سے تشبیہ دے کر سُورج کی شکل میں تبدیل ہوجانا عمدہ پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہی۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آیندہ دن سے ممتاز ہوتا ہی اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلوہ افروز کرکے دادِ سخن دی ہی۔ صبح کا سماں پیش ہوچکا اب شام کی باری ہی اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

نظامی		خسرو
چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب	(۱)	چو بکرِ فلک در عماری نشست
کبودی گرفت از خمِ نیل ناب		شبِ تیرہ در پردہ داری نشست
نگہبانِ ایں مارِ پیکر درفش		عروسانِ شب زیور آراستند
زر اندود بر پرنیانی بنفش		فلک را بگوہر بر آراستند
چو گوہر بر آمود زنگی بتاج	(۲)	چو قلّابِ سیم از کمیں زد ہلال
شہِ چیں فرود آمد از تختِ عاج		بخوں غرق شد ترکِ چینی جمال
مہِ روشن از تیرہ شب تافتہ		شہاب از سرِ نیزۂ دیو سوز
چو آئینۂ روشنی یافتہ		شد آتش فگن در سلیمانِ روز
چو یاقوتِ خورشید را دزد برد	(۳)	چو خورشید برقع بر خسارہ کرد
بیاقوت جستن جہاں پے فشرد		فلک سرمہ در چشمِ سیارہ کرد
بدزدی گرفتند مہتاب را		کشید آسماں پیرہانِ کبود
کہ ایں برد آں جوہرِ ناب را		حریرِ معنبر بپوشید زود

شامِ اوّل میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عماری میں بیٹھنے سے تشبیہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لوازم شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رُفتہ پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلِ ناب، مارِ پیکر، پرنیانی بنفش جیسی چست ترکیبوں سے مینا کاری کا کام لیا ہے۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینۂ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہی۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرماسکتے ہیں

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہی۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں۔ اُن کے بیان کی خوبی یہ ہی کہ سُننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اُس واقع کو دیکھکر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوّم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہی کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے مواقعہ پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہوگا۔ گویا شاعر خیالات کا مصوّر رہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہی۔

خسرو

نمودند بسیار جولان گری
کسے را نہ بُد از ہنر برتری
ز نیزہ بشمشیر بردند دست
ہم از ہر دو تن تارِ موئے نخست
بہ دشمن فریبی یلِ روم زاد
گریزاں شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کیں
زگرمی بہ ابرو برآوردہ چیں
چو نزدیک شد تا زِ تیغِ چو برق
گریزندہ را زخم ریزد بہ فرق
دراند اخت رومی کیانی کمند
کمرگاہِ چینی درآمد بہ بند
چناں گندش از بازوئے زورناک
کہ بربود از بادو دادش بخاک
ہمی رفت پویان یلِ شیر گیر
بخاک اندروں شیرِ جنگی اسیر

نظامی

کمندے و تیغِ گرانمایہ خواست
عناں کرد سوئے بد اندیش راست
درآمد براں دیوِ دریا شکوہ
چو ابرِ سیہ کو برآید ز کوہ
بجنبید از جائے خویش آں نہنگ
کہ اقبالِ شاہش فرو بردہ چنگ
کمند عدو بند را شہریار
دراند اخت چوں چنبرِ روزگار
چو در گردنِ دشمن آمد کمند
شتابندہ شد خسروِ دیو بند
بخمّ کمندش سر اندر کشید
کشاں ہمچناں سوئے لشکر کشید
بغلطید آں شیرِ نخچیر سوز
چو آہو برہ زیرِ چنگالِ یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا
انداز جدا ہی۔ خسرو کا کلام شستہ، رواں اور تصنع سے پاک ہی۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آزما
ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے
بھاگتا ہی دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب
ہوتی ہی۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کرکے قتل کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہی۔ دوسرا موقعہ
تاک کر کمند پھینکتا ہی اور اُس کو اسیر کرلیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے
واضح ہوتا ہی اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے
میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظمِ حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا
گیا اور پھر محصور کرلیا گیا۔ آخری شعر سے فتند کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھسٹنا
خوب واضح ہوجاتا ہی۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار وغیرہ
اٹھا کر چلتا ہی اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہوگئے
تھے اسیر کرلیتا ہی اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا۔ جب تواریخ سے پتہ چلتا ہی کہ بہادر دل
نے شہنشاہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار وقتل بھی کیا ہی تو واقعہ
کی صحت قابلِ غور ہوجاتی ہی۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا
تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغِ گراں مایہ، دیوِ دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبرِ روزگار، خسرو
دیو بند کی چست ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کردیا جو مولانا
کا خاص حصہ ہی۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہی ؎

چو از دستِ رستم رہا شد کمند | سرِ شہریارا اندر آمد بہ بند
زپیل اندر آورد و زد بر زمیں | ببستند بازوئے خاقانِ چین

واقعۂ دوم

خسرو	نظامی
سوارے بروں آمد از رومیاں	برآشفت قتطال ازاں شیرِ تند
سپر بستہ پس چُست کردہ میاں	کہ پائے سپہ دیدزاں کارکند
بگرمی برآہیخت چوں برق تیغ	بپوشید جوشن برافراخت ترگ
کہ برق از نفس آب گشتے چو میغ	چو سروے کہ تیغش بود بار و برگ
نگاورسیاہے بزیرش چو دود	در آمد بزیں چوں یکے اژدہا
برآوردہ سر بر سپہرِ کبود	سرِ بارگی کرد بروے رہا
بگردن زنے تاختِ برہم ستیز	زریوند چوں دید کامد ہژبر
بینداخت برگردنش تیغِ تیز	بغرید مانندِ غرّندہ ابر
کینفوی تازندہ خم خورد و جست	کشیدند بریکدگر تیغ تیز
بزد نیزہ و پہلوش را شکست	زگرمی شدہ چوں فلک گرم خیز
گذارا شد از پشتِ رومی سناں	دو پرّہ دو پرکارِ مرکز نورد
زدستش بروں رفت یکسر عناں	یکے دیر جنبش یکے تیز گرد
	بسے گرد برگرد برتاختند
	بسے زخم چوں آتش انداختند

نظامی

نمے شد یکے بر یکے کامگار
ز پیشیں درآمد بہ شب کارزار
ہم آخر یکے تیغ زد شاہِ روس
برآں شخصِ آراستہ چوں عروس
بیفگندش از زین و بر روئے خاک
برآوردہ زاں شیرِ شرزہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پُرشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی۔

بزم

رزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندر نامہ میں نوشابہ و کنیز چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کنیفوی چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظورِ نظر ٹھیرایا امیر خسرو نے نظم کی ہے۔ دونوں کے بعض بعض مواقع مثالاً پیش کئے جاتے ہیں۔



خسرو

(آمدن کنیفوی چینی در بزم)

جهان سوزے از مه شب افروز تر
ز خورشیدِ روشن جهان سوز تر
بیک طرّه صد شهر بر هم زده
بیک غمزه بر ملکِ عالم زده
در آمد خرامنده با همسراں
چو مه در صفِ مشتری پیکراں

نظامی

(آمدن نوشابه نزدِ سکندر)

پری چهره نوشابهٔ نوش بهر
بفالِ همایوں بروں شد ز شهر
چو رخشنده ماهے که در وقتِ شام
بر آید ز مشرق چو گردد تمام
کنیزاں چو پرویں به پیرامنش
ز تارک در آمود تا دامنش

فخریه

خسرو

(بزبانِ کنیفوی چینی)

سکندر که کرد آبِ حیواں هوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس
مگر شاه زلفِ مراد در نیافت
که در عینِ ظلمات خنداں شتافت
چو در خلوتِ من نهانی رسید
بسر چشمهٔ زندگانی رسید

نظامی

(بزبانِ کنیزِ چینی)

که از شادیِ امشب جهاں را نوی ست
همه شادی از دولتِ خسروی ست
بهنگامِ گل خوش بود روزگار
بخندد جهاں چوں بخندد بهار
چو خورشیدِ روشن در آمد به اوج
ز روشن جهاں را زند نورِ موج

خسرو	نظامی
گر از چشمہ راجع شد او را برات	صبا چوں در آید بجولاں گری
من اندر دہاں دارم آبِ حیات	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گر اندازد او شیر و آہو بہ تیر	گلِ سرخ چوں کلّہ بندد بہ باغ
من آں آہوم کو بود شیر گیر	فروزد ز ہر غنچہ خونِ چراغ
گر او ہست کیخسرو و جام جوئے	سکندر چو پیروزی آرد بجنگ
مرا جامِ گیتی نمائے ست روئے	نہ زیبا بود آئینہ زیر زنگ
گر از مجلس او ہمی مے دمد	چو کیخسرو از می شود جام گیر
مرا لالہ و گل ز تن مے دمد	چرا جام خالی بود در سریر
گر او پیل بندد بخشمّ کمند	ملک گر ز جمشید بالاتر ست
من از تارِ موئے کنم پیل بند	رخِ من ز خورشید زیباتر ست
گر او حربہ بر ہم نبرداں زند	شہ ار شد فریدوں زرینہ کفش
رخِ من رہِ شیر مرداں زند	بفتحش منم کاویانی درفش
گر او اژدہائے ست و رزیں دلیر	شہ ار چوں سلیماں شود دیو بند
من آرم ز زریں اژدہا را بزیر	مرا در جہاں ہست دیوانہ چند
گر او گیتی از لشکر آرد بدام	شہ ار کیقبادِ دلبند افسر ست
خیالم بہ تنہا بگیرد تمام	مرا افسر از مشک و از عنبر ست

خسرو

گر او هست بر تختِ زر پای بست
مرا در دلِ اوست جای نشست
گر او را کلاه است بر آسمان
مرا صد کلاه است بر آستان
گر او باز خواهد ز شاهان خراج
من از سروران سر ستانم نه تاج
گر او گنج زر ریخته دارد تمام
مرا نیز گنجی ست از سیمِ خام
گر اقبال و دولت و رایا و رند
مرا هر دو چون کمترین چاکر اند
گر او تخت گیرد ز کین چون شهان
من از بازوی مهر گیرم جهان
گر او دشمنان را بخون خوردن است
مرا خونِ صد دوست بر گردن است
گر او را یک آئینه بر کف نشست
دو آئینه دارم من از پشتِ دست

نظامی

شه ار ملکِ عالم گرفت ای شگفت
من آن را گرفتم که عالم گرفت
کمندے من از زلف بر سازمش
نه ترسم بگردن در اندازمش
گر او را کمندے بود ماه گیر
مرا هم کمندے بود شاه گیر
گر او ناوک انداز دارد درست
مرا غمزهٔ ناوک انداز هست
گر او حربه دارد به خون ریختن
من از غمزه خون دانم انگیختن
گر او قصد شمشیر بازی کند
زبانم به شمشیر بازی کند
گر او لخت از زر بدارد بدوش
دو لخت ست زلفین من گرد گوش
گر او حقه ها دارد از لعل پُر
مرا حقه هست از لعل و دُر

نظامی	خسرو
گر او را علم ہست بالائے سر	طلبہائے او گرچہ بالا رس ست
مرا صد علم ہست بیرونِ در	مرا یک علم ہم زبالا بس ست
گر او شاہِ عالم شد از سروری	کمانِ وے ار صد شکار افگند
منم شاہِ خوباں بجاں پروری	یک ابروے من صد ہزار افگند
	کمندِ وے ار صید بند دمدام
	من آنم کہ صیاد گیرم بدام
	نگینِ وے ار لعلِ رُمّانی ست
	نگینِ لبِ من سلیمانی ست

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کینفوی چینی اور کنیز چینی دونوں نے سکندر کی فرمایش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اوّل کا حصہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ؎

بہ آئینِ خوباں بہ شوخی و ناز

سرودے برآورد عاشق نواز

ایک دو شعر لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام تمہید سے اپنا فخریہ شروع کرتی ہے کہ ؎

چو بشگفت گل خوش بود بوستاں　　ولیکن بہ ہمراہیِ دوستاں

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود | چمن (دوراز یں جائے) زنداں بود

چند شعر کے بعد کہتی ہے ؎

کسے راکہ من باشم اندر کمند | چہ حاجت بہ بالائے سرو بلند

اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۲۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع

سکندر کہ کرد آب حیواں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے جتائے ہیں۔ مثلاً ؎

بیک حملہ بر پارسایاں زنم | بدیگر رہِ آشنایاں زنم

ہمہ خونِ خوباں بہ کش سے خورم | وے نوش بادم کہ خوش مے خورم

بہ تیرے کہ زیں چشم مست افگنم | صفِ توبہ ہا را شکست افگنم

چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش | کلاہ از سر اندازم و مرز دوش

منم قبلۂ روم و ابخاز ہم | کرشمہ مرا زیبد و ناز ہم

بہشتی ست ایں قامتِ چوں نگار | پر از سیب و بادام و نارنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف جتا کر اور اپنے کو تمام خوبرویانِ جہاں سے فائق ثابت کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیواں کی طرف مجھ سے انسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معنبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف رُخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمۂ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی محفل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہی اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تخت زریں پر ہی اور میری جگہ اُس کے دل میں ہی۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب رویوں پر پھر خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہی۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہی جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیز چینی کا نغمہ اسی قدر ہی جو درج کیا گیا۔ اول کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ؎

کہ از شادی امشب جہاں نو بیست	ہمہ شادی از دولتِ خسرویست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار	بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشیدِ روشن درآمد بہ اوج	ز روشن جہاں برزند نور موج
جہاں چوں درآید بجولاں گری	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سرخ چوں کلہ بندد بہ باغ	فروزد ز ہر غنچہ چوں چراغ

چھٹے شعر میں کچھ اشارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہی ؎

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعتاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتانا شرع کر دیتی ہی ؎

چو کیخسر وازمے شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجۂ ذیل اشعار سے ثابت ہی، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کمند بنا کر

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلاد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈال دیتا ہی) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سوائے سکندر کے اور کوئی مراد نہیں لیا جاسکتا) بیان کیا گیا ہے ؎

شہ از ملک عالم گرفت اشگفت | من آں راگرفتم کہ عالم گرفت
کمندے من از زلف برسازمش | نہ ترسم بہ گردن دراندازمش
گراو را کمندے بود ماہ گیر | مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرز بیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعب شاہی کے بھی مناسب نہیں ہی۔ بمقابلہ اس کے ع

مرا در دل اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہی جو اس محفل طرب کے عین مناسب ہی۔ اُمید ہی کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جاسکتا ہی مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہی یعنی بہت سے مضمون کو ایک شعر یا ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجۂ ذیل شعر پیش کیا جاسکتا ہی جس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہی ؎

دراں وحش وصحرا درآویختند | گرفتند وکشتند وخوں ریختند

یہ مضمون طویل ہوگیا اور دونوں اُستادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آیندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق ونصایح

اخلاق ونصایح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک نظر آتی ہے جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت کی ہے اور یہ پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور رہتی ہے بلکہ روزی کمانے، ہنر وپیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچّائی وراست بازی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے جو مفید اور کارآمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہو سکتی ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں ؎

انتخاب از مواعظ برائے پسر خورد سال

مرو گرد ہر در کہ نانت دہند | درِ کعبہ زن تا امانت دہند

بجہدِ صفا صیقلِ سینہ کن | دلِ آہنینِ خود آئینہ کن

ورت دل سیہ ماند وروت صاف | چو آئینہ از خود نمائی ملاف

برو زِ جوانی چو پیراں گرائے — بہ پیریت خو د تن نہ جنبد زِ جائے
رہے رو کہ در نیک نامی کشد — خیالے مپنرکاں بخامی کشد
بہر کاری از راستی کن شعار — کہ ہم رستہ گردی و ہم رستگار
و گر کارے از دیں فراتر بود — مکن گرچہ شمشیر بر سر بود
چو بے بہرہ کردن زکسبِ حلال — بہ ازگنج بُردن بہ غصب و وبال
حلال آں کسے را دہد بر کہ وے — بہ کشتِ ہنر آب ریزد زِ خوے
ہنر کو مثل ہست در نار دود — ہنر مند را سر نیارد فرود
گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور — بہ از بادشازادۂ بے ہنر
چو مستے دہد سفلہ را دور باش — کند ہمنشینانِ خود را خراش
ہر آں شعلہ کز آتشِ تیز رست — بہ پیراہنِ خویش گیرد نخست

نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطوں کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں — کہ از پاست آباد خسپد جہاں
مکن ہر چہ عالم خورد غم زتو — تو در خواب و بیدار عالم بتو
چو شہ راز دشمن یکے صد بود — کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چناں خسپ روزے کہ خسپی بسے ‏ — کہ خوابِ پریشاں نہ بیند کسے

حکیم آں سخن را نہ بر ہرزہ گفت ‏ — کہ شد فتنہ بیدار چوں شاہ خفت

اگر شحنۂ شہر خفتد خراب ‏ — بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند ‏ — شکم پر کنش تا شبانی کند

بہ بزم آنکہ مست ست ہشیار کن ‏ — طرب با حریفانِ بیدار کن

بہ پرتاب داری رسد زخمِ تیر ‏ — بود تیرِ اندیشہ آفاق گیر

بداں ساں شو از کینہ در کینہ خواہ ‏ — کہ نے تیغ رنجہ شود نے سپاہ

مدہ تیغ را بر سیاست زباں ‏ — کہ آہستہ باشد بخوں مرزباں

بہ حال ایں مثل زندگانی دہ است ‏ — کہ جاں بخشی از جاں ستانی بہ است

چو فیروزیت باید اندر مصاف ‏ — بکن گرد خرگاہِ دلہا طواف

بہ تیمار خدمت گراں کن بسیچ ‏ — ز بد خدمتاں نیز دامن مپیچ

اگر مرد بیدار پروردنی ست ‏ — گراں خوابِ اینز غم خوردنی ست

مشو سخت گیر از خدا دادہ ‏ — کہ گرد غلامِ تو آزادہ

ترا بارگاہِ بریشم طناب ‏ — خبر نہ ازاں سوزشِ آفتاب

ترا باد پایاں ز اندیشہ بیش ‏ — بیندیش ازاں لاشۂ پشتِ ریش

ترا توشہ داں پر ز حلوائے تر ‏ — نظر کن بہ بے توشۂ راہ بر

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ امیر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائع لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعری کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

ہم از اولِ بامداد آفتاب	بفرخندہ طالع درآمد زخواب
شدہ جلوہ گر نازنینانِ باغ	رُخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فردوس جام آمدہ	ز رضواں بہ گلبن سلام آمدہ
بنفشہ سرِ زلف را خم زدہ	گرہ در دلِ غنچہ محکم زدہ
زبس تری اندام زیبائے گل	شدہ پارہ پارہ سراپائے گل
ہوا بر سر سبزہ میر یخت سیم	مراغہ ہمی کرد بر گل نسیم
بہر شاخ مرغ ارغنوں ساختہ	بہر نغمہ گلبن سر انداختہ
غزل خوانیٔ بلبلِ صبح خیز	تمنائے مے خوارگاں کرد تیز
زنالیدن قمریٔ خوش نوا	کبوتر[1] معلق زناں در ہوا

[1] قمری کی آواز پر کبوتر کی بازی کرنے کو عاشقانہ وجد ظاہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کبوتر باز خوب عمدہ حظ اُٹھا سکتے ہیں یہ رقص مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے۔ ۱۲

ز بادِ بہاری ہوا مشکبو — عروسِ جہاں زآبِ گل شستہ رو

بساطِ گل از سبزہ گلشن شدہ — چراغِ گل از باد روشن شدہ

شدہ مشک بو غنچہ در زیر پوست — چو تعویذِ مشکیں بہ بازوے دوست

کشادہ گلِ لعل جلبابِ نور — نظارہ کناں چشمِ نرگس ز دور

بروں کردہ سوسن زبانِ خموش — ہمی کرد ہر دم تقاضاے نوش

بہر چشمہ منقارِ بط آب گیر — چو مقراضِ زرّیں بقطعِ حریر

ازاں نغمہ کو غارتِ ہوش کرد — مغنی ترنم فراموش کرد

ز آوازِ دراج و رقص تدرو — سبک گشت در خاستن پاے سرو

علماے دُنیا پرست

نہ آن ست درویش مردِ خداے — کہ بہرِ درم پیشِ شہ شد بہ پاے

بسلیش پشمینہ برکش ز دوش — کہ پوشیدہ در دیست پشمینہ پوش

مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او — کہ آں دامِ مال ست بر دوشِ او

چو دامے کہ برداشت ماہی فروش — ز بہرِ درمہاے ماہی بدوش

ہم از دامِ ماہی دل این نکتہ بیخت — چو ماہی کہ برداشت آبش بریخت

فقیرے کہ ناں از درِ شاہ جست — بباید ز آبِ خودش دست شست

بہشتی بود شاہ در دیش خواہ — کنشتی ست درویش در کوے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نِعمَ الاَمیرُ علیٰ بَابِ الفقیرِ   وَبِئسَ الفقیرُ علیٰ بَابِ الاَمیرِ

بے ثباتیٔ دُنیا

دو رہ دار د این تنگنائے دراز   کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز

ازیں ہر زماں نوبرے مے رود   یکے آید و دیگرے مے رود

ہندوستانی رسم و رواج و تشبیہات

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کئے ہیں اور بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیت ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

زبس ابلہی ہندوان کلال   بدست آب نوشند باصد سفال

یعنی ہندو باوجود صدہا برتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔

شد از رنگِ سرخی سر کوہسار   چو پیشانیِ پیل شنگرف دار

یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سندور لگاتے ہیں۔

زنالیدنِ قمریِ خوش نوا   کبوتر معلّق زناں در ہوا

چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش   کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

نہفتہ معجز گلِ خویش را   نظر بستہ چشمِ بداندیش را

فارسی میں بُرقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آنچل یعنی اوڑھنی کا سرا منہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے مُنہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آنچل سرکا لیتی ہیں اس کو خسرو نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آنچل سرکا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے۔

چو مارے بدست آورد مار گیر

نوازد چنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دُودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی یہ رواج ہو۔

خاتمہ

آئینۂ سکندری کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھدیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جا سکتا۔ ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہی کہ امیر خسرو نے عموماً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہی۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہی اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہی کہ

زُسمِّ ستوراں دراں پہن دشت   زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہی تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں ؎

زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں   در اندام گاو آر دگشت اُستخواں

اسی طرح جابجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینۂ سکندری کی عبارت صاف اور رواں ہی۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک فوّارہ ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جو امر بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی علّت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہی۔ سکندر نامۂ نظامی کی تحریر مُرصّع اور بلیغ ہی۔ خصوصاً میدان رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتے ہیں

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہرِ فن کاری گر نے نہایت قرینہ قرینہ سے میناکاری کا کام کیا ہے۔ بعض جگہ اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بلند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندرنامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینۂ سکندری پڑھتا ہوں تو اُس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرین کلام کی نکتہ رس طبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو یکتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ والسّلام

علیگڑھ:
رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

خاکسار
سعید احمد فاروقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این مرأتِ صفا کہ نمودارِ آئینہ سکندری ست بمصقلۂ
نامِ خالقِ صور مصقّل گردانیدہ شد تا چون بمواجہۂ صادق
و عکس نما رسد صورتِ حالِ او موجّہ روے نماید انشاء اللہ المصور

جہاں پادشاہا خدائی تراست
ازل تا ابد پادشائی تراست

کشایندۂ چشمِ بینش توئی
نگارندۂ آفرینش توئی

توئی اوّل و آخرِ جملہ چیز
نہ آغاز داری نہ انجام نیز

ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
تصوّر بکارِ تو گم کردہ راہ

۵ نہ چون من بمقدارِ بیش و کمی
کہ گنجی در اندیشۂ آدمی

کمالت سخن را ورق سوختہ
کم و بیش را دیدہ بر دوختہ

ادب نیست الّا آفرینانِ تو | پژوهیدن از پنهانِ تو
در کار دانی تو کردی پدید | خرد را بران در تو دادی کلید
تویی پیکر آرای مردم ز خاک | عمل دانِ گیتی بتقدیرِ پاک
تو دادی بدل گنجِ آماده را | تو کردی بلند آدمی زاده را
۵ فلک را تو بستی گره در جهات | تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز خورد و بزرگ آنچه دارد سرشت | نبشتی بر انسان که باید نبشت
ز صنعِ تو کاری بهر کارگاه | غلط را نه در کارگاهِ تو راه
هر آنچه آفریدی درین جوی ژرف | نهفتی درو کیمیائی شگرف
ز ملکِ تو یک ذره بیکار نیست | خرد را درین بارگه بار نیست
۱۰ جهان را تو کردی پدید از نهان | زمین نیز در وی جهان در جهان
چنان این کهن نقطه را خواستی | به پرکارِ حکمت بیاراستی
مسلسل چنان کردی اجرام را | که پی بگسلد پیکِ اوهام را
بصد زیور آراستی روزگار | که محتاجِ آلت نگشتی بکار
دروغ ست کین دیو کوتاه بین | فلک را نهد کارسازِ زمین
۱۵ زمین و فلک چون منت بنده اند | به تسلیمِ خدمت سر افگنده اند

---

۲ - س - بدان در - ۳ - ت و س - عمل دار گیتی - ۴ - س - هر دو مصراع مقدّم و مؤخر ۱۲

۱۱ - س - نقطه ۱۳ - س - گهے فصل دے ماه گاہے بہار

اگر صنعت از یاریِ چرخ زاد — چو چرخ آفریدی که یاریت داد

کنی جملهٔ هستی بآئین و ساز — که ناید به نیروے غیرت نیاز

کمالِ تو کے ضبطِ گردون شود — بدولاب دریا تهی چون شود

اگر چرخ کوشد بصد گونه زور — برون ناید از نقشِ یک پای مور

۵ کسے کو شد از پاے موری زبون — توانائیش چون توان گفت چون

ستاره که یک حرفِ تست از قلم — چه داند که در روے چه کردی رقم

نگینے که بر خاتمِ جائے ساخت — کجا نقشِ خود را تواند شناخت

همه رهنوردانِ این نُه بساط — ق که گاہے غم آرند گاہے نشاط

نه از خویش ازین گونه برگشته اند — که یک یک ز حکمِ تو سرگشته اند

۱۰ زغیب آنچه پیدا شود هر نفس — قضاے خداوندیِ تست و بس

توئی راز دارِ ضمیرِ همه — بدرماندگی دستگیرِ همه

سرے کز تو افتد که آرد بشاد — درے کش تو بندی که داند کشاد

تو ریزی بهر خاطر اندیشه — بهر دل تو تلقین کنی پیشه

۱۵ تنِ دشمن و جانِ پنهان ز تو — همه کس ز جان زنده و جان ز تو

همه زنده میرند تو جاوید پائے — که هرگز نه مُرد و نمیرد خدائے

---

۳ - س - بود - ۱۱ - س - توئی راز داں

مناجات در حضرت ملک بار که حاجات محتاجان را نزدیک عین عنایت او حاجت عرض نیست

شکسته پناها چو ز احسان پاک | سرشتی بدست خود این مشت خاک

۵ کشیدی ز توقیع جودم طراز | که ره سوی ایمان کشادیم باز

گرم کرده کافر بت پرست | چه گردی معاذالله این خاک پست

زبان من ار موی گردد بکام | نگوید ز شکر تو موی تمام

چو دادی بگنج خودم دستگاه | مده دزد را سوی آن گنج راه

مپرس آنچه بد کرده ام یا صواب | که در خورد پرسش ندارم جواب

جفاپیشه را رستگاری ز تست | به آمرزشش امیدواری ز تست

به بخشائی ار بر همه عاصیان | خداوندیت اندارد زیان

وگر زاهدان را بسوزی بنار | هم از عدل بیرون نباشد شمار

همه کار تو نیست الا که داد | ترا تهمت ظلم نتوان نهاد

به هستی چو راهم تو دادی نخست | زمن هرچه خیزد بتقدیر تست

۱۵ چو خود بستی این رقعه بر دامنم | عتاب از چه گردد به پیرامنم

زگیتی چنانم بر انجام کار | که فردا نمانم ز توشه مسار

---

۱۴ - س: زمن هرچه آید

چنان دار بیدارم اندر جهان — که خفته نخوانند کارآگهان

چنان بر سوے خوابگاهم فراز — که بیدار خسپم بخوابِ دراز

چنان زندگی ده بجانِ عزیز — که زنده بمانم پس از مرگ نیز

شناسا چنان کن دلِ ریش را — که بشناسد اندازهٔ خویش را

۵ به نقصانِ خود چون تواند شناخت — کمالِ ترا نیز داند شناخت

گرم نعمتے داد خواهی نخست — بشکرِ خودم ده زبانی درست

ور از من کنی رخت این خانه دور — شکیبائیم ده که مانم صبور

چو دل در سر آرد پریشانیم — درے باز کن در پشیمانیم

گرفت ار چه جرمم سیاه و سپید — بعفوِ توام بیش ازان ست امید

۱۰ چو فردا خجل گردم از کارِ خویش — مکن بسته بر من درِ بازِ خویش

چه باشد یکے ذرّهٔ خاکسار — که روزِ شمار آید اندر شمار

چو آوازِ صورم در آرد ز خواب — زبارانِ رحمت برویم زن آب

مرا چشم تنگ و هوس شاخ شاخ — عطائے ترا برگ و نعمت فراخ

چه دانم که در خفتن و خاستن — چه می باید از چون توئے خواستن

۱۵ توام آن حسن ده بخشش از بخشِ خاص — که آن خواهم از تو که یابم خلاص

من از حدِّ خود دم زنم چون حباب — تو اندازهٔ بخششِ خود رسان

---

۵ - ن: به نقصانِ خود چون شناسنده ساخت + کمالِ ترا نیز تواں شناخت۔

ز یادِ خودم سینه پر نور کن / فراموشیِ خود ز من دور کن

وجودِ مرا همّتی ده بلند / کزین دخمه بیرون جهانم سمند

روم بی خود از خانه در کوی تو / به پرواز همّت پرم سوی تو

نگون همّتان را ز تو نور نیست / وگرنه ز ما ره بتو دور نیست

۵ ولی گر عونِ تو نبود شمار / چه خیزد ز صد همّت و صد هزار

که در گنبد ار تو نگوئی بیا / درونِ سراپردهٔ کبریا

بسوی خودم خوان و فریاد رس / که غوغای شیطان در آمد ز پس

درین بادیه غول رهزن بسیست / بمنزل شدن نی حدِ هر کسیست

بسا رهروان کاندرین گم شدند / که هم دیو و هم دیو مردم شدند

۱۰ تو دانی که این رهزنانِ هلاک / ز لاحولِ خسرو ندارند باک

چنان بر که چون من گرایم به تو / بدنبالِ پیغمبر آیم به تو

نعتِ آفتابی که صبحِ صادقِ والشّمس وضحٰها از جبههٔ میمونِ او و جمالِ نمودِ ماهی که نورِ ساطعِ والقمر اذا تلٰها از غرّهٔ روز افزونِ او کمال یافت

۱۵ رسولِ قوی حجّتِ آشکار / بحکمت درست و بحکم استوار

---

۳ - س: ... نیه - ۳ - س: ددم - ایضاً س: سزاوار همت، بس: نیاید ز پس

محمد شهِ لاجوردی سریر — کز و گشت هستی عمارت پذیر

ز دروازهٔ شرع رایت فراز — ز گنجِ فلک گوهر آمای راز

به مهمانیِ پیشگاهِ الست — طفیلی خورِ خوانِ او هر که هست

خدای که هستی پدیدار کرد — ز بهرِ وی این سکه پرکار کرد

۵ سپهری که بینی چو رخشنده باغ — ز نورِ وی افروخت چندین چراغ

ز باغِ رخش هشت بستان گلی — دران باغ روح الامین بلبلی

سلاطینِ زمین مسندش هر زمان — یزک بر یزک لشکرِ آسمان

کرم بین که از احسانِ امت پناه — گنه ما کنیم او بود عذرخواه

زبردست را گوهر افگن به تیغ — نوازش گرِ زیردستان چو میغ

۱۰ زمین را کفش کیسه دارِ جود — جهان را تنش کیمیای وجود

بحضرت کمر بسته بر عزمِ کار — میانجی به آمرزشِ کردگار

وجودش ز دریای رحمت نشان — که رحمت بران ابرِ رحمت فشان

زبانش یکی تیغِ عالم پناه — کز و حک شده نامهای سیاه

فلک خاکی از پایش برداشته — هزاران چه رد و رخ انباشته

۱۵ همه لوحِ محفوظ در شانِ او — سیاه و سپیدِ جهان زانِ او

فرو هشته منشوری از مشکناب — برآورده نه خیمه زین یک طناب

۹- س و ق: گردن افگن به تیغ- ایضاً: نوازش کن- ۱۵- س. ملک خاکی

زگیسوی او نافہ بو یافتہ
گل از روی او آبرو یافتہ

فرو خواند دیباچۂ غیب را
رقم کرد توقیع لاریب را

حمایت نشین چرخ در مشت او
مہ از داغ داران انگشت او

در چرخ را ماہ قفل زر است
کلید وی انگشت پیغمبر است

۵ ہم از نور آن پنجہ مہ شگاف
صف بدر بشکست روز مصاف

زمین و فلک یک غبار رہش
ازل تا ابد یک تماشا گہش

دم از راہ درویش پرسی زدہ
قدم بر سر عرش و کرسی زدہ

بجائے کہ توسن بر انگیختہ
جناح ملائک فرو ریختہ

صفت معراج مقتدائے کہ جماعت اسلام را از محراب قاب قوسین او ادنیٰ بشارت الصلوٰۃ معراج المومنین آورد تا ہر موحدی را علاحدہ صاحب معراج گردانیدہ علیہ الصلوات والتحیات والسلام

فلک ماہ را چون شب افروز کرد
شب تیرہ پیرایۂ روز کرد

رسید از فلک پیک فرخندہ پے
فلک وار زو چرخ در گرد وے

براقے ز رفتار سبک گام تر
ز خورشید و مہ روشن اندام تر

سوی دولت بی حسابش کشید — رکابی شد و در رکابش کشید

سوار سبک رو بعزم درست — شتابندگی را کمر کرد چست

بر آن رخش رخشنده بر شد چنان — که در لامکان درکشیدش عنان

نخستین شرف بیت اقصاش بود — ز اقصای ولایت در او ناش بود

علی القطع ببرید در یک زمان — بمقراض لا پردهٔ لامکان

چو مه سجده کردش در افگندگی — هلال خودش خواند در بندگی

عطارد که مغزش ز خورشید تافت — ز دیدار او شربت تازه یافت

همان زهره کز شرعش آگاه بود — کمانچه بکش کرده بگریخت زود

خور از مسند آورد رو بر زمین — رها کرد مسند به مسندنشین

بره گشت مریخ سرهنگ او — کله سوده بر نعل شبرنگ او

شتابنده برجیس از پیش خاست — متاع سعادت بدریوزه خواست

زحل روی مالیده چندان براه — که شد روی او روشن از ره سیاه

چو پا بر ثوابت نهاد استوار — شکوهش ربود از ثوابت قرار

پس از انجم هشتمین انجمن — بعزم نهم گشت هنگامه زن

علم بر نهم فرش اطلس کشید — قلم بر جهات مسدس کشید

سوی عالمی شد که عالم نماند — دو یم در میان سایهٔ هم نماند

همای شد ز اوج عزت پرید — همای که کس سایهٔ او ندید

چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں | که خود هم نگنجید اندر میاں
چو از هستیِ خویش نامید گشت | دراں نیستی هستِ جاوید گشت
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش | زه از قابِ قوسین آمد بگوش
حجابِ خیال از میاں برگرفت | نظاره بنورِ نهاں درگرفت
۵ برون آمد از پردهٔ بودِ خویش | نگه کرد بے پرده مقصودِ خویش
بمنزل خراماں شد از بارگاه | بپایش دُرم ریز خورشید و ماه
فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور | ملائک چو پروانه در گردِ نور
عروسانِ فردوس در انتظار | که روبند از پاے نازک غبار
گلے را که برچید ازاں بوستاں | ره آوردی آورد بهرِ دوستاں
۱۰ جمالی بخوباں ازاں باغ داد | برخسارِ شاں خالِ ما زاغ داد
خوشا وقت آں میهمانانِ باغ | که گشتند ازاں گل معطّر دماغ
یکی راست گوئی که در کنجِ غار | نهاد از پئے گنج پا پیشِ مار
دویم داورے آں که از دستِ زور | به انگشتِ خود دیو را کرد کور
سیوم آں که قرآنش منشور داد | دو شمع از شبستانِ او نور داد
۱۵ چهارم دلاور سوارے که دید | درِ خیبر از ذو الفقارش کلید
شده خانهٔ شرع را از نخست | بداں چار ارکاں عمارت درست

---

۵ - س پ: معبودِ خویش - ۱۰ - س پ: داغ ما زاغ داد - ۱۳ - م ق: دویم داور عدل -

ریاحینِ دیگر گزیں گلشنند — چو در گردِ ماه انجمِ روشنند

زہے بُرجِ آں ماہِ ناکاستہ — کہ باشد بریں انجم آراستہ

دلم جائے آں انجمِ ماہ باد — مرا نورِ شاں مشعلِ راہ باد

زہے راہِ خسرو کہ در برتری — کند نورِ آں انجمش رہبری

۵ مدحِ شیخِ عالمِ اجل محی السنن نظام الملت فضیلی کہ قدمِ بشرِ حافی را از نعلینِ طریقت فرو پوشید و ادہمی کہ سرّی سقطے را از سرِّ صفا روشن کرد

دلم چوں بگوہر کشی خاص گشت — بدریای اندیشہ غوّاص گشت

۱۰ بہر غوطہ چنداں بروں ریخت دُر — کہ دریا تہی گشت و آفاق پُر

نثاری گزاں دُر بر انگیختم — بدرگاہِ پیغمبرش ریختم

من افشاندم و آسماں برگرفت — عطارد ببوسید و بر سر گرفت

مرا گاہِ افشاندنِ آں نثار — بسے دخل شد لولوے شاہوار

دریغ آیدم کایں چنیں گوہرے — برم تحفہ در خدمتِ دیگرے

۱۵ ادب نایدم ہیچ ازیں در ضمیر — گزاں سازم آرایشِ مدحِ پیر

---

۱۳ - نسخۂ ب: بسے خرج شد

پناهِ جهان دینِ حق را نظام رهِ قدس را پیشوای تمام

بحجت مسیح در آخر زمان بر اهلِ زمین حجتِ آسمان

جهان زنده از جانِ بیدار او زمین روشن از روزِ بازارِ او

همه شب ز شبخیزیِ بی ریا کمند افگنِ کنگرِ کبریا

۵ ز ظلماتِ شب کرده کحلِ بصر بنظارهٔ غیب صاحب نظر

زبس سجده کردن بمحرابِ دین شده حاجبِ خاصِ روح الامین

قدم گاهش از پایهٔ عرش بیش کفِ پایش از بوسهٔ خلق ریش

نمازِ وی از معرجِ برتری نمود از معراجِ پیغمبری

بدان تا خرامد به بالا ز پست نهاده قدم بر سرِ هر چه هست

۱۰ شگفته ز دیبا و اکسونِ سخن شرف کرده از ژنده های کهن

زمین و فلک در ولایت حدش دلی گوشهٔ بوریا مسندش

ز نعلین چوبی شده تخت گیر یکی کرسیش گشته دیگر سریر

به بیماری دل طبیب ست فرد کزو کرده درمان ببازارِ درد

بر اهلِ طلب در نمودارِ کار بدستوریِ غیب فرمان گذار

۱۵ ضمیرش درِ قدس را اپرگی پناهنده را داده پروردگی

گران سنگیِ او بهر دست برد بسی بیضهٔ دیو را کرده خورد

---

۵ - م ق: صادق نظر - ۸ - ق: نمازِ وی از پایهٔ برتری

گره مفلس و توشه داران پُر زر ‌‌‌ ‌‌ شکم خالی و دل ز گنجینه پُر

اگر پیش و آفاق پُر زر بود ‌‌ ‌‌ ز ابر کفش در زمان تر بود

ز دنیای محیطی به پیرامنش ‌‌ ‌‌ مبرا ز آلودگی دامنش

ز سرچشمهٔ عیش آب دهان ‌‌ ‌‌ به آب وضو شسته دست از جهان

۵ دم خلق او چون صبا جان نواز ‌‌ ‌‌ نوالش همه وقت مهمان نواز

زبانش ز لوح سما رانده حرف ‌‌ ‌‌ دلش عشق را گنج دانی شگرف

چو از سوزش دل دم خویش زده ‌‌ ‌‌ بصد خرمن هستی آتش زده

ز نظارهٔ روی آن آفتاب ‌‌ ‌‌ همه پاک چشمان و دیدهٔ پر آب

بر آلودگان چون زده موج پاک ‌‌ ‌‌ فرو شسته ز آلایش آب و خاک

۱۰ برد بار خلق ارچه بسیار تر ‌‌ ‌‌ کسی نیست از وی سبکبار تر

فلک گر بعهدش نگردد بخیر ‌‌ ‌‌ فلک را عنان باز پیچد ز سیر

بجایی که ماند آن قدم تا بدیر ‌‌ ‌‌ بلای ز گردون نیاید بزیر

هر آن ناتوان کز درش زر یافت ‌‌ ‌‌ اجل زحمت خویش از و دور یافت

براهی که آن پای در دشت تاب ‌‌ ‌‌ بتعظیم بوسد زمین آفتاب

۱۵ صفا را از و روشن آئینها ‌‌ ‌‌ دمش روشنائی ده سینها

رسیده ز پروانهٔ آسمان ‌‌ ‌‌ چراغی بظلمات آخر زمان

---

۶ - م : ز لوح سما خوانده حرف - ۱۱ - س : عنان فلک

جهان زو بهمه وقت پُر نور باد | زمین از درش بیت معمور باد

در علو درجت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا والدین خلد اللہ ظلاله علی الدنیا الی الیوم الدین

۵ بنبی الامیین صلی اللہ علیه وسلم آمین آمین

خراماں شو اے خامۂ گنج ریز | بدر سفتن الماس را دار تیز

بهر حرفی آرایشے ساز کن | بهر نکته گوش فلک باز کن

سخن را چناں پایه برکش به ماه | که بوسد بجرأت کف پای شاه

۱۰ شہے کاسماں بر درش گاه بار | ز پروین و جوزا فشاند نثار

علاء دیں اسکندر تاج بخش | ز رفعت بگردد دل و ان کر درخش

محمد جهانگیر حیدر مصاف | که از تیغ دیں خنجر کوه قاف

چراغی بنور حق افروخته | عدو را به پروانگی سوخته

صفاتش در اندیشه بیش از کمال | نوالش باندازه بیش از خیال

۱۵ بده گز قبا گرچه گنجد تنش | نگنجد به عالم دل روشنش

جهانی است او در قبائے نهاں | دل روشنش خود جهاں در جهاں

---

۱۰ - س - روز بار

زبس کش بعالم نگنجید ذات | فلک پس خزیده ز ہر شش جہات
زہمت چناں ساختہ نردباں | کہ بر رفتہ قدرش بہفت آسماں
شہاں بر درش خدمت آموختہ | نظر تیز بر پشت پا دوختہ
نگہہ گر کند سوے خورشید تیز | چو ذرّاتِ خاکش نہد ریز ریز
۵ وگر ذرّہ را بخشد از مہر تاب | دہد پایہ بالاترش ز آفتاب
درم کز خطابش بر آراست چہر | سزد کآفتابی کند بر سپہر
سپہر از پے نامش ایں کار کرد | کہ خورشید را شکلِ دینار کرد
خطے کاں توقیعِ او محکم ست | صکے بہر ملکیتِ عالم ست
ورق ہاے منشورِ او سر زماں | جہاں راست از فتنہ حرزِ اماں
۱۰ ز نامش فلک معتقد زیر پوست | چو افسون کہ آرد کسی سوے دوست
چناں کند خارِ ستم را ز راہ | کہ ہموار شد فتنہ را خواب گاہ
بکیں شیر دنداں کنوں کم زند | مگر کو ز تپ لرزں بر ہم زند
سپاہش گراتی بریں سو فگند | کہ شد ہند پست و خراساں بلند
جنیبت چو در زیرِ راں آورند | تزلزل بہفت آسماں آورند
۱۵ سمندش چو برا بر جولاں زند | ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زند
ز بارانِ تیرش عدو در بلاست | کہ پیکانِ او ناودانِ قضاست

۱- ق۲: صفاتش رسیدہ بہر شش جہات - ۸- س۲: خطے بہر ملکیت ہا ۱۴- س۱: زیر راں آورد (و) آسماں آورد

کشاید چو تیر جگرگاه را / رسد دولت تیر بدخواه را

ز تیرش گزند شد عدو کاسته / شده کیش پیغمبر آراسته

قیامت که فرداست وزش عیان / ز سهمش سه فرد افکند درمیان

بهر آن زند زورِ چنگال را / فراهم کند پاره دمال را

۵ کمانش چو زابرو اشارت کند / جهانی بیک تیر غارت کند

چو در روی هیجا ز پیکانِ تیز / به تیر نیی بازو شود خصم ریز ق

در و شانهٔ پیلِ کین جوی را / چه شانه که روزن کند موی را

سپاهی چو طوفانِ آتش بتاب / کشد تیغِ شاهش بیک قطرهٔ آب

گرفته ری و روم تیغش بجنگ / ولی زنگ نگرفته هرگز ز ننگ

۱۰ ز شمشیر آتش بدریا زده / ز نیزه ثری بر ثریا زده

برزمش شگفته دلِ دشمنان / نه از باد سوری زخارِ سنان

چو رخش سنان بر سر افراخته / خله در دلِ انجم انداخته

سنانش به تیزی شده غمزه زن / بهر چشم زد برده دلها ز تن

بجائی که آن رمحِ والا بود / زمین تا فلک نیزه بالا بود

۱۵ ز بهرِ شکم های روئین تنان / ز مغزِ یلان چرب کرده سنان

ز زلفی که از پرِ چشم انگیخته / بهر تارِ موصد دل آویخته

به تنها دریده صفِ خسروان / که هم پادشاه است و هم پهلوان

چو خار آسگافی کند آهنش | چه پولادِ هندی چه روئین تنش
چه مردی کند چرخ در دار و گیر | که تیرِ کهن دارد و ترک پیر
سلاحیش مریخِ شمشیر بند | علمدارِ او آفتابِ بلند
ز چترِ سیاهش که شد زیبِ تخت | چو طفل از شبِ عید نا خفته بخت
همایے که بر چترِ او کرد جاے | شده فرخ از سایۂ او همایے
نہ ترسد ز زور آوراں در گزند | مگر از ضعیفانِ نازورمند
ز راز بادشاهانِ سخت انتقام | ستاند به شمشیر و ریزد بجام
به سختی کشد گنجِ شاهاں ز بار | به نرمی کند بر گدایان نثار
بر آرد ز خاکِ سیه زر پاک | به بخشندگی باز ریزد بخاک
گہِ معدلت سوی درویش و شاه | بیک چشم بیند چو خورشید و ماه
بگاهِ عطا زاں کفِ بحر جوش | زرِ صامت از ریختن در خروش
عجب صامتے بیں که فریاد کرد | عجب تر که فریاد از داد کرد
چناں باد بر سیم و زر جورِ شاه | که فریادِ عدلی بر آید ز ماه

در خطاب زمین بوس آں بادشاه که در لوحِ محفوظ جهاندارِ بیدارش خوانند و از قلمِ تقدیر امیر سرمدش نوشتند خلد الله ملکه و خلد علاه

جهاں خسروا تا بر سمِ کیاں ق | نشستی برِ اورنگِ فرخ بیاں

چنان عالم آرای گشتی ز داد | که شد ملک را عهد شاهان زیاد
نماند از همه عرصهٔ خاک و آب | بعهد تو جز جانِ دشمن خراب
همه وقت بابِ جهان کار تست | ترا پاسبان بختِ بیدار تست
بر آن کس که گنجیت در شاخ و برگ | گر امروز در ریش ست فرداش مرگ
۵ دگر رحمت آری بمسکین درپیش | دهی روزی یارش امسال بیش
زمین آسمانت بخواندی ز شرم | ولی آفتابت شد آواز گرم
چو نوبت زنت گشت نوبت نواز | ز غلغل در آسمان کرد باز
جناب تو از بختِ فیروزمند | چو اندیشهٔ بختِ یاران بلند
سری کو بد اندیشیت پیشه کرد | سر خویش در کار اندیشه کرد
۱۰ مخالف که از فتنه جنبد تنش | سرش وامِ شاهست بر گردنش
اگر فرصتی یافت خصمت ببین | وَاُملِی لَهُم اِنَّ کَیدِی مَتِین
ز خاکِ درت بهره دم در دمِ سبزه | نهان کرده گلگونه همچون سبزه
رسد خاکِ پایت ار چین و ختن | خرنده بجو سنجدش نی بمن
دوان از دو دیده پسندیدگان | بخاکِ درت چون تهی دیدگان
۱۵ همه خسروان از درِ ایوانِ تو | خله در دل از چوبِ دربانِ تو
درت بار داده به برنا و پیر | ندا مکارم ز بانگِ صریر

---

۲ — نسخهٔ ب نماند ز همه عرصه — ۱۱ نسخهٔ ب اگر مهلتی یافت

چو بینی به مه آسمان بلند ‌‌ ‌ کند سنگ را گوهر ارجمند

تو کت ز آسمان همت افزون بود ‌‌ ‌ نگه کن که تا مهر تو چون بود

چو گنجور تو گنج در خشم کند ‌‌ ‌ بعمدا در قفل را گم کند

ز جودت که زود گم شد امیدوار ‌‌ ‌ هم امید معزول و هم انتظار

۵ بود زهره بر یاد بزم تو شاد ‌‌ ‌ چو مطرب که مهمانی آرد بیاد

بجام جم آراسته مشت تو ‌‌ ‌ نگین سلیمان در انگشت تو

صدف کو بدریا درون در کند ‌‌ ‌ ز باران دستت شکم پر کند

بدور تو در دور عالم تمام ‌‌ ‌ همه باده کامرانی بکام

ازان باده کآفاق را کرد مست ‌‌ ‌ سیاست شده فرض بر هر که هست

۱۰ چو از خسروان در پذیری سپاس ‌‌ ‌ ز خسرو همین نکته را دار پاس

نهی کز نوازش گهرهای شاه ‌‌ ‌ بدانش ربود از عطارد کلاه

بسر بر کلاه چنین زاخترم ‌‌ ‌ بکس چون فرود آید آخر سرم

زمن چو خورشید زان تافته است ‌‌ ‌ که از بذل شه چاشنی یافته است

برانم کزین نقد کامل عیار ‌‌ ‌ بگیتی زنم سکهٔ نامدار

۱۵ نمودار گنجینهای کهن ‌‌ ‌ کنم روشن از کیمیای سخن

چو اقبال تو می دهد یاوریم ‌‌ ‌ تماشا کن اکنون هنرکاریم

---

۸ - س۲: به کامرانی بجام - ۱۳ - ق۲: ایمنی یافته است

امیدست کز بخشش کردگار | نمانم دریں داوری شرمسار
خیالی بروں آرم از شانِ خویش | که نبود نظیرش بدورانِ خویش
چو کامل شود پیکرِ ایں حریر | زِ پیکرنگار از کرم در پذیر
چو رونق نهی در متاعِ کساں | کساد مرا نیز رونق رساں
۵ همیشه به نیکی و نیک اختری | بماں بر سرِ تختِ اسکندری
زِ بازوی تو شد ملک استوار | کمربندِ تو چوں سکندر هزار
خضروار عمرِ فراوانت باد | می اندر قدح آبِ حیوانت باد
بیا ساقی آں چشمهٔ زندگی | که یابد از و عمر پایندگی
مرا ده که من خضرِ پنهانیم | ثنا گوی اسکندرِ ثانیم
۱۰ بیا مطرب آں نغمه زن در سرود | کز و آبِ حیواں درآید برود
برآور بداں گونه بانگِ رباب | که اسکندرِ خفته خیزد ز خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوانِ سرنگوں سار جز مردمِ سرفراز بلند آثار تا رنگ گرسین سخن نرسد و سبب کر و گردن گوهری

۱۵ چند که از سلک نظامی یتیم مانده بود و لختی از گلهای طیبِ خویش که از حال نهی تا محل نهی و هنیه مانده است

---

۴ - ق ۲ - متاع مرا -

بر روی آب آوردن و گردن مجالات این قصه را که بیشتری
ضبط عشق و تاریخ نیست بعقل عقلی معقول لا امکان کردن

زهی سکهٔ کیمیای سخن — که یک جو در و نیست جای سخن

۵ گرامی کن گوهر آدمی — گرامی تر از جوهر آدمی

بهر خانه زو صلح و جنگی دگر — بهر دل شتاب و درنگی دگر

بهار بصد نیکوئی خاسته — عروسی بصد زیور آراسته

رقم سنج وحی فرستادگان — شرف نامهٔ آدمی زادگان

سخن گر نه جانست بنگر بهوش — چرا مردم مرده ماند خموش

۱۰ اگر عمر جاوید خوانی همونست — وگر چشمهٔ زندگانی همونست

بدو آشکارا نهان جهان — بگوش آشکارا ز دیده نهان

زچندین دهان نکته بیرون فشاند — هنوزش چو دیدیم ناگفته ماند

ازین نقد کو صرف حالی نگشت — جهان پر شد و کیسه خالی نگشت

بچندین صدف دُر خورشید تاب — ز دریای او چیست یک قطرهٔ آب

۱۵ کجا ره برد کس بناز ار او — که روشن کند قیمت کار او

خزینه چو گنجور جان را سپرد — کلید خزینه زبان را سپرد

نگشتی گر او در خزینه مرزبان — دهان بستگان را که دادی زبان

زباں گر چناں گنج دارد گہر | شب و روز با او و زو بے خبر
نگارے چنیں در وفائے ہمہ | وزو بے خبر ماندن رائے ہمہ
چہ بد عہدیِ مردمِ ناسپاس | کہ ملکِ چنیں رانہ حق شناس
اگر دانیْ اندازۂ کارِ خویش | نگوئی مگر شکرِ گفتارِ خویش
۵ عنایت نگر ز آستانِ الست | کہ گشت ایں ولایت مرا زیر دست
کرم بین و فضلِ الٰہی مرا | کہ دادند ایں ملکِ شاہی مرا
چو پایم بریں باغِ رضواں رسید | درش را بہ من داد رضواں کلید
کشادم درِ باغ آراستہ | شدم باغ را سروِ نوخاستہ
بہر میوہ و گل کہ چیدم دراں | بخیلی نکردم چو تنہا خوراں
۱۰ کہ مستاں چو جامِ مصفا خورند | مروت نباشد کہ تنہا خورند
ربودم ز گلگشتِ ایں بوستاں | بسے سیب و نار از پئے دوستاں
بساطی فگندم بصحرائے او | کہ پا کوفت عقل از تماشائے او
منہ تہمتِ خوانِ نیک و بدم | کہ اجرائے خود دست بختِ خودم
ابا ہر کسم خوش نیاید بہ کام | کہ یا نیم پختہ است یا جملہ خام
۱۵ وگر پختہ شد نا فراہم ترست | کہ یا شور یا چاشنی کمترست
بغربالِ فکر آنچہ من بیختم | بہ اندازِ درو ے نمک ریختم

۶- ق: کہ دادند دریں ملکِ شاہی مرا۔ ایضاً س ل: پایہ

کسی کین نمک خورد برخوان من | فرامش نه گشتش نمکدان من

بخوان کسان سر که گز کس بود | ترشروی میزبان بس بود

مرا زیر پای بدین نیکوئی | چرا سرکه ریزم به تند ابروئی

بزرگان که در گرد خوان من اند | به منزل امید مهمان من اند

۵ خورش اندک و میهمان بیشمار | همه خورده و همچنان برقرار

بر آن کس مباد این حلاوت حلال | که خاشاک پوشد بر آب زلال

کسی کو کند سوی انصاف پشت | بمشت آورد کام خود را درشت

سگی کو بمردار جان پرورد | هم از استخوان رگ و در

نه هر کو زند لاف گوهرکشی | کند پیش گوهرکشان سرکشی

۱۰ به نزدیک دانا ندارد فروغ | بهر کوی بر زن فغان دروغ

بچشم کسان کز بصر یافت نور | پدید است مقدور هر کس ز دور

شبی گرچه گرد به هفتاد بام | بعیاریش بر نیارند نام

وگر موش نقب افگند صد حصار | هم از نام مردی نیاید شمار

دغا باز را پاک باز افسر است | که سر بر دگر دست بر دیگر است

۱۵ مرا زین خزینه که دارم بدهر | دروغ آفرینیست از خلق بهر

چو زاین نقد هر کیسه فن تهیست | حسد بردن دشمنان زابلهیست

تو ای حاسد ایمن شو از سوختن | گزین ان نشاید کله دوختن

دلم گر دو صد گنج دارد شگفت | بخشک آفرینش نتوان فریفت

نه زیباست نزدیکِ کار آگهان | تحسین شدن شاد چون ابلهان

دمی خوردن و در تکبر شدن | ز بادی چو مشکِ تهی پُر شدن

چو بیش و کمی نیست در مغز و پوست   ق   ز نفرینِ بدخواه و تحسینِ دوست

۵ ندانم چرا مردمِ سنگدل | ازین شاد گردد و زان تنگدل

ولیک آبگینه بود طبع تیز | کز آسیبِ سنگی شود ریز ریز

چو بر خوشهٔ پخته بارد تگرگ | پراگنده گرداندش بار و برگ

هر آن طعنه کز کم عیاران بود | به پیرامنِ مایه داران بود

توانگر ز رهزن بود سهمناک | تهی کیسه را از گره بر چه باک

۱۰ هُنرمند بر بی‌هُنر کم زند | هنرمند را زخم محکم زند

نگیرد کسی خورده بر ناتمام | که از آتش ایمن بود عودِ خام

مرا چند ازین هرزه پیراستن | بدریوزهٔ مجلس آراستن

شدن گرد هر کوی هنگامه جوی | چو هنگامه گیرانِ بیهوده گوی

مشعبد که خود را نداند عزیز | صد افسانه گوید به نیمی پشیز

۱۵ سخن گرچه شکّر فروشِ منست | امل چاشنی گیرِ نوشِ منست

دهن گرچه جان را گرامی نمود | چو خود را گرامی ندارم چه سود

۱۶- س۲ دلم گرچه-

سخن را ابر گفتن از خوی تنگ — بود نرخِ یاقوت کردن بسنگ

دہاں را بخاکِ رہ انباشتن — بہ از گفتن و بس طمع داشتن

متاعِ سخن گوہرِ بے بہاست — چو پیشِ خسانش برم کہ بہاست

چہ ریزم گہر در کنارِ کسے — کہ قیمت کند گوہرے را خسے

۵ خرِ ناتواں گر بود مردنش — نہ بندند تعویذ در گردنش

چہ گویم کہ دانا بعالم نماند — کریم ارچہ ناداں بود ہم نماند

تہی مایگانِ کشادہ جبیں — بہ از تنگ چشمانِ باریک بیں

گر امیدِ بخشش ندارم زکس — مرا بخشش از طبعِ بخشندہ بس

ترا گر خزینہ زپیش و پس است — خزینہ مرا سینۂ من بس است

۱۰ ہنرمند باشد ترازوے مرد — چہ سنجد ترازوئے رفاگِ زرد

چہ داند کسے تا نگوید درم — کہ تا چند دریاست در گوہرم

مخالف کہ ناید ببازارِ من — چہ ر دشمن کند قیمتِ کارِ من

کنند ابلہاں نسبتم را حسیب — بہشتِ دغل سنجِ ابلہ فریب

کسے کز حلاوت ندارد خبر — ہلیلہ نہد نامِ خرمائے تر

۱۵ بروں حنظل از سیب رنگین تر است — دروں ہیچ این زہر و آں شکر است

نے و نیشکر ہر دو دارند بند — ولی ہیزم است این و آں شاخِ قند

---

۳ - ق ۲: چو پیشِ خسانش بری کہ بہاست - ۱۰ - م و ق و س ۱: ہنر سنج باشد - ۱۲

مرا چون منی داند آئین و بهر ‏ ‏ ‏ ‏ چو در بینی آن خود نباشد بدهر

وگر باشد از ملکِ عالم کسے ‏ ‏ ‏ ‏ تهی کیسه تر باشد از من بسے

هنرمند کش برگ نه بود فراخ ‏ ‏ ‏ ‏ چه میوه دهد دیگری را ز شاخ

بشهر این مثل شهرهٔ عالم است ‏ ‏ ‏ ‏ که هر کس هنر بیش روزی کم است

٥ مرا صد فغان زین هنرهای خام ‏ ‏ ‏ ‏ که نزدِ خرد هست عیبِ تمام

همه روز عمرم بخفتن گذشت ‏ ‏ ‏ ‏ شبِ من در افسانه گفتن گذشت

نه دل گشت بیدار ازین خوابِ دیر ‏ ‏ ‏ ‏ نه زین هرزه گوئی زبان گشت سیر

چو در عالمِ دل مرا یار نیست ‏ ‏ ‏ ‏ که خفاش را با ضیا کار نیست

زبانی گزد در خوی خون زنم ‏ ‏ ‏ ‏ نباشد گران نیز بس چون زنم

١٠ چو زان می نیارم که جان خوش کنم ‏ ‏ ‏ ‏ بدین سر که باری دهان خوش کنم

اگر دولتِ آن جهانم نبود ‏ ‏ ‏ ‏ ز من این جهان را که آرد درود

چو نو کرده ام سکهٔ پیش را ‏ ‏ ‏ ‏ چرا کم زنم سکهٔ خویش را

من و کنجِ تنهائی و گنجِ راز ‏ ‏ ‏ ‏ دل از حرص و عقل از طمع بی نیاز

بر آراسته توشهٔ جان و تن ‏ ‏ ‏ ‏ ز دریوزهٔ همتِ خویشتن

١٥ ز خاشاک و خس رفته صحنِ سرای ‏ ‏ ‏ ‏ کشیده بدامانِ اندیشه پای

بدستوریِ طبعِ دریا نشان ‏ ‏ ‏ ‏ دُر افشانم از کلکِ دریا فشان

ازان می که جان را نهانی دهم ‏ ‏ ‏ ‏ بروحانیان دستگانی دهم

شرابی رسانم دلِ ریش را	که از مردن ایمن کنم خویش را
خضر زان رحیقی که خود نوش کرد	حریفانِ خود را فراموش کرد
چو در چشمهٔ زندگی در کشاد	به اسکندرِ تشنه آبی نداد
کنون بین که از آبِ حیوانِ خویش	نفس زنده کردم بدورانِ خویش
۵ چو در باز کردم نخست از قلم	ز مطلع به انوار دادم علم
وزان انگبین شربت آمیختم	بشیرین و خسرو فرو ریختم
وزانجا فرس بیشتر تاختم	بمجنون و لیلی سر افراختم
کنون بر سریرِ هنرپروری	کنم جلوهٔ ملک اسکندری
ز دانا سر آن دُر که ناسفته ماند	فشانم بنوعی که دانم فشاند
۱۰ هنرپرورِ گنجهٔ گویا پیش	که گنجِ هنر داشت ز اندازه بیش
نظر چون برین جامِ صهبا گماشت	سند صافی و دُرد بر ما گذاشت
من ارچه بدان می گران سر شوم	کجا با حریفان برابر شوم
خیالی که در شرحِ این داستان	رقم داشت از سکهٔ راستان
چه گویا حسدمندِ آفاق بود	نخواند آن ورق کز خرد طاق بود
۱۵ چو این مهره در عقدِ بازو نهاد	بسنجید و پس در ترازو نهاد
همه پیکرے جلوه کرد از سریر	که هر جا که باشد بود دلپذیر

---

۵ - ق: چو در بار گشتم نخست از قلم - ۱۲

ز رازی برافگند سرپوش را | که ناگفته باور شود گوش را

سخن گر خبر در بنیارد علم | بکش در قلم بلکه درکش قلم

چو خواهی که گم گردد انگشت پیچ | باندیشه گو میندیش هیچ

طرازنده قصهٔ حسام را | نبشتن بمشک است دشنام را

۵ سیاهان که کالگونه بر رو کنند | بخندیدن مردمان خو کنند

مرا کین هوس در دل افگند جوش | دلم چون گزارد که مانم خموش

چو کردم بسنجیدن اندیشه چست | چه نابادر افسانه و چه درست

چو گوهر همه سفت گوهر پذیر | من از مهره سفتن بدانم گزیر

ترا هر چه در وی نماید محال | گنه بر کسی نه که بست این خیال

۱۰ درین نکته بر من شمارد حکیم | محالات شعرست رسم قدیم

در آئین تاریخهای کهن | فراوان بود بیش و کم در سخن

سکندر که فرخ جهان شاه بود ق | بفرخندگی خاص درگاه بود

گروهی زدند از ولایت درش | گروهی نبشتند پیغمبرش

بتحقیق چون کرده شد باز جست | درستی شدش بر ولایت درست

۱۵ شگفتی که دانا برو باز بست | گر اعجاز نبود کرامات هست

گر افتد به پیغمبران داوری | زند سکهٔ اعجاز پیغمبری

وگر قصه با اولیا سر زند | ز کشف و کرامات سر بر زند

چو این سکه درین رسیدت بدست — عنان زر استواری کشیدن خطاست

رهی کایزدی گشت باز اراد — شگفتی نه باشد نمود اراد

کسی کآید از بهر کاری پدید — بران قفل ناچار باید کلید

جهان دشنه کایزدش بازگشت — بعالم کشائی پدید ارگشت

۵ همه زیر شس آن توسنی گشته رام — که آسان تواند رسیدن بکام

به جستگی رهش را خضر پاس داشت — به تری گرایش بالیاس داشت

وگر تشنگیش ماند بی طعم و نوش — بیک خوشه شد کارسازش سروش

ور از حسرت ظلمت ز دائیش داد — یکی باد بانی رهائیش داد

ور اش چاره در مشکل افتاد پیش — حلش کرد ارسطوی فرزانه کیش

۱۰ وگر شد بدریا روان رهگرای — وکیل محیط آمدش رهنمای

وگر عقده زاختران گشت سخت — گشاد از فلاطون فرخنده بخت

وگر حاجت آمد بدیو و پری — بلنیاس نو کردش افسونگری

سران زمین در ته دامنش — سر دوشان بالا به پیرامنش

حکیمان دانا و پیغمبران — خردمندی خود زیادت بران

۱۵ کسی را که چندین خدا داد دست — عجب چون بود گر کند هر چه هست

---

۱ - س ا: عنان تافتن ز استواری خطاست - ۱۰ - م و س ا: بدریا در دن - ۱۲

۱۵ - ق ا: چندین سبب داد دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب | بود یاد در ره روانِ صواب
و گر یک زمان شد زماهی تباه | کرامت چو صدق ست حجّت مخواه

حکایت مردی که نزدیک غوطهٔ دمشق بحوض فرو رفت و مدّت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در آبی غوطه زد و سر در غوطه گاه اوّل بر آورد

شنیدم که رندی کژ اندیشهٔ | همی زد بپای خرد تیشهٔ
از انجا که در دل کجی پیشه داشت | بمعراجِ پیغمبر اندیشه داشت
کزان ره که فکرت سر اندر گشت | دمی چون توان رفتن و باز گشت
۱۰ درین وهمِ ناپختگان صبح و شام | جگر پخته کردی بسودای خام
مگر چاشت گاهی ز رهنمای دشت | تماشا کنان سوی آبی گذشت
به تن شوئی جامه ز تن دور کرد | شب تیره در چشمهٔ نور گرد
چو در آب زد غوطه آمد برون | زنی دید خود را بشهری درون
یکی آمد و کار پرداختش | بکدبانوی جفت خود ساختش
۱۵ بر آن گونه در عقدِ فرخ جمال | شدش هفت فرزند در هفت سال
یکی روز هم بر قرارِ نخست | همی بر لب جوی اندام شست
چو بازا زتهِ آب سر بر گرفت | تماشا بهر جانبی در گرفت

چو بینند همان اوّلین غسل گاه | که آن راه گم کرده گم کرد راه

سلاح و سلب همچنان بر کنار | زمان‌ها همه جا شتنگه برقرار

خجل گشت از اندیشهٔ خامِ خویش | ز سر ساخت برگِ سرانجامِ خویش

بشرع اندر آویخت زین پای لغز | برون کرد ماخولیا را ز مغز

۵ بمردی گرفت اخترش روشنی | ولیکن پس از چند عذرِ زنی

خرد نیست آن بل جنون است و صرع | که اندیشه را باز دارد ز شرع

بملکی که کونین حیران بود | خرد را چه یارای طیران بود

خرد کز یکی جرعه گردد زبون | ز دریای معنی کی آید برون

سرم خاکِ مستانِ فرخنده پی | که شویند نقشِ خرد را بمی

۱۰ فروشم چو من مست باشم خراب | جهانِ خرد را بجامِ شراب

خرد را مکش تا بجای عنان | که گردد زبانت دلت را اسان

چه کار آید آن عقلِ حالی سگال | که این صد خلل یابد از یک خیال

اگر می گنه باشد از روی کار | گنه را بیامرزد آمرزگار

ولیکن مبین صنعتِ عقلِ شوم | کند از بهرِ دوزخ کند نخلِ موم

۱۵ چو فتنه است فرهنگ و فرزانگی | خوشا وقتِ مستی و دیوانگی

هر آبی کز اندازه بیرون خوری | نیاری که یک شربه افزون خوری

دگر شربتِ زندگانی بود | هم از خوردنِ پُر گرانی بود

بجز می که بر بوی بهوشیش — نه سیر چنداں که می نوشیش

زمستی همه می پرستی بود — چه حاجت بود می چو مستی بود

کجا یابم آں بادهٔ عقل سوز — که بے باده شب اندانم زرد

مگر بخشدم ساقیِ شوق جام — کزاں چاشنی بهره یابم بکام

۵ بیا ساقی اندر قدح پی به پی — به عاشق نوازی فرو ریز می

مئی کو به عشق آشنائی دهد — ز تشویشِ خویشم رهائی دهد

بیا مطرب آں پرده های حکیم — کز و گشت پوشیده عقلِ سلیم

نوازش چناں کن که جانِ نژند — شود رسته زیں عقلِ ناسودمند

هذا ما التمس من بنیان المواعظ لابنی رکن الدین
۱۰ الحاجی بلّغه اللّٰه مناسک الحقیقة واطال عمره

سخن بشنو اے گوهرِ کانِ من — مشو غافل از گوهر افشانِ من

متاعے که از رونق کار اد — همه وقت تیز ست بازار اد

بچشمِ شناسنده هر گوهرے — فزوں ارزد از عبرهٔ کشورے

۱۵ ترا رایگاں میدهد روزگار — چنیں ضایعش چوں گذاری بکار

نشاید که مانند سنگ و گیا — گدا مانی و خانه پر کیمیا

زبس ابلهی هندوانِ کلال — بدست آب نوشنده با صد سفال

مگس بهرِ آن دست مالد بدرد — که نارد ز صد کاسه یک لقمه خورد

از آن مار بر خویش پیچد برنج — که در زیرش خاک ست بالای گنج

ولیکن هنوزش نظر تیز نیست — چراغِ بصر بینش انگیز نیست

خطے کش بزرگان ندانند باز — چه دانند طفلانِ پوشیده راز

۵ دلی کش بلوزینه بتوان نواخت — نشاطِ مفرّح چه داند شناخت

تو نشناسی این چاشنی را بکام — کز انجیرِ پخته رهد مرغِ خام

ببازیگری کودکان را براه — نئے زرد بهتر ز عودِ سیاه

ترا کز پئے شیر باید گریست — کجا دانی این آبِ حیوان که چیست

چو بالا رسانی به بالاے من — بود در خورت نرخِ کالاے من

۱۰ ز میراثِ من هر چه ماند به پس — بهین یادگارت همین ست و بس

بدین نور جانت گوائی دهد — گرت شمعِ دل روشنائی دهد

ورت غافل افتد دل از کارِ او — جهانی پُرست از خریدارِ او

گر از عشقِ گل زاغ را شور نیست — گل ست آخر این فاخته کور نیست

تمناے هر کس بچیزی درست — که هر مرغ را میوهٔ در خورست

۱۵ همه آدمی نے بیک فن بود — که این باغبان و آن تبرزن بود

زیک نخل شد خار و خرما پدید — که هم قفل از آهن بود هم کلید

ورق کاهلِ معنی سیاهش کند — کله دوز توی کلاهش کند

من این ماجرا را که بستم طراز — ز بهرت برون دادم از پرده راز

گر از چشم بینش نگاهش کنی — بیرزد که سر ز کلاهش کنی

وگر بینشت را درو نور نیست — دکانِ کله دوز هم دور نیست

ولیکن یقین دانم از رای خویش — که هر زاد ماند بآبای خویش

۵ گر از خوانِ من نبودت توشهٔ — جوی باشد آخر ز هر خوشهٔ

چو یک جو بیک سال گردد منی — پس از روزگاری شود خرمنی

کنون دارم امید کین تخمِ پاک — بسی خوشه تر بر آرد ز خاک

اگر خواهد ایزد ز نقدِ بهی — جهان پُر کنی و نه گردی تهی

منت کین رقم بر نگین میکنم — به پندار آن روزت این میکنم

۱۰ که چون گردی از عقلِ دانندهٔ شاد — بدین یادگار از من آری بیاد

درین داستان رهنمونی نخست — همان شد که دین را کنی باز جست

کنون کز چهارت فزون نیست سال — چو سیئات خود نداری وبال

چو در چار ده بدر گردی تمام — ز نقصانِ کامل نگهدار گام

خدائے که او مکه و شام کرد — ق — ترا حاجی از بهرِ آن نام کرد

۱۵ که هر صبح و شامی کنی بی گزاف — به پیرامنِ کعبهٔ دل طواف

حرم نشکنی در مقامِ وفا — گران سنگ باشی چو کوهِ صفا

چو تو پویه با نفسِ ابله زنی — نه حاجی که اعرابی رهزنی

مرو گرد هر در که نانت دهند ‏ ‏ در کعبه زن تا امانت دهند

رهی رو کت آنسو روائی دهند ‏ ‏ وزان عالمت روشنائی دهند

نخواهی که افتی برنج دراز ‏ ‏ مکن تکیه جز بر ستون نماز

قدم کوش تا در رهائی زنی ‏ ‏ دم از سکهٔ پارسائی زنی

۵ بجهد صفا صیقل سینه کن ‏ ‏ دل آهنین خود آیینه کن

ورت دل سیه ماند و روت صاف ‏ ‏ چو آئینه از خود نمائی ملاف

برو مهره برچین ز تسبیح خام ‏ ‏ کزین دانه نامد فرشته بدام

نخواهی دل از فتنه در کشمکش ‏ ‏ لگام از سر نفس سرکش بکش

بدین توسنی مرکب هولناک ‏ ‏ عنانش مده تا نیفتی بخاک

۱۰ هر آن دل که با نفس یاری کند ‏ ‏ فرشته است کو سگ سواری کند

برد زر جوانی چو پیران گرای ‏ ‏ به پیری که خود تن نه جنبد ز جای

رهی رو که در نیکنامی کشد ‏ ‏ خیالی مپز کان بخامی کشد

مریز از خود آن قطره سیل بار ‏ ‏ که شد غرق در وی چو تو صد هزار

مپندار کان چند قطره نم است ‏ ‏ که هر قطره گرداب رنج و غم است

۱۵ نخواهی که پیش آید اندیشه ‏ ‏ باندیشه ده پیش هر پیشه

---

۶ - ق، ل - ورت دل سیه ماند و رو گشت صاف ۸ - نخواهی تن از فتنه - ۱۰ - م، ا - هر آن کس ۱۲،

۱۱ - م، ق، س، ا - بزدر - ۱۲ ۱۴ - گرداب صد عالم است - ۱۲

۱۷ - س، ا - شود عاقبت - ۱۲

بهر کاری از راستی کن شمار   که هم رسته گردی هم رستگار

بود گرچه مردم بسی کژخرام   هم آخر شود راستان را غلام

اگرچند باشد کمان سخت گیر   تواضع کند عاقبت پیش تیر

هم از راستان باشد این داستان   که کس کژ نرفتست با راستان

٥ چو بینی بفتراک نیک اختری   به نیک اختری کش چو پیکان پری

بهر فن که فرمایش آری بجای   جهت را نگهدار سوی خدای

وگر کاری از دین فراتر بود   مکن گرچه شمشیر بر سر بود

در آن خانه کز دین جدائی دهست   ز سرسبزیت سبز پائی به است

بهر چه آزمائی دم چند را   خدا را نگر نی خداوند را

١٠ چو پوئی بدنبال لشکرکشان   مباش اشتلم گیر چون سرکشان

بجای مران توسن خانه را   که ویران کند کشت بیگانه را

نبرد از پی نام و غارت مکن   وگر چیره گردی جسارت مکن

گرت بهره سهلست وگر بیقیاس   فراموشکاری مکن در سپاس

زهر توشه کآید ز روزی رسان   مرادی به بی توشه مرسان

١٥ گره ساز کردن ز دل باز کن   ولی ز ابروان اوّل گره باز کن

مزن در کمانهای ابرو گره   کز اینسان کمانی نیرزد به زه

---

٢ - س ٢ - شود عاقبت ١٢ -

دهش کان ز ابروی پرچین دهد ‏ ‏ ‏ بود زهر اگر شهد شیرین بود

که دندان زند در ترش روی تند ‏ ‏ ‏ گزو باز گردد به دندان گزند

بر و تازگی گر ستانی نفس ‏ ‏ ‏ اگر هیچ ندهی همان روی بس

بخیلی که باشد خوش و تازه روی ‏ ‏ ‏ بسی به ز بخشنده تلخ روی

۵ دگر با تلطف تمنا دهی ‏ ‏ ‏ دو نعمت بود کان دو یکجا دهی

به نعمت کسان را اسیر افگنده کن ‏ ‏ ‏ بدین خواجگی خلق را بنده کن

چو شیر از خورش کامرانی کند ‏ ‏ ‏ دد و دام را میهمانی کند

چو گربه نشاید شدن تنگ خوی ‏ ‏ ‏ که چون لقمه یابد شود گوشه جوی

به بیگانه بخش آنچه داری بدست ‏ ‏ ‏ که بخشد بفرزند و زن هر که هست

۱۰ نشاید جوانمرد خواندن خروس ‏ ‏ ‏ که باشد جوانمردیش با عروس

بود لابد آن خواجه در بند خویش ‏ ‏ ‏ که مهرش بود سوی فرزند خویش

بخویشان دل مردم افزون کشد ‏ ‏ ‏ که خون عاقبت جانب خون کشد

چو گردد می در می آمیخته ‏ ‏ ‏ جدا کی شود چون شد آمیخته

به ارزن روشش یار دانی کنی ‏ ‏ ‏ کز آوازش شادمانی کنی

۱۵ دهل وارت افغان بیهوده چند ‏ ‏ ‏ میان خالی و بانگ نامت بلند

چو آب از لب دیگ چون شد برون ‏ ‏ ‏ بخاکستر اندر فتد سرنگون

نخواهی که زیر افتی از جای خویش ‏ ‏ ‏ از اندازه بیرون منه پای خویش

بیک کام چون نردبانی جهی	سلامت بود گر جهانی جهی
تن آدمی را بزیر دی ذات	قدم باید آنگه قدم را ثبات
کسی کاستواری نه کارش بود	همه کار نا استوارش بود
درخت از پی آن شود دیرپای	که پای سکونش نه جنبد ز جای
۵ گران سنگ باید چو پولاد گشت	خس ست آنکه بازیچهٔ باد گشت
هران باد کو سخت تر در شکوه	به نرمی زند بوسه بر پای کوه
گه خشم در بردباری شتاب	چو آتش نه گیرد چه حاجت به آب
چو با لغز پاداش دارد گلت	مرنجان دلی تا نرنجد دلت
بهر کاری انجام را بین نخست	پس آنگه کمر کن در آغاز چست
۱۰ نیندیشی اول چو در پیشها	سرانجام پیش آید اندیشها
بیاندیش و به کن که بهتر بوی	نیندیشی و بد کنی بد بوی
کند هر کسی پیشهٔ خویشتن	بمقدار اندیشهٔ خویشتن
بکوشش متاعی بچنگ آورد	که هر لحظه بیش آب و رنگ آورد
کسی را به نقد دغل رای نیست	سفالینه را در گره جای نیست
۱۵ دو دانگ خود از پیشهٔ نه بجیب	که آن را هنر نام باشد نه عیب
جوی بهره کردن ز کسب حلال	به از گنج بردن به غصب و وبال
حلال آن کسی را دهد بر که وی	بکشت هنر آب ریزد ز خوی

هنر گو مثل هست در نار دود — هنرمند را سر نیارد فرود

گدائے که هست از هنر بهره ور — به از بادشا زادهٔ بے هنر

تر آن هنر جست باید بذات — که بخشی پس از مرگ آبِ حیات

بر آن دل نه ای مشعلِ جانِ من — که شمعے در آری در ایوانِ من

٥ بر آن گو نه شو گوهرِ تابناک — که روشن کنی منزلِ من بخاک

ولیکن آنکه آن نور بخشد فراغ — کزین سلکِ گوهر فروزی چراغ

نظاره کن این سلکِ گوهر ز دور — نه سلکِ گهر بلکه دریاے نور

چنین دُر که از بالغان بُرد هوش — بطفلی ترا در کشیدم بگوش

چو بالغ شوی در هنرهاے من — شناسی بهای گهرهاے من

١٠ به از پندِ من دُرِّ شهوار نیست — ولی دُرّ درشت ست هموار نیست

مکن رو ترش گرچه تلخ ست پند — که تلخی بود طفل را سودمند

ز خوابِ جوانی چو گردی خراب — بدین گوشمال اندر آئی ز خواب

چو طفلان علم ز گوشمالی مدا — ز پندِ پدر گوش خالی مدا

مران بر ورقهاے دیگر قلم — همین بس که از من بر آری عَلم

١٥ گیاهی که روید بصحرا و کوه — بفرزندیِ ابر دارد شکوه

چو خواهی بشادی و تیمار ها — ق — صلاحِ خود اندر همه کار ها

منه زین وصیت بر دل هیچ گام — وصیت همین ست و بس والسلام

بیا ساقیا در ده آن خونِ خام | که شد قرة العین مستانش نام
چنان گوشِ من پر کن از بانگِ نوش | که بیرون رود پندِ دانا ز گوش
بیا مطرب آن جستهٔ طفل وش | چو طفلان ببر گیر و بنواز خوش
نوائے که تعلیم کرد از نخست | بزن چوب تا باز گوید درست

گفتار در وصفِ آفتابِ دولت که چون پرتو گرم کند سنگِ سیاه را یاقوتِ سبز و لعلِ آتشین گرداند و اگر روی تابد دود از گوهرِ شب چراغ برآرد صبحهُ الله لمقتبسین من نوره الی صبح الساعة

کلیدی ده اے دولتِ کارساز | که سوی تو بتوان درے کرد باز
بباغِ تو منزل گہے ساختن | می آوردن و مجلس آراستن
گلے چیدن از روی ہر شیوهٔ | چشیدن ز ہر شاخِ تر میوهٔ
خوش آن میوه کز شاخسارت بود | گرامی گلے کز بہارت بود
چو در خانهٔ بر فروزی چراغ | کنی یکدمش گر چه زندانست باغ
دراز کوی کس باز تابی لگام | رسانی دمِ صبح گاهش بشام
به پیشانیِ مردم از تست نور | که از نورِ تو چشمِ بد باد دور

۱۲- نسخہ ا- شاخسارے ۱۲ ۱۳- نسخہ ا- بہارے بود ۱۲

مرا گر نیاری ز یک جرعه یاد — کسی را که ساغر دهی نوش باد
بیاموز در من رهِ ره روے تو — که تا چوں تواں آمدن سوے تو
مرا زیں هوس بر لب آمد نفس — که سوی تو پیچم عنانِ هوس
ولی چوں تو نگشائی از قفل بند — چه سود از هوس هاے ناسودمند
۵ به بخشش تواں با تو کردن نشست — بکوشش کسی را نیائی بدست
چو کوشش کند مرد بر از بهرِ گنج — زیاده کند بر تنِ خویش رنج
خری کو سوی آسیا راه جست — هم آنجا ز جاں بایدش دست شست
ولی جهدِ ما نیز هست از شمار — که بیکار کاهل نیاید بکار
چو کوشنده را بخت باشد فزوں — بهنجارِ آں گردد ش رهنموں
۱۰ کسی کو ز دولت کشاید قناع — بدلالِ بخت باشد متاع
ستم کش نه شد مقبل و شاد کام — که نتواں شد بختِ دولت بوام
نه هر پای در خوردِ گاهی بود — نه هر سر سزاے کلاهی بود
سزاے بزرگی نه شد هر یکے — بجز مردم اما نه هر مردکے
همه جانور سرنگوں شد ببار — بجز آدمی کو بود سرفراز
۱۵ سر از گوهرِ خود شود تاج ور — که طاؤس را تاج روید ز سر
اگر مار را مهره تاجِ سر است — ولی مهرهٔ آدمی گوهر است

۱۳ - س ا - نشد هر کے - ایضاً - س ۲ - نه هر مردے

اگر گوهرت نیست سر گو مباش | چو گوهر بود تاجِ زر گو مباش

چو آزاده را خوش بود روزگار | به آزادیش گرد آموزگار

ز آزاده کس زخمِ دشمن نخورد | که کس خارے از سرو و سوسن نخورد

چو مکرم سر اندر کلاه آورد | فرومایه را در پناه آورد

۵ چو مستی دهد طفل را دور باش | کند همنشینانِ خود را خراش

هر آن شعله کز آتشِ تیز رست | به پیرامنِ خویش گیرد نخست

کسی کو بجنت کژ اندیش تر | بدولت کژ اندیشیش بیشتر

شتر ارچه مست ست دلکش تر ست | سرودِ خوش و رقص ازان خوشتر ست

ولی کش بخون رهنمونے بود | تو خون کن بقهرش که خونے بود

۱۰ چو با پادشا جور لازم شود | گرش تختِ عود ست هیزم شود

حلال ست فرمان و از اخراج | چو در غصب کوشد حرام ست باج

شبان به که از شیر شوید زبان | چو خون خورد قصاب شد نی شبان

چو در سیم و زر رنجِ دلها بسی ست | کسی کین ندارد چه خوشدل کسی ست

دلا کارِ دولت نه امکانِ تست | بجنت در آویز کین زانِ تست

۱۵ به زاغ و زغن شو فریب آزمای | که در دامِ کس در نیاید همای

بنزدِ همه دولت آن ست و بس | که بر مالِ هستی بود دسترس

---

۵ - ق دس دم: سفله - ۱۲ - ق ۲: چه فارغ کسے ست - ۱۲

کسی گش بدین مایه آسوده دل | غمین ماند امروز فردا خجل
بود گرچه غم بیش چون زر کم است | اگر زر بود بیشتر زان غم است
کمان گرچه به شد چو بی آب گشت | دگر یافت آبی خود از تاب گشت
مرا دولت نیستی شد پسند | که این جا و آن جا بوم بی گزند
۵ چه کار آید آن هستیِ بی صفا | که بیش از دو روزی ندارد وفا
چرا نیستی را نگیرم بزور | که همراهِ من خواست بودن بگور
سگان را بمردار باشد قرار | کند آدمی قوتِ خود را شکار
نترسد چنان منعم از فوتِ مال | که از فوتِ درویش اهلِ کمال

حکایت درویشی که خرقه را سوی آسمان انداخت و آسمان ۱۰ بهوا گرفت و او خرقه را در هوا نگذاشت

یکی روز محمودِ غازی پگاه | بنیت برون راند در صیدگاه
خروشِ نقیبان جهان در گرفت | جهان در جهان موجِ لشکر گرفت
خشن پوشی از خاصگانِ حضور | همی کرد نظارهٔ او ز دور
۱۵ ز غیرت چو صفرایش در تاب کرد | بسوی هوا خرقه پرتاب کرد
چو گرد آن سلب پاره پاره درو | معلق چنان شد که نامد فرود

۱۲- س ا: چنان در گرفت - ایضاً س ۲: بگرد آن موج لشکر جهان در گرفت - ۱۲۰

نمودنش از غیب کای ناسپاس | بجنبت مکن عاقبت را قیاس
درین بود کاسبابِ شاهی تمام | ز دنبالِ شکر دسوئیش خرام
ملک پیشش آورد تاج و سریر | ز درویشِ مسکین بر آمد نفیر
حمایت ز درواندن راز جست | نزاری همان خرقه را باز جست
۵ بدیده بسی رُفت خاکِ نیاز | که تا زندهٔ رفته را یافت باز
چه پنداری ای کت بصر در سرست | که درویشی از خسروی کمترست
نظاره بدل کن درین هر دو دست | که تا فرق در هر دو دانی که چیست

داستانِ اوّل در آغاز روشنیِ آئینهای اسکندری و فرستادن سکندر لشکر چون ابر و باران و سِنانها چون قطرهای آب بر پولاد پوشانِ خاقان زدن و حملگی آئینهای چین را تیره و تاریک گردانیدن

قلم راندن این نامه چون نهشت | چنین کرد دیباچه را سرنبشت
۱۵ که چون شد بخاک اخترِ فیلقوس | بپای سکندر جهان داد بوس
شد آراسته تختِ شاهی بدو | شرف یافت مه تا بماهی بدو
زمانه زبیدادی آزاد گشت | ز دادو دهش عالم آباد گشت

در عدل را کرد زانگونه باز | که همخوابه کبک شد چره باز
چو پرداخت از دشمنان مرز و بوم | به کشورکشائی روان شد ز روم
نخست از سر تیغ آئینه رنگ | ز آئینه زنگ بزدود زنگ
وز آن پس بپازوی آفاق گیر | ز دارای آفاق بستد سریر
۵ وز آنجا بزرتشتیان دست سود | برآورد ز آتش پرستنده دود
وز آنجا در اسطرخ رایت فراخت | به بخشش فرومایه را برگ ساخت
چو زان ناحیت مرکبش گشت دور | بنوشابه بردع افگند نور
چو چندی بران خاک شد جرعه ریز | سوی تازیان بارگی کرد تیز
برآمد ز اوج یمن چون سهیل | ز دریای مغرب تهی کرد سیل
۱۰ علم بر در مکه برپای کرد | سران عرب از زمین سای کرد
زمین بوسه زد کعبهٔ پاک را | به نوک مژه روفت آن خاک را
از آن جا سپه در سواحل کشید | عنان در طرفهای مشکل کشید
مساحت کنان کوه و دریا و دشت | ز خاک عدن سوی کرمان گذشت
وزان عرصه در کامه دوستان | در آمد به اقصای هندوستان
۱۵ به تندی شتابنده شد سوی کید | بسی پیل هندوستان کرد صید
ز کید گرانمایه چون گشت دور | ربود افسر دولت از فرق فور

---

۱۲ - سر از سوی دریا و دشت

چو برشد ز طاؤس هندوسرای | ز آهوی چین گشت نافه کشای

شدش رهبر دولت تیزبین | ز پایان هندوستان سوی چین

دوال کمر چست کرد و فگند | نه چین بلکه خاقان چین را به بند

چو خاقان بفرمان بری سر نهاد | قدم بر سر ملک دیگر نهاد

۵ ز اقصای چین رختن سر کشید | بسر حد اتراک لشکر کشید

برید از حد ترک پیوند را | بنا کرد شهر سمرقند را

ازان پس کشش سوی خوارزم کرد | شکیبا نشد پیشتر عزم کرد

بخاک خزر گشت منزل شناس | در و کرد شهری چو بلغار اساس

نواحی شناسان آن کارگاه | نهادند گردن بفرمان شاه

۱۰ چو فرمان گزاری برایشان گماشت | عنان سوی خفچاق وحشی گراشت

بران سرکشان نیز شد چیره دست | بتدبیرشان کرد خسرو پرست

ازان جا برآمد به آلان و روس | بشاهی زبون کرد شاهان چو خروس

چو آن ناحیت را مراعات کرد | ازان جا سفر سوی ظلمات کرد

ازان آب لب تشنه چون بازگشت | بخونریز یاجوج دمساز گشت

۱۵ چو زان رخنهٔ سد سکندر کشید | برجعت سوی روم لشکر کشید

بدین گونه یکره ز شمشیر و جام | جهان قاف تا قاف بستد تمام

---

۱ - س: هندی سرای - ۷ - ق: ازانجا - ۸ - م: بخاک خضر - ۹ - ق: نواحی نشینان آن بارگاه ۱۰ - س: ایزد پرست

دگر باره کز روم رایت فراخت | بنوعی دگر گرد قبچاق تاخت
به خشکی چو بنمود جولانگری | روان شد چو آبِ روان در تری
عجب هاے دریا چو نظاره کرد | برآمدن مرگ را چاره کرد
جهانگرگئی در تهِ پاے خویش | بجُست برانجام برجای خویش
۵ دروغ ست کان پادشه را بدآنت | نویسنده سی سال گوید حیات
زعمری کزین گونه اندک بود | در فتح آفاق در شک بود
چنان خواندم از قصه شانِ او | که با نصد فزون بود جولانِ او
بشرح آنچه زد کرد گوینده یاد | نه کرد از کیومرث و از کیقباد
هر آنچه از وی آمد در آن خویش | نوشت ست دانا بدیوانِ خویش
۱۰ دلم چونکه در بندِ این کار بود | بایجاز گفت آنچه ناچار بود
مثالی که بود از خطِ راستان | نهفتم به یک بیت یک داستان
دگر هرچه ناگفته ماند از نخست | کنون یک بیک گفت خواهم درست
نخست آرم از رزمِ خاقان سخن | که دیدم بتاریخ هاے کهن
نظامی که کرد آن جریده نگاه | در آشتی زد میانِ دو شاه
۱۵ دگرگونه خواندم من این راز را | دگرگونه دم لابد این ساز را
دگر نه لطافت ندارد بسے | که مر گفته را باز گوید کسے

---

۱ - س سوے آفاق - ۴ - س دق ۶ - نخسپی سرانجام - ۱۲

بتاریخ شاهان پیشین و حال ‌‌ ‌ چنان خوانده ام این حرف دیرینه سال

که دولت چو ره در سکندر نهاد ‌ ‌ ‌ سران را بدرگاه او سر نهاد

در آفاق نام ظفر زنده کرد ‌ ‌ ‌ بزرگان آفاق را بنده کرد

چو بر مشتری خسروان چیره گشت ‌ ‌ ‌ بشاهی و لشکرکشی خیره گشت

۵ رها کرد بر دیگران راه را ‌ ‌ ‌ بخاقان چین راند بنگاه را

بر آهنگ چین خوش دل و شادکام ‌ ‌ ‌ همی کرد منزل بمنزل خرام

چو قلبش در آن کشور افگند جوش ‌ ‌ ‌ بر آمد ز کشورنشینان خروش

گروهی بهر در حصاری شدند ‌ ‌ ‌ گروهی پی زینهاری شدند

خبر شد بخاقان دریا شکوه ‌ ‌ ‌ که سیلاب دریا در آمد بکوه

۱۰ بترسید و در دل شد اندیشناک ‌ ‌ ‌ طلب کرد عصمت ز یزدان پاک

بملک ارچه خاقان جهان شاه بود ‌ ‌ ‌ ز اقبال اسکندر آگاه بود

چو لشکر در آمد بصحرای چین ‌ ‌ ‌ پر از چین شد از لعل اسپان زمین

بسرحد آن عرصهٔ جان فزای ‌ ‌ ‌ سراپرده زد شاه کشورکشای

سکونت گهی فرخ آرام دید ‌ ‌ ‌ طربخانهٔ درخور کام دید

۱۵ همه کوه پر آهوی نافه دار ‌ ‌ ‌ همه دشت او گلشن لاله زار

زمین بسکه پر نافهٔ مشک بود ‌ ‌ ‌ گل از بوی خوش ضندل خشک بود

---

۸ - س ۲ گروهی دگر

ملک را خوش آمد هوای چنان | کمر بست بر ضبط جای چنان

طلب کرد مردی خردمند و چست | به اندیشه دانا بگفتن درست

بخاقان چین داد زاد و زنگ و روم | پیامی که پولاد را کرد موم

که بر ما چو کرد ایزد کارساز | در کارسازی و اقبال باز

۵ بهر سو که توسن برانگیختیم | ز بدخواه خون بر زمین ریختیم

چو بر خسرو زنگ بستیم تنگ | بخون وی از تیغ شستیم زنگ

دگر سوی ایران فرس تاختیم | ز دارای دولت سر انداختیم

دگر در عرب مشعل افروختیم | دل منکران عرب سوختیم

ور افتاد رغبت بهندوستان | گل فتح چیدم ازین بوستان

۱۰ درین دم که بند قبا را بکین | ق به بستیم بر جستن خاقان چین

اگر سر درآری بفرمان بری | به آزادی از تیغ ما جان بری

وگرنه بدین هندی آبدار | برآرم ز ترکان چینی دمار

تو زان تیر نه مشت ترکان مپر | بدین تیغ یکشت هندی نگر

به تیر ار ترا موشگافی ست خوی | من از تیغ سر می شگافم نه موی

۱۵ فراداب تنها جهان خورده | می صاف بی میهمان خورده

کنون کت حریفیست شیر افگنی | حریفانه پیش آی با چون منی

نیوشنده بشنید و بر داشت راه | بخاقان رسانید پیغام شاه

جهاندارِ خاقانِ فرخنده بخت / دل آزرده شد زان نمودارِ سخت
همه روز با سینهٔ پُر هراس / رهِ ایمنی را همی داشت پاس
چو آهوی چین شد ز گشتن ستوه / شکم بر دو بنهاد بر تیغ کوه
شکم ناگهان گشتش از تیغ چاک / پُر از نافهٔ مشک شد نافِ خاک
۵ طلب کرد فرزانه را در نهفت / که تدبیرِ او با خرد بود جفت
گشاد از گره قفلِ گنجینه را / برون ریخت اندیشهٔ سینه را
که تا این زمان آسمانِ بلند / نیامد به سیّارهٔ ما گزند
کنون کآمد ابری ز دریای روم / که دریا شد از سیلش این مرز و بوم
درین عرصه ترسم جهان پُر ز آب / که خورشیدِ ما ماند اندر نقاب
۱۰ دلت کز خرد یافت نام آوری / چه بینید صواب اندرین داوری
که دشمن چو با ما شود کینه جوی / بکوشیم یا باز تابیم روی
جهاندیده کارآزمای کهن / زمین بوسه زد آمد اندر سخن
دعا کرد اوّل که بادت ز غیب / همه آرزوهای عالم بجیب
جهان زیرِ فرمانِ رای تو باد / فلک چون زمین خاکپای تو باد
۱۵ زمن باز پُرسی که فرمود شاه / جوابی که دانم ندارم نگاه
بشرطیکه ز اندیشهٔ حرف سنج / سخن هرچه گویم نیابی برنج
زبان بند کردن بصد قفل و بند / بسی به ز گفتارِ ناسودمند

حدیثی که آن سودمندست و راست | ترش گشتن از تلخ باشد خطاست

هر آن طفل کش تلخی انن فزود | به پیری شود دشمنش کان چه بود

طبیبی چه خوش گفت در خاکِ بلخ | که آبِ حیات ست داروی تلخ

شنیدم که این شاهِ نوخاسته | سری دارد از دولت آراسته

۵ به هر سو که لشکر به تاراج بُرد | هم اورنگ بر بود و هم تاج بُرد

کسی کش ترا از در برابر نهاد | ز همسنگیش بر زمین سر نهاد

همین ست ما را نمودارِ بخت | که با بختیاران نکوشیم سخت

حریفی به است ار چه در کارزار | ولیکن حریف آزمائی ست کار

ستیزه نه زیباست با زورمند | که بر پیل نتوان فگندن کمند

۱۰ نشاید شدن با توانا بزور | که پولاد سنگین ترست از بلور

فرستاده باید فرستادهٔ | درون نقش بندی برون سادهٔ

که دریابد این دردِ ما را علاج | دلِ خصم را باز جوید مزاج

دلِ آهن آسای دارای ردم | بروغن زبانی کند همچو موم

گرش باشد اندیشهٔ آشتی | نیائیم ما هم ز همداشتی

۱۵ درِ لطف را چاره سازی کنیم | همه برگِ مهمان نوازی کنیم

۲- ق: همان - ایضاً - س: چو طفلی کش از تلخی

۶- س ۲: بر زمین اوفتاد - ۱۲- ق ۲: دلِ خسته - ۱۲ ۱۴- م ۲: نتابیم

دِرَشش دل شود ناوک انداختن | ز دینار باید سپر ساختن
همه حال از بختیاری چنین | رضا بهتر از کین بکاری چنین
برآشفت خاقان ز گفتار پیر | شد از غصّه گلگون رخش چون زریر
بد گفت کای پیرِ شوریده مغز | خلابی نه دیده مکن پای لغز
۵ چه کم دیدی از ما بفرزانگی | در آئینِ مردی و مردانگی
که با خصم ناکرده دست آزمای | بسوی زبونی شوی رهنمای
اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم | ز ملکی بکنجی قناعت کنیم
چو ترساں بود شه زکین خواستن | چرا بایدش لشکر آراستن
عروسی بود نے شهی آنکه شاه | کشد گردِ تخت از عروساں سپاه
۱۰ سناں بهرِ پیکار کردیم تیز | نه بهرِ نگوں کردن اندر گریز
زبر دستی املکِ عالم عطاست | بشاهی زبونی نمودن خطاست
کسی کو کلاهِ کیاں می نهد | سرِ خویش را درمیاں می نهد
بشاهی زده پای بر تختِ عاج | پس آنگه دهم چون زبوناں خراج
چرا سر نیارم به تیغِ هلاک | که نامِ بزرگاں در آرم بخاک
۱۵ چه باشد یکے رومیِ خام و پست | که با پخته کاراں شود هم نشست

---

۲ - ق: زدورا ماے - ۶ - ق: بهشدی

۱۵ - س: که با بختیاراں

سکندر که می نازد از تخت و سر | شد از سخت رایان جهان سخت تر

چو کارش نیفتاد با چون منے | ز آهن دلی گشت روئین تنے

چنان رانمش در صفِ کارزار | که زین سوی عالم نگیرد قرار

سرِ خار چندان زنند دور باش | که آتش شود بر سرش نورپاش

۵ خروسی که مردی کند با خروس | بچنگالِ شهباز گردد عروس

چو زینگونه لختی بدستور گفت | دلِ پیر با ایمنی گشت جفت

نیوشنده چون گوش بنهد به پند | خورد گوشمال از سپهرِ بلند

پس آنگه به آینده داد از ستیز | یکی مشتِ خاک و یکی تیغِ تیز

بدو گفت کانجا بر این هر دو چیز | که هست اندرین هر دو رمزی عزیز

۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب | منت زین تبر باز گویم جواب

گر آهن هوس داری اینک بدست | وگر گنج و زر بایدت خاک هست

چو زین راز پنهانش آگاه کرد | رسولِ خودش نیز همراه کرد

شتابان ز خاقان و حمالِ راز | رسیدند پیشِ سکندر فراز

نمودار آورده بردند پیش | نمودند راز از زن آورد خویش

۱۵ سکندر بخندید از آن داوری | در آن نکته دید از فلک یاوری

به آینده شاهِ چین باز گفت | که تدبیرِ ما گشت با کام جفت

۱ـ شد از سست رایان چنین خیره سر + ـ ق شد از سست پایان جهان سخت تر

ز خاقان بما کین دو کالا رسید   نموداری از فتحِ والا رسید

چو دشمن بما تیغ خود خود سپرد   کنون کی تواند سر از تیغ برد

دگر آن که بر ما فرستاد خاک   نشانِ خود از خاکِ چین کرد پاک

گرفتم بفال این که بی خشم و کین   زمین را بمن داد خاقانِ چین

۵ قوی شد دلِ دولت اندیش از این   چه باشد نشانِ ظفر بیش از این

فرستاده زان پاسخِ نغز وار   سر و پای گم کرده بی مغز وار

هراسان بدرگاهِ خاقان شتافت   فرو ریخت پیشش جوابی که یافت

بجوشید خاقان و شد خشمناک   خیالِ محابا ز دل کرد پاک

فرستاد فرمان که بر عزمِ کار   فراهم شود لشکر از هر دیار

۱۰ در اقلیمِ ترکان در افتاد جوش   برآمد ز بازارِ عالم خروش

ز آبِ الق تا بدریای چین   چو دریای چین شد ز لشکر زمین

چو گشت انجمن گردِ خاقان سپاه   ق   بدانگونه کانجم بود گردِ ماه

برافراخت رایت بر آهنگِ رزم   بکینِ سکندر قوی کرد عزم

بجنبید با قلبِ رزم آزمای   چو سیلابِ طوفان که جنبد ز جای

۱۵ سکندر خبر یافت زان اژدها   عنان کرد یکبار بر وی رها

بیاراست قلبِ جهان سوز را   که از دین میخواست آن روز را

---

۲ - ق ۱: خود را سپرد - ۱۲ ، ۱۰ - ق ۲: ز اطراف - ق و س ۱: زور آزمای

بخصم آزمائی عَلم بر کشید | همه دشت در زیر لشکر کشید
بشیر افگنی قصدِ بدخواه کرد | چو شیری که آهنگِ روباه کرد
شتابان دو شه از دو سوی درنگ | دلِ هر دو جوشان ز صفرای جنگ
چنین تا زمین درمیان تنگ ماند | میانِ دو لشکر دو فرسنگ ماند
۵ اجل فتنه را کارسازی نمود | یزک بر یزک دست بازی نمود
فرود آمدند از دو جانب دو شاه | کشیدند تا آسمان بارگاه
چو مه لشکر آرای شد بر سپهر | زمین درمیان کرد شمشیر مهر
برآورده شب چترِ عبّاسیان | نگون کرد رایاتِ شمّاسیان
طلایه برون آمد از هر دو سوی | بجاسوسیِ یکدگر گرم پوی
۱۰ فرو ماند غوغای لشکر ز جوش | بگردون شد از پاسبانان خروش
سکندر جهاندارِ لشکر شکن | همه شب چو مه بود در انجمن
همی کرد ز احسانِ اسکندری | بمقدارِ هر کس نوازش گری
بهر لشکر آرای و هر مرزبان | گهی تیغ میداد گاهی زبان
فرو رفته هر کس بسودای خویش | در اندیشهٔ کارِ فردای خویش
۱۵ زبیم سنان سینه می شد خراش | همی دیده خواب ایدو در پاش
یکی رخت می بست بهرِ گریز | یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

۱۴- ق: فرمای

یکی دامن از عالم افشانده بود — یکی در غم جان خود مانده بود
بسی مرد و نامرد یابی بجنگ — که همسایهٔ موش باشد پلنگ
همه کس بازار جوید نبرد — ولی گاهِ مردی شناسند مرد
نه در کوی جنگِ سواران بود — که هنگامهٔ مشت خواران بود
۵ شهِ چین دگر سوی با اهلِ راز — به تدبیر فردا شده کارساز
خزینه ز گنجینه پرداخته — درِ بارگه را براند اخته
ز زر تودها بر فلک بُرد سر — بیک سوی آهن بیک سوی زر
همی جست مردانِ پولاد سنج — باندان مرد میر بخشید گنج
چو از زر گران شد ترازوی شاه — به آهن توی کرد بازوی شاه
۱۰ بدینگونه از شام تا صبحگاه — بزر آهنین کرد پشتِ سپاه
حشم را از زر ساخت باید زره — که اول بود قفل و فتح از گره
چو تو قفلِ خود را ندانی کشاد — درِ دیگری کی توانی کشاد
بیا ساقی آن جامِ شادی فزای — که بنیادِ غم را درآرد ز پای
بمن ده که راحت بجانم دهد — زخون نابهٔ دهر امانم دهد
۱۵ بیا مطرب آن بربطِ خوشنوا — که بی مغزیش مغز را شد دوا
بزن تا که بر باید از مغز هوش — بدل جانِ تو ریزد از راهِ گوش

---

۲ ـ س، ا: بینی. ـ ق: نیابی ۱۲ ـ چون توانی

گفتار در دو اد و توسنِ فتح کہ عنانش در قبضۂ قدرتِ فتّاحِ مطلق مقیدست تا در طرفی کہ جولانش دہد مجالِ سرپیچیدن نہ باشد و جہدِ مجاہدان تا در جہادِ شمشیرِ ۵ ہندی را محرابی کنند و ذوالفقارِ ہندی را تیغِ

حطب سازند

چو فیروزیِ مرد گردد پدید	درِ چارہ را زود یابد کلید
فرس را بہر سو کہ پیچد عناں	گلِ فتح چیند ز خارِ سناں
۱۰ بہر جا کہ شمشیر بیروں کشد	سرِ خصم زاں آب در خوں کشد
بچشمِ بداندیش در کارزار	یکی صد نماید نہ بل صد ہزار
ولی مرد باید بجولانِ خویش	کہ برگیرد اوّل دل از جانِ خویش
چو مردم ز سر ناہراساں بود	سر افگندنِ دشمن آساں بود
کسی کز سرِ خویش ترسد بجنگ	سرِ دیگری کے در آرد بچنگ
۱۵ کسی را کہ دل شیر بردی دلیل	اگر پشّہ باشد خورد خونِ پیل
نہ بینی از کلنگ ست شاہین نبرد	کہ سیلی زنانش رساند بگور

۸ ۔ ق: ۲ در جاہ ۱۰ ۔ ا س: ۱ بہر سو

ولی کز عدو گشت در خوف غرق — مگس را اندر ز سیمرغ فرق

غلیواز از آن گشت مردار خوار — که مشکل بود زنده کردن شکار

چو از خون نه شد دست رنگین بجنگ — به آبِ حنا بایدش کرد رنگ

تو گر بر عدو دست و پائے نهی — نه هست او هم از دست و پائی تهی

۵ سر آنکه تو ان ز آبِ بیگانه شست — که از خونِ خود دست شوئی نخست

چو در خیلِ بدخواه یغما بری — گر از جاں هراسی چه کالا بری

نه زیباست بر مردِ با ترس و بیم — زن گو ز زر باش و خفتاں بسیم

خرِ مانده کز ریش نالاں بود — چو سودار ز دیباش پالاں بود

چو کاهل بود ناقه در خاستن — نشاید بجلجالش آراستن

۱۰ بسا خود نمایانِ بیهوده گوی — که باشند در بزم گه رزم جوی

کسی را که مردی بود اندکے — اگر صد کند ز آن نگوید یکے

زنیر وی می لافِ گردن زنی — زنی داں نه نزدیکِ مرداں نی

چو در کرده گفتن خجالت بود — بنا کرده گفتن چه حالت بود

چو تیغت ندارد زباں در مصاف — مکن رنجه تیغِ زباں را بلاف

۱۵ بشمشیرِ پولاد به دست بُرد — که از خنجرِ گوسپین کس نه مرد

نگر کز پے خود نمائی و نام — نگردی بخونریزِ خود تیز گام

گهِ جنگ پرهیز باید فزون — ولیکن نخنداں که مانی زبون

دلیری به هنجار کردن نکوست چو کار او فتد کار کردن نکوست

بهنجار کن سازِ هر پیشهٔ که ناید فنِ سوزن از تیشهٔ

بجای که هنجار باید نه زور شود شیر بیچاره در دستِ مور

نه آسان توان رفت پیشِ دلیر که دشوار دیدن توان روی شیر

۵ شتابندهٔ کش نه باشد درنگ ز بی‌سنگیش پا درآید بسنگ

درنگی که آن نیز بر جای نیست عدو را قوی کردن از رای نیست

شتاب و درنگی بهنگامِ خویش سلامت دهد مزد انجامِ خویش

دلاور که نه بود سلاح آزمای ز بی دستیِ خود درآید ز پای

چو کوشنده در کین بود خصم ریز بود تازیانه بکف تیغِ تیز

۱۰ چرا باید آن ترکش و تیغ بست که دشمن به سیلی ستاند ز دست

بزرگی چه بینی بشاخِ گوزن که شیرش بناخن کند پست و زن

چو لشکر بود نصرت افزون بود به تنهایی پیشِ صد چون بود

چو دستت سبک نیست در داوری کند تیغِ تو خصم را یاوری

سپه را بود تیغ و جوشن پناه بود جوشن و تیغِ شاهان سپاه

۱۵ فروزان شود گرچه آتش ز بعد چو یک شعله باشد نیارد ستاد

یکی تیر کآسانش دانی شکست چو باده شود چون توانی شکست

---

۱۶ - ق: کے

ولیکن ہمہ کوشش اندر قتال | ز پیرایۂ فتح یابد جمال
مشو شیرگیر از کمند و کماں | کہ ہست ایں می از شیشۂ آسماں
بر زم ار ز فیروزی آید شمار | کلوخی ز کوہے بر آرد غبار
وگر یار نہ بود ظفر با تنے | سناں کار ندھد سرِ سوزنے
۵ دلیری کہ نصرت بود یارِ اُو | نیارد کسے تابِ دیدارِ اُو
ازاں وی شیر ست ہیبت فزای | کہ فیروزمند آفریدش خدای
نہ ترسد ز نخچیر آہو کسے | نراھم شوند ار چہ یکجا بسے
زہے دولتِ مردِ فرخندہ عزم | کہ نصرت بود یارِ اُو روزِ رزم
نیاید ز جہد ایں سعادت بجیب | کہ ناگہ پدیدار گردد ز غیب

۱۰ حکایت پادشاہی کہ بنام سنجر کوس میزد و نوبتش

بہ نوبت گاہِ سنجر رسانید

شنیدم کہ سنجر ز بختِ بلند | چو شد بر نبی ملک فیروزمند
از انجا کہ رایت بر اختر کشید | سوی خسرو روم لشکر کشید
۱۵ رسید او ہم از پیش بر عزمِ جنگ | مگر آبے اندر میاں بود تنگ
برود اندر از گرمیِ آفتاب | بداں آتشِ تیز میداد آب

۲۔ ق: پیرایۂ تیغ

رسید از صفِ سنجرِ سخت کوش | خروشیدنِ با دیانش بگوش
شهِ رومیان داشت فحلی بزیر | دونده چو آهو جهنده چو شیر
به تندی درون راند یکسر چنان | که کوشنده را بستد از کف عنان
بیک چشم زد تا کنارش ببرد | به بنگاه خصم آشکارش ببرد
چو سنجر ز بختِ برومندِ خویش | بداندیش را دید در بندِ خویش
ازان فتح ازبس که دل شاد کرد | بشکرانه فتحش آزاد کرد
تو مردانه کن رخشِ همت روان | گرت فتح باشد خود آید دوان
گرت هست بازوی همت درا | در آغوشِ تست آنچه داری نیاز
وگر همتت بر شکستن نشست | خود افگندی اندر صفِ خود شکست

کمند افگندنِ سکندر در خرگاه گرّه شموس یعنی کنیزک

چینی دران طویله طویلش بسته در بارگاهِ حشمتِ خویش آوردن و کشادنِ سلاحِ نازکیش را معلوم گرد آیدن و نوازش کردن و میدان یافتنِ آن ماهِ لطافت و جولانِ خویش را دست و پا نهادن و حیران شدنِ اسکندر در نژاد

---

۶ - ق ا: ازان پس که زان فتح دل شاد کرد

اوواورا از برای خویش خوش کردن

گهرسنج تاریخ اسکندری | چنین ریخت از خامه دُرِّ دری
که چون گشت عزم دو خسرو درست | که باید بکوشش کمر کرده چُست
۵ همه شب در اندیشهٔ کارزار | نمودند تا روز ترتیب کار
چو صبح از افق تیغ بیرون کشید | همه دامن چرخ در خون کشید
در افگند شبدیز ظلمات نعل | بپوشید خورشید خفتان لعل
سکندر جهانگرد کشورکشای | به آرایش لشکر آورد رای
صطرلاب سنجان موزون قیاس | باندیشه گشتند ساعت شناس
۱۰ بوقتیکه با فرخی یار بود | ق | نظرها بطالع سزاوار بود
بر آمد بر آهوی توسن دلیر | چو خورشید رخشنده بر پشت شیر
بگردون شد از نای زرین خروش | بدریای لشکر در افتاد جوش
دگر سوی خاقان لشکرشکن | چو کوهی سرافراخت شد تیغ زن
هزاهز در آمد بهر دو سپاه | روارو بر آمد بخورشید و ماه
۱۵ علم سر ز عیوق برتر کشید | سنان چشم سیاره را بر کشید
بیابان همه بیشهٔ شیر گشت | جهانی پر از تیر و شمشیر گشت
ز لرز زمین زیر قلب روان | در اندام گاو آرد گشت استخوان

---

۶ - س۱ :- خور - ۱۳ - س۲ :- آن پیلتن - ۱۷ - س۱ :- قلب گران

غبارِ زمین کلّه بر ماه بست — نفس را درونِ گلو راه بست
چنان گشت روے هوا گردناک — که سیّاره گم کرد خود را بخاک
ز موجِ سلاح و ز گردِ زمین — گلین آسمان شد زمین آهنین
یلان بند بر بست بر آبِ تیغ — که بے بند عالم نگیرد چو میغ
۵ رسیده ز تیغ آبِ شان تا کمر — همان آب بدخواه را تا بسر
سپاه از رهِ موج میزد به اوج — چو دریا که بادش در آرد به موج
بدریاے آهن جهان گشت غرق — هوا پُر ز میغ و زمین پُر ز برق
ز ژوپین و پیکانِ سبز و سپید — جهان گشت پر سوسن و برگ و بید
ز بانگِ هیونانِ گیتی نورد — شده پُر صدا گنبدِ لاجورد
۱۰ خرامیدنِ بادپایان بگشت — تزلزل در افگنده در کوه و دشت
عرق کردنِ توسنان در شتاب — ز طوفانِ آتش روان کرد آب
شراره که زد نعل هنگامِ رو — ستاره بروں ریخت از ماهِ نو
نمانده امان زیرِ پروزه کاخ — اجل را شده دستگاهے فراخ
نفیرِ زه از چاشنیِ کمان — شده چاشنی گیرِ جان هر زبان
۱۵ بلا زین بناوک بر انداخته — چو طفلان ز نے بارگی ساخته
گره بر گره دستِ پیکان زنان — زره بر زرهِ پشتِ رویین تنان
ز خشیدنِ خشتِ زهرآبگون — شده زهرهٔ مرد بد زهره خون
ز بس سوسنان هاے خارا گزار — فرو بسته راهِ سلامت بخار
ز تیر و سپرها که برکار بود — بیابان نیستان و گلزار بود

۴ - ق: - بداں

بزیر سپر تیغ رخشاں تتاب   چناں کز تہ برگِ نیلوفر آب

درخشندہ شمشیرہائے بنفش   ز دیدہ بصری ربود از درفش

خروشیدنِ کوسِ روئینہ کاس   فلک را پر از زخمہا کردہ طاس

سپہ از علمہا شدہ سایہ دار   دلیراں بر آشفتہ دیوانہ وار

بہر سینہ نو شدہ کینہا   گریزاں شدہ رحمت از سینہا

جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش   پدر تشنہ خونِ فرزندِ خویش

دو لشکر نگویم کہ دو کوہ قاف   رسیدند در جلوگاہِ مصاف

سوئے میمنہ در صفِ رومیاں   زریوند گسلی کمر بر میاں

قباد از سوئے میسرہ گرم پوے   برآوردہ یکرویہ تیغِ دو روے

دوالِ ملک دریزک پیش رو   دوالِ عناں کردہ در خوں گرو

بپرواز خیلِ فرنگ از جناح   بساقہ شدہ خونِ مصری مباح

بقلب اندر اسکندرِ نامدار   شدہ گردش از خشتِ آہن حصار

گروہے ز پیوند و از خویشِ او   بجاں ایستادہ پس و پیشِ او

صفِ چینیاں نیز بر عزمِ کیں   بجوش آمدہ ہمچو دریائے چیں

یزک دار در پیشِ تاتاریاں   بخوں تشنہ چوں چشمِ فرخاریاں

سوے راستاں کرد فغفور خاست   امیرِ ختن سوئے چپ گشت راست

قراخاں بساقہ شدہ سخت ساق   تبت را البسوئے جناح اتفاق

بقلب اندروں شاہِ توراں گروہ   بگردش صفے بستہ ترکاں چو کوہ

چو گشت از دو جانب صف آراستہ   سلامت شد از راہ برخاستہ

سواری بگرمی چو سوزان درخش | ز صفّ سکندر برون راند رخش
فرنگیش نامی که در دار و گیر | سپاهی شکستی بیک چوبه تیر
کشان در زمین نیزهٔ هژده بند | بکوهه زده هژده پیچ کمند
پلنگینه پوشی که در روز جنگ | نه شیرش بچشم آمدی نی پلنگ
۵ بر آئین مردان بصحن نبرد | همی کرد جولان و میخواست مرد
نخست آفرین کرد بر کردگار | که فیروزی ازوست در حمله کار
پس آنگه دعای جهاندار گفت | که شمشیر او باد با فتح جفت
وزان پس زبان تیغ فولاد کرد | ز پولاد هندی سخن یاد کرد
که از موکب لشکر آرای روم | سوارے غریبم درین مرز بوم
۱۰ گرامی کشد دل بمهمان خویش | که نزل غریبی کند جان خویش
کسانیکه هستند ازین فن بلاف | در آیند بسم الله اینک مصاف
چو رومی بدینسان دمید آتشی | برون آمد از چینیان سرکشی
بتنگوی نامی چو غرنده شیر | نهنگی بدست اژدهای بزیر
بحمله سوی رومی آورد روی | نترسید ازو رومی کینه جوی
۱۵ عنان در عنان هر دو در تاختند | سنانها بیکدیگر انداختند
چو بودند هر دو هنرمند چست | خراشی نیامد کسی را درست

۱- ق ا: درخشان ۔ ۱۲، ۱۳- س ل: پلنگوی

نمودند بسیار جولان‌گری — کسی را نبود از هنر برتری

ز نیزه به شمشیر بردند دست — هم از هر دو تن تارِ موی نخست

بدشمن فریبی یلِ روم زاد — گریزان شد از پیشِ چینی چو باد

بدنبالِ او چینیِ گرم کین — ز گرمی بابرو درآورده چین

٥ چو نزدیک شد تا زند تیغ چو برق — گریزنده را از خمِ نیزه بفرق

در انداخت رومی کیانی کمند — کمرگاهِ چینی درآمد به بند

چنان کندش از بازوی زورناک — که بربود از باد و دادش بخاک

همی رفت پویان یلِ شیرگیر — به خاک اندرون شیرِ جنگی اسیر

به اسکندر آمد سوارِ دلیر — شکارِ خود افکند در پیشِ شیر

١٠ ملک را خود آن فالِ فرّخ نمود — که فتح اوّل از سوی او رُخ نمود

بسی گنج دادش بفرخندگی — غنی کردش از گنج بخشندگی

چو لشکر بدید آن نوازش‌گری — بکین لشکری گشت هر لشکری

برون آمد از میمنه پُردلے — پُر از آتش و بادش آب و گلے

بر جوشنی سبز چون نوبهار — بزیر ابلقی تند چون روزگار

١٥ حمائل در افکنده تیغی بدوش — حریریش بر سر چو پرّ سروش

کمان بسته و ترکش آراسته — جوان شیری از نیستان خاسته

---

٧ - س۲: بربودش

چو آشفته دیوی بدیوانگی	در آمد بمیدانِ فرزانگی
خدا را چو در دل نیایش نمود	خداوندِ خود را ستایش نمود
پس از پیش دستی سخن پیش کرد	حدیثِ تنومندیِ خویش کرد
که لشکرشکن طردِ رومی منم	که در حمله لشکری بشکنم
٥ بهم دوزم از شستِ پیکان‌گشای	بسی چینیان را چو چینی قبای
که دارد سرِ من بکین گستری	که تا بی‌سری بیند از همسری
چو زین گفتن پر تهی گشت مرد	سرانداز از چینیان گشت فرد
فرس راند بر طرد چون اژدها	دلاور نگردش رسیدن رها
بیک ضربتش در عدم راه کرد	اجل را بدو راه کوتاه کرد
١٠ دگر چینی تاخت مردی بجنگ	بدانسان که بر صیدِ ماهی نهنگ
بتندی بر آورد بالای دوش	یکی گرز نشش پهلو و هفت جوش
چو بر طرد شد تا شود مرد کوب	گهِ کوبش آهن برون شد ز چوب
بشمشیر تا دست یارد شتاب	ز شمشیرِ طردش گذشت از سر آب
برون تاخت دیگر سواری دلیر	برو نیز شد طردِ با زنده چیر
١٥ قلم کردش از تیغ سر تا زبن	نبشتش ز خون هدیهٔ لم یکن
برینگونه تا هفده ترکِ دلیر	ز پولادِ هندی در آمد بزیر

---

٢ - س: خدا را بصد دل. - ١٠، ١٣ - ق: دست بازد

دگر چینیئی تا گهِ نیم روز | نیامد برون تا شود کینه توز
فرستاد خاقان به نیروی خویش | دلاور سواری ز پهلوی خویش
نبرد آزمائی کنیفوسے بنام | کز آسیب او کوه کردی خرام
برون آمد آزاد سروی چو بید | چو بر پشتِ طاوس بازِ سفید
۵ ز هر هنر بسته نه از بهرِ لاف | سلاحی که کار آید اندر مصاف
بچشمش نیاورد طرد دلیر | کشیده کمان سوی او شد چو شیر
بیفگند تیری و نه بر جا رسید | ز پولاد جست و بخارا رسید
یلِ چینی از جوشِ صفرای خویش | برون راند رخشِ سبک پای خویش
چنان زد سنان در تهیگاهِ طرد | که از باد پا اوفگندش بگرد
۱۰ روان شد یکی دیگر از قلبِ روم | چو سروی ز پولاد نخلی ز موم
بیک ضربتِ نیزهٔ سینه دوز | برو نیز شب گشت رخشنده روز
دلیر افگنی دیگرش گشت جفت | بیک جنبش او نیز در خاک خفت
چنین تا چهل مردِ سخت کوش | ز یک مردِ چینی تهی شد ز هوش
دگر هیچ کس را نیامد هوس | که در معرکه پیش راند فرس
۱۵ سکندر که دید آن چنان دستبرد | چو آتش بر افروخت چون یخ فسرد
چو شمشیرِ خورشید شد در نیام | برون تاختند هم سپهدارِ شام

۶ - س۲: آن تند شیر - ۱۳ - س۲: زیک سروِ چینی روان شد ز هوش - ۱۶ - ق۱: لشکر

زشب سایه بر چرخِ والا رسید | علم زیر شد سایه بالا رسید
دو لشکر ز کوشش عنان تافتند | سوی بنگهِ خویش بشتافتند
طلایه برون شد ز هر دو سپاه | شبیخونِ بدخواه را بست راه
سکندر که زانگونه فیروز بود | همه شب در اندیشهٔ روز بود
۵ که فردا اگر پیش راند بجنگ | که پهلو زند با دلاور نهنگ
حریفان در آن بازی اندیشه‌مند | که بر پیل بایست بیذق فگند
وز آن سوی خاقان ز بس چیرگی | شتابنده در خون بصد خیرگی
همی کرد بخشش سرانداز را | همی داد دل مردِ جانباز را
اگر خفته و گرچه بیدار بود | همه شب در اندیشهٔ کار بود
۱۰ چو در گنبد آمد براقِ سپهر | بهرّا ز زرین بیاراست چهر
چنان خورد شبدیز ظُلّات دم | که نعلش بسفت او دو مسمار هم
دگر بار شیران بجوش آمدند | بشیر افگنی در خروش آمدند
کشیدند از قاف تا قاف صف | بکوشش نهادند جانها بکف
۱۵ دو خسرو میانِ دو قلبِ سپاه | چپ و راست گُردانِ لشکر پناه
همان پُر دلِ دینه بر عزمِ کار | برانگیخت از صحنِ میدان غبار

---

۷ - س۱: خیرگی - ۷ - ق۲: شتابنده در کین

۷ - س۲: بصد تیرگی

سنانش ز خونریز پشینه لعل — به پولاد غرق از کله تا به نعل
چو خود را و خاقانِ چین در ستود — به مردی مبارز طلب کرد زود
سواری برون آمد از رومیان — سپر بسته پس چست کرده میان
بگرمی برآهیخت چون برق تیغ — که برق از نفس آب گشتی چو میغ
۵ تکاور سیاهی بزیرش چو دود — برآورد سر بر سپهرِ کبود
بگردن زنی تاخت بر هم ستیز — بینداخت بر گردنش تیغِ تیز
کنیفوی تا زنده خم خورد و جست — نزد نیزه و پهلوش را شکست
گذارا شد از پشتِ رومی سنان — ز دستش برون رفت یکسر عنان
دگر خون فشانی بخون جوش کرد — همان شربتِ اولین نوش کرد
۱۰ نبرد آزمای دگر حمله برد — هم از مردیِ مردِ مردانه مرد
چنین تا درید آن هنربر جوان — به نه حمله پهلوی نه پهلوان
دگر در سرِ کین نیفتاد پیش — که با همسرِ خود نهد پای خویش
سکندر بر آشفت زان داوری — که کم گشتش از یاوران یاوری
ز لشکر دلی بشکند خون بود — دلِ لشکری بشکند چون بود
۱۵ حریف ار به شطرنج شد چیره دست — به بازندهٔ چابک آرد شکست
بساطِ دلیری که بی رنج نیست — به بازی کم از نطعِ شطرنج نیست

۳- س ل: به بر بسته چین - ۱۲- س ل: در سرِ کس

گر از بیکه با شیر دندان کشد | دل از سینهٔ شیر خندان کشد
چو بازوی کوشندگان گشت سُست | همین سواران عنان کرد چست
به تندی برون جست کارد شتاب | برآن موج آتش چو دریاے آب
سرآن سپه پورزشس انگیختند | همه در عنانش درانگیختند
۵ بصد عذر گفتند کای تاج بخش | تو خورشیدِ ملکی مچرخ درخش
بسے دشمن و دوست اند در سپاه | بدین دوست روے ز دشمن مکاه
بود پادشاہم چو کوه از شکوه | قیامت شود چون بجنبید کوه
اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے | تو داری جهان را بیکسر بپاے
دگر موے از فرقِ تو کم شود | خرابی به بنیادِ عالم شود
۱۰ یک امروز بنمای در کین درنگ | که فردا شود بر عدو کار تنگ
بدین داوری شاه را داشتند | عنانِ وی از دست نگذاشتند
چو در پردهٔ خواب رفت آفتاب | روان کرد شب پرده دارانِ خواب
مکلل شد این نطعِ نیلوفری | چو دیبا بر اورنگِ اسکندری
دو لشکر سوے خانه گشتند باز | بساطِ وفا را نوشتند باز
۱۵ طلایه روان شد بگردِ سپاه | بتاقی به پیرامنِ بارگاه

---

۹ - سل: اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے ... تو داری سراسر جهان را بپاے

۱۵ - سل۲: بادشاه

همه بر شد از پاسبانان نفیر | شد از گوشه‌گیری فلک گوشه‌گیر

همه شب سکندر بجوش اندرون | ز چشمِ بداندیش میخورد خون

همی گشت ز آن دشمنِ خیره چنگ | بسودا و صفرا ز رنگی برنگ

ز گرمی برانگونه کز برق میغ | همی کرد آشامِ زوبین و تیغ

۵ ز خجلت دلیرانِ درگاه نیز | طمع برگرفته ز جانِ عزیز

بر آن دل که فردا چه ساز آورند | که بدخواه را سر بگاز آورند

چو اسکندرِ صبح بر شد بلند | در انداخت بر کنگرِ مه کمند

شد از رنگِ سرخی سرِ کوهسار | چو پیشانیِ پیل شنگرف وار

یکه‌تاز سپهدار چین از غرور | زمین کرد چون عرصه گاهِ نشور

۱۰ بعزمی که بر فتح گشتش دلیل | شد از خانهٔ زین بصندوقِ پیل

سوی رزمگاه آمد آراسته | نهیبِ حریفان از دلش خاسته

دگر جانب اسکندرِ شیرزور | به تندی چو شیران به نخجیرِ گور

نه بیم از خدنگ و نه باک از سنان | قضا را به تسلیم داده عنان

بجنبید و آمد بسوی مصاف | بسختی پی افشرده چون کوهِ قاف

۱۵ چو شد هر دو لشکر به ترتیب راست | حریفان ز دو سو یکی گرد مرد خواست

برون زد یکی چینیِ سخت کوش | سپر در پس و درعِ چینی بدوش

خرد پیر بود و مبارز جوان | فرس بختیه و خام برگستوان

زپولادِ چینی ناچخ دو منی | بگردن برا زبهرِ گردن زنی

در آمد بمیدان و جولان نمود | نمود ار دعوی فراوان نمود

برون آمد از قلبِ رومی یلی | برآورده تا آسمان هیکلی

بزور و توانائی آهرمنی | ببازوی پولاد روئین تنی

۵ یکی حربه در دستِ خاراشگاف | که بگشادی از نیفهٔ کوه ناف

رسید و زد آن حربه ناموار | بسر ناچخی نیز خورد استوار

هم او را سر از ناچخ آمد بگرد | هم این خفت برجای کان حربه خورد

فتاده بیک جا دو رزم آزمای | بجا بوده هر دو رفته زجای

ز رومی دگر حیله ساز کرد | بصحرای کین رفت و پرواز کرد

۱۰ عمودی بگردون برافراشته | که بی ستون بر ستون داشته

براو تاخت چینی سواری چو پیل | زده جامه در ماتمِ خود به نیل

فرا گندی از رق کشیده بتن | که هم جوشنش بودی و هم کفن

یکی نیزه بید برگِ سپید | سنان بر سرش رسته چون برگِ بید

چو بر یکدگر در نبرد آمدند | زلرزِ زمین زیرِ گرد آمدند

۱۵ به سختی که زد رومیِ سخت زور | سرش را در آخر کمش کرد گور

برانگونه ده چینیِ تیز کین | زجان پاک گشتند چون نقشِ چین

---

۵ - سل: نیمه کوه قاف - ۱۳ - قا: برکف

دگر تا شب از چینیان زبول — بمردی سوارے بیامد برول

سپر چون برآب افگند آفتاب — برآورد مه تاج خود زآب

شب تیره در صحن زنگار گون — چو هندوی تاج زن آمد برون

دو لشکر به لشکرگه آمد فراز — یکی سرنگون دیگری سرفراز

۵ سکندر ازان خیرگیهای بیش — شکیبا شد و لختے آمد به خویش

چو شب پرچم خویش در خون کشید — زمین طاس خورشید بیرون کشید

شعاعی که رفت از افق تا بدور — بزد نیزه بالا سنانهای نور

دو دریا دگر باره جوشنده گشت — بهر سوی سیلے خروشنده گشت

ازان سیل کآفاق را در گرفت — گران تا گران فوج و لشکر گرفت

۱۰ زجولانگه رومیان بید زنگ — کتابون رومی برون شد بجنگ

ملوکانه ترتیبے آراسته — پلنگے زکوه روان خاسته

بکف کرده قلّابی الماس گون — گران پیل را درکشیدی نگون

بمیدان شد و چالش آغاز کرد — بتحسین خسرو زبان باز کرد

چو لشکر سکندر به آواز گفت — بنام آوری نام خود باز گفت

۱۵ قرا نام چینی سیلے پرستیز — اجل را زبان داده از تیغ تیز

همی خورد بر جان رومی دریغ — بگردش در آمد چو بازنده میغ

---

۱۰ ... و ق ۲: گران - ۱۵ س: قراخاں -

به تیغی که بر دی زد از زور دست — قزاگند بدرید و اندام خست

چنان دمی انداخت قلّاب را — که چون بز درآویخت قصّاب را

بزخمی گریبان گهش چاک زد — ببالا برآورد و بر خاک زد

قرار ار چو در خود قراری نماند — دگر بیقراری فرس پیش راند

۵ ازان دست زخم گزا نگیخته — شد او نیز بر یکدگر آویخته

دگر رهزنی کرد زان سو شتاب — شد او نیز زان زخمه گز بجواب

برینگونه تا سیزده پیل مست — بزخم گزک راست در خون نشست

دگر راست بازی نکرد ایستاد — که گز باز را گز توانند نهاد

چو قلّاب سیم از کمین زد هلال — بخون غرق شد ترک چینی جمال

۱۰ شهاب از سر نیزهٔ دیو سوز — شد آتش فگن در سلیمان روز

دو لشکر بمنزل شدند از مصاف — گروهی بخجلت گروهی بلاف

همه شب غنودند تا صبحدم — ازین سو بشادی ازان سو بغم

جهان را چنین هست با هر سریست — که رنج یکی راحت دیگریست

بط از بیم چون سازد آواز را — نوای بچکاوک بود باز را

۱۵ بتشویش جان روبها بیقرار — ملک را تماشا سگان را شکار

دگر روز کاشقر برون تاخت مهر — یک اسپه روان شد بردی سپهر

۲- ق۱: قلّاب دار - ۲- ق۲: که بز را برآویخت قصاب وار -

کمان مه نو که شد جفت تیر — کشیدن نیاراست گردون پیر

دو خسرو دگر باره گشتند تیز — سلامت شد از چار سو در گریز

کشیدند صفها بمردانگی — ز رویین تنان شد زمین آهنی

همان پیل جنگی کتابون گرد — عنان نبرد اژدها را سپرد

۵ بدستش همان رمح قلاب دار — بخونریز هم تشنه هم آبدار

همان سرفگن تاختا ز چینیان — که سرپیش ازان در پشینیان

بتندی فرس بر کتابون فگند — ز حمله تزلزل بهامون فگند

کتابون در افگند قلاب را — که بر سیل آتش زند آب را

چنان تیغ زد پیسی تیز گرد — که خطی قلم گشت در دست مرد

۱۰ چو قلاب اقلبه زد چنان — که هم نیزه بیکار شد هم سنان

بزد بر کتابون چنان برق تیغ — کز و خون روان شد چو باران ز میغ

رگ گردنش موج زد بر تنش — همه خون ادا کرد در گردنش

کتابون گاوی ز شمشیر چاک — ز توسن بغلطید در خون و خاک

خروشی از صف چین بر آمد بلند — دل رومیان خسته گشت از گزند

۱۵ مه رومیان چون چنان دید حال — که لشکر هراسنده شد زان خیال

بدل داد لشکر ناشکیب — گران کرد بر خنگ ختلی رکیب

---

۱۴ ا م س ل: شد زان ۱۵ ا م و س ا: شه - ۱۵ ا س ل: قمان

بخواهش گری نامداران عهد	عنانش گرفتند و کردند جهد
که شاها تو شمعی مجه چون شرار	به پروانگی کار بر ما گذار
چو باشد بسی باشه پرواز را	چرا رنجه باید شدن باز را
گر از ما برآرد جهان رستخیز	از آن پس تو دانی و شمشیر تیز
۵ وگر جامهٔ دشمن افتد به نیل	به فیروزی شاه باشد دلیل
بسی زین نمط گردنان سپاه	سخن تازه کردند ز اخلاص شاه
چو بود آتش لطف را شعله تیز	فروزنده‌تر گشت از آن آب ریز
عنان بستد و داد پوینده را	قدم پیش زد راه جوینده را
چو شیران برآمیخت سلمت دلیر	دل خصم را داده زان موی شیر
۱۰ تبارک ز پولاد سبزش کلاه	فرس خنگ و برگستوانش سیاه
بقامت یکی جوشن بی بها	کمندی بکف کرده چون اژدها
جوانمردی چینی که منذر ربود	شکست خود از خاطرش در ربود
نه کرد التفاتی بران شیر تند	که جوشش دلش را تقاضا کرد کند
بگردش در آمد سکندر بکار	بگردندگی گشت چون روزگار
۱۵ کمند آن چنان کرد بر تاب سخت	که کند از بن آن خسروانی درخت
کشانش سوی لشکر خویش برد	هزیمت بقلب بداندیش برد

۶- سل: پردلاں

برآمد یکی غلغل از رومیان | بخون چست کردند هر سو میان
چو خاقان چنان دید رفت از شکوه | بجنبید با لشکر همچو کوه
به تندی سوی رومیان حمله برد | بخونریزی و کین کشی پی فشرد
سکندر چو بدخواه را گرم دید | بکوشش نه هنگام آزرم دید
۵ سلیمان شد و باد را راند زود | چه با دیگه هم پو و هم باد بود
سلیمانیش بین چو خنجر کشید | فرو رفته خورشید را بر کشید
صف رزم را تیز آواز داد | فرس را بجولان عنان باز داد
دو دریای جوشان بهم باز خورد | قیامت ز رفتنه را باز کرد
سواران عنان در عنان تافتند | یلان در نبرد تیز بشتافتند
۱۰ ز ابن یک گرد چالش انگیختند | زمین و فلک با هم آمیختند
غو کوس کآرامش از دل ربود | در افکند غلغل بچرخ کبود
دهل زان تهی مغز کاندر وست | سخن گفت با فتنه در زیر پوست
ز جوشش دو ردن مرد را پی به پی | ز هر موی خون جست بر جای خوی
هران تیر باران که آمد فرود | بلارک همی گشت و جان می ربود
۱۵ ز باران تیر و ز تیزاب تیغ | بناهای گل رخنه شد بی دریغ
دو روزن که پیکان ز هر تن گشاد | دو دروازهٔ مرگ در تن گشاد

۱- س ۲: تو گفتی نهادند جان در میان — ۱۰- ق: ز بس گرد کز خاکش انگیختند —

بسی مرگ مهمان شد از یکدرش   برون رفت جان از در دیگرش

ز شمشیر چاک افگن تابناک   برآمد ز هر جا بنی چاک چاک

طراق سر از گرز فولاد بند   همی خواند اجل را به بانگ بلند

مشبک شده سینها از سنان   بلا زان مشبک تماشا کنان

۵ ز غلطیدن کشتگان در مصاف   شده پشته بر پشته چون کوه قاف

سراسر شده روی صحرای چین   ز بس نقش بیجان چو دیبای چین

بهر سو ز آواز زاغ کمان   نشانان شده کرگسان ز آسمان

ز تنهای صد پاره و شاخ شاخ   شده طعمه بر گرگ و روبه فراخ

هراسندگان را در آن رستخیز   شد از سیل خون بسته راه گریز

۱۰ بکوشش دلیران شمشیرگیر   برغبت دوان پیش شمشیر و تیر

سکندر خود آشفت چون اژدها   عنان کرد بر صید شیران رها

بهر حمله کز خشم بر زد سری   شگافی در افگند در لشکری

بران تن که زد خنجر کینه کوش   روان شد سرش پای کوبان ز دوش

بهر سو که شمشیر او کار کرد   یکی را دو کرد و دو را چار کرد

۱۵ چو دشمن دولی در سر خویش داشت   زمانه سرش را همان پیش داشت

چو خاقان نگه کرد کان پیل زور   بسی شیر را کرد مهمان گور

---

۱۲ - قا: زد بر ۱۳ - قا: سخت -

به تندی بران پیل تن راند پیل — چو ابری که آید بدریای نیل

در انداخت خرطوم را پیل مست — که در شیر جنگی برآرد شکست

چو دیدند فوج دلیران دم — چو طوفان آتش بتاراج موم

گشادند از ان گونه باران تیر — که از پیلبانان برآمد نفیر

۵ دوالی ملک نیزهٔ زد چنان — که شد غرق در کوه آهن سنان

شد آزرده پیل شکن یافته — به آزردگی راند رو تافته

در افتاد در لشکر خویشتن — شکست آن سپه قلب خارا شکن

چو دیدند رومی سران حال شان — در افتاد لشکر بدنبال شان

تعاقب نمودن نه از راه بود — که مرد اندک و روز بیگاه بود

۱۰ سکندر دران مطرح بی خلاص — بفیروزی بخت رست از قصاص

زیاران گرش نامدی یاوری — کجا رسته گشتی دران داوری

چه کار آید آن یار ناسازگار — که هنگام سختی نیاید به کار

بدشواریت یار شایان بود — به آسانیت خود فراوان بود

بهر کار بی یار مگذار کام — که بی یار کاری نگردد تمام

۱۵ نه بینی که در کارگاه خراس — بیک سنگ نتوان علف کرد آس

۳- س ا: قوم ۵- ق ا: دالی

۷- س: آن همه ۱۲- س ۲: مردی

۱۵- ق ۲: نتوانی جو کرد آس

چو کارُ افتدت حاجت آید بیار | مرا با تو چون کار نفتد چه کار
همه روز تا شب دران رستخیز | دو دیده همین رفت شمشیرِ تیز
چو خورشید بُرقع بُرخساره کرد | فلک سُرمه در چشمِ سیّاره کرد
کشید آسمان بهْ سترِ کبود | حریرِ معنبر بپوشید زود
۵ دو لشکر ز خون ریز باز آمدند | به تدبیرِ در حیله ساز آمدند
یکی خسته را مرهمِ ریش کرد | یکی نوحه بر مردهٔ خویش کرد
یکی شب ز اندیشه غایت گذاشت | یکی در رهِ غائبان چشم داشت
یکی پرسشِ خسته را پے فشرد | یکی زنده باز آمد امّا بمرد
سکندر چو باز آمد از رزم گاه | بخلوت گهِ خسروی کرد راه
۱۰ هزبرے که خود دستش اندر شکار | درون خواند تا پرسدش سرِّ کار
جوانمرد را بستہ بردند پیش | سلاح و سلب هم بر آئینِ خویش
سلاحش بفرمود تا بر کشند | زره از تن و خودش از سر کشند
کشادند چون پوششِ ابر فام | بزیرش چہ بینند ماهی تمام
بهشتی وشے رشکِ غلمان و حور | که در روے نظر خیره گشتی ز نور
۱۵ فریبنده بازی گرے چون پری | پری را دادش داده در دلبری
ز زنجیرِ زلفِ سمن سا ے خویش | خود افگند زنجیر در پاے خویش

۱۳- ق۱: دیدند

بناگوشش از برگِ گل تازه تر ‏ ‏ ‏ ‏ رُخ از مشتریِ عالی آوازه تر

چو باغِ شگفته بفصلِ بہار ‏ ‏ ‏ ‏ پُر از لاله و سوسن و سیب و نار

غزالے زہر غمزه شیراَفگنے ‏ ‏ ‏ ‏ ازیں شوخ چشمے و چشمک زنے

سرانداز چشمے چو ترکانِ مست ‏ ‏ ‏ ‏ زہر غمزه دورباشے بدست

۵ کرشمه با غزالے خوں کردنش ‏ ‏ ‏ ‏ بسے بارِ خوں داده در گردنش

زہر خنده شورے برانگیخته ‏ ‏ ‏ ‏ زہر موئے جانے درآویخته

دہن تنگ و لبہائے یاقوت رنگ ‏ ‏ ‏ ‏ جہانِ نمک در نمکدانِ تنگ

سکندر نگه کرد چوں سوئے او ‏ ‏ ‏ ‏ فرو شد به نظّارهٔ روئے او

تماشای او دید و بیخویش گشت ‏ ‏ ‏ ‏ کش از بیش دیدن ہوس بیش گشت

۱۰ گه از بیخودی لعلِ خنداں گزید ‏ ‏ ‏ ‏ گه انگشتِ حیرت بدنداں گزید

عجب ماند از ان دلبری تا بدیر ‏ ‏ ‏ ‏ که آہو چگونه شد آں شرزه شیر

نه آہو غزالی چو خورشید بود ‏ ‏ ‏ ‏ که روشن تر از جامِ جمشید بود

چو دریافت سررشتهٔ عقل و ہوش ‏ ‏ ‏ ‏ طلب کرد گوہر ز گوہر فروش

بدو گفت کاے شمعِ خوبانِ چیں ‏ ‏ ‏ ‏ غلط گفته ام کافتابِ زمیں

۱۵ بگو تا کئی و نژادِ تو چیست ‏ ‏ ‏ ‏ بدیں نیکوئی کارسازِ تو کیست

اگر مردمی ایں حسن و زیب از کجاست ‏ ‏ ‏ ‏ بشاخِ گلت نار و سیب از کجاست

۹- س ل: او کرد ۱۴- ق۲: غلطی کنم ۱۵- س ل: اوستاد

دگر زن شدی زن چنین گر بود | که از تابِ او شیر در خوے بود
هزار آفریں بر چناں مادرے | کزو زاده شد چوں تو نیک اخترے
ببوسیدنِ مسندِ خسرواں | بنفشه شد آزاد سروِ جواں
پس از پسته لختے شکر خند کرد | بساطِ دعا را پر از قند کرد
۵ که شاها سرت زیورِ تاج باد | فلک از تختِ تو معراج باد
به فیروزی اقبالت آراسته | ز سهمِ تو جانِ عدو کاسته
ز من ماجرائے که درخواستی | جوابے ندانم به از راستی
من آں نازنیں سروِ نو خاستم | که در خاکِ چیں قامت آراستم
پدر داشتم چوں دلاور نهنگ | یگانه بچندیں هنرهاے جنگ
۱۰ به پیکانِ چوں موے خارا شگاف | ندیده کسے پشتِ او در مصاف
بر آں دست بُردی که گاهِ نبرد | یکے صد کند زورِ بازوے مرد
ز نرینه نه بودش چو فرزند هیچ | به تعلیم گوشش مرا داد پیچ
چنانم در آموخت آئینِ کار | که چوں من نه شد دیگرے کامگار
بر زمے که شد پیشِ همتاے خویش | مرا بُرد بهرِ تماشاے خویش
۱۵ چناں کردم اوّل تماشاے اُو | که احسنت نگه داشتم جاے اُو
طریقے گزو در نظر داشتم | یکے را ز صد بهره برداشتم

---

۱۳ - ق دس۲: برمن

زبس چیره کرد از دلیر افگنی   چو من آهوے را بشیر افگنی

به اندرز فرمود کاے نیک بخت   ترا جلوه گه رخش زیبد نه تخت

تو مردی نه زن تا ز وسواسِ دیو   بجوے نناں برنیاری غریو

بجاے که باشند مردان دلیر   دلاور تر از نر بود ماده شیر

۵ گرت خواستگار آید از همسرے   ق   اگر شاه باشد اگر چاکرے

نخواهم که ناکرده دست آزمائے   کنی گوهرِ خویش را دست سائے

کسے کت بمردی زبون آورد   به تزویجِ خویشت درون آورد

من از پندِ آں کاردانِ کهن   جز از شیر مردے نگفتم سخن

چو او رفت دورانِ روشن گزاشت   هنرهاے میراث بر من گزاشت

۱۰ بسا نامور کز تمناے من   بچالش گری گشت همتاے من

غرورش چناں کرد با خاک جفت   کز آسیبِ همخوابه در خاک خفت

کسے بر من از کینه زخمے نه ریخت   وگر ریخت یا کشته شد یا گریخت

ملک نیز دیدست در رزمگاه   که از چند تارک ربودم کلاه

تو خود چوں به پیکارِ من تاختی   کمندم بگردن در انداختی

۱۵ چناں بانگ زد بر من اقبالِ خاص   که جز جاں سپردن ندیدم خلاص

مرا این سپهر فرخنده بختی ست نیز   که گشتم چو تو خسروے را کنیز

---

۴ - ق وشل: شیراں

چو پیدا پدر بود با گوهرم | ق | که بندندهٔ من بود شوهرم
کنون کایزد آن در بسلکِ تو بست | | بسلکِ دگر چون تواند نشست
اگر در خورم خاص کن در نظر | | وگرنه به تیغم ببُرّ از سر
وگر گرد راے تو زین تن گریز | | دگر کس نه بیند مگر تیغِ تیز
۵ درین چاره خاقان بسے پی فشرد | | میسّر نشد با منش دست برد
چو روزی ترا بود حلواے من | | که یارد که گردد شکر خاے من
هر آن لقمه کش روزی دارد گاز | | زر روزی خوران کر توان داشت باز
چه خوش گفت دانا که دیرینه بود | | که کس روزئ کس نیارد ربود
اگر چند کوشد نگهبانِ باغ | | خورد عاقبت میوه کنجشک و زاغ
۱۰ بسا جوزه کز باز بودش خلاص | | بمهمانی گربه شب گشت خاص
سکندر که هم دید نخستن نگاه | | تمنّاے دل برده بودش ز راه
برون داد با ماهِ ناکاسته | | جوابے بصد پوزش آراسته
که اے نازنین میهمانِ عزیز | | ز رُخ میزبانِ دلم گشته نیز
برینگونه کار است یزدان ترا | | چرا دل نه خواهد بصد جان ترا
۱۵ نکوئی و چندین هنر در برت | | که یارد خریدن بجز اسکندرت
به کدبانوی در شبستان گراے | | که روے ترا بنده شد کدخداے

۱ - س۲: گیرنده - ۷ - ق۲: که روزی کس چوان توان داشت باز
۹ - س۱: باشد - ۱۰ - س۱: باشد

بگفت این و فرمود تا میهمان | شد از بارگه سوی خرگه روان

صراحی طلب کرد و در می نشست | صنم ساقی و شاه ساقی پرست

کسی را که ساقی چنان مه بود | گر از می عنان تابد ابله بود

چو گردنده شد چند دور شراب | خرد خفت و رغبت در آمد بخواب

۵ صنم غمزه‌ها را در افسون فگند | طلسم خود از پرده بیرون فگند

بر آهنگ رامش طلب کرد چنگ | بجادوگری در بر آورد تنگ

زهی زد که چون جابسی ساز دلکشا | شود زنده بیهوش و مرده بهوش

چو زان نغمه شد شاه را گوش تر | دران بیهشی گشت بیهوش تر

هزار آفرین کرد بر کردگار | که داند بدین گونه بستن نگار

۱۰ چنان گشت دلدادهٔ آن پری | که می داشت خود را بافسونگری

همه شب بافسون آن خوش نوا | همی کرد اندوه دل را دوا

چنان دل سوی عیش رامش نمود | که رغبت سوی خوابگاهش نمود

چنان ماند بر روی گل ناشکیب | که یادش نیاید ز خرما و سیب

نصیبش ز چندان بساط هوس | نشاطی و نظاره‌ای بود و بس

۱۵ بیا ساقی آن بادهٔ تلخ دام | که شیرینی عیش ریزد بکام

بده تا بشیرینی آرم به کار | که تلخی بسی دیدم از روزگار

---

۱۵ - س ا: خام

بیا مطربا برکش آوازِ تر | دماغِ مرا تر کن از سازِ تر
روان کن که خشک ست رودِ رباب | ازان دست چون ابرِ بارانِ آب

در فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خشم که لذتِ کاظمین الغیظ به کام رساند و ستایشِ حمولات که زبون نفس گشته مهار نشوند و چون ناقهٔ صالح از سنگ نه جنبد

۵

زدولابِ چرخ آن کسان است آب | که آسان نیاید زند در خون شتاب
چو دشمن زبون گردد احسان کنند | بقدرت جوانمردیِ جان کنند
۱۰ چو مجرم بخواری شود عذرخواه | برحمت کشند آستین بر گناه
توانا چو پیشِ تو شد ناتوان | مزن گرچه دشمن بود ناتوان
کرم کن چو دستِ تو بالاترست | که بخشایش از خشم والاترست
بگاهِ گُنه غصه را خسته بند | که خود بی گنه ایمن ست از گزند
تو امروز آن کن چو سود ارود | که بپسندی ار بر تو فردا رود
۱۵ به آمرزشِ مجرمان کن شعار | گر امید داری به آمرزگار
ترا چون زیزدان بزرگی عطاست | بتعجیل رسمِ سیاست خطاست

---

۱۲ - ق۲: زیبا - ۱۶ - س: کردن

گر اوّل توقف کنی در قصاص | توان کشتن آن را که ندهی خلاص
ولیکن چو قالب پراگنده گشت | نیارد بفرمانِ تو زنده گشت
چو از هم شد این خاکِ رنگین دو چیت | نگردد سفالِ شکسته درست
نگه کن که تا مادرِ مهرسنج | بر آن طفلِ خود چند بردست رنج
۵ که جلّادِ خونی بیک تیغِ تیز | برآرد بیک لحظه زو رستخیز
کجا دید قصّاب رنجِ شبان | تبرزن چه داند غمِ باغبان
چه باید بود از کس ای کینه‌ساز | متاعی که دیدن نیاریش باز
چه باید چنان پیکری خواستن | که نتوان ازو موی آراستن
درختی که عمری برآید بلند | توان در یکی لحظه از بیخ کند
۱۰ مگو مرد صد کشتم اندر نبرد | یکی زنده کن تات خوانند مرد
چو بر خود نداری روا نشتری | مکش تیغ بر گردنِ دیگری
نسوزد کسی را تپِ دیگران | مگر پشتِ دستی که ساید بر آن
بهر جانور زخمِ جانی مزن | چه جانی که خود تا توانی مزن
مکوش اندر آن کز تنی خون رود | که جان باز ناید چو بیرون رود
۱۵ بخون ریز خلقی مشو فتنه دوست | ترا نیز خونیست آخر به پوست
برزم آن کسی را شمر گرم خیز | که با همستیزی شود درستیز

۵ - ق د س ل: بشمشیر تیز، - ق ۲: دادن ۸ - ق ۱: کاستن ۱۶ - ق ۲: باهمچو شیری شود در ستیز
۱۶ - س ۱: که با شیر شرزه کند رستخیز

زبون گشته را تیغ و خنجر زدن — بود بر رگِ مرده نشتر زدن
بدنبالِ آهو چه پوئی چو تیر — اگر شیر مردی پئے شیر گیر
که عزت از خصمِ خوارت نمود — چو شد خوار اگر خشم رانی چه سود
عزیزان که خشمِ ذلیلان خورند — شتر وار خارِ مغیلان خورند
۵ اگر چند مکرم بود غصه سنج — بدان گر فزون خوردن آمد برنج
اگر خنجر آشامد و دورباش — گلوی مشعبد نیابد خراش
چو مرد از هنر هست مطلق عنان — نترسد ز بخشایشِ دشمنان
چو مارے به بند آورد مارگیر — نوازد چنین خونئے را بشیر
تحمل بهنگامِ صفرا خوش ست — که صفرا برون ریختن ناخوش ست
۱۰ بلطف ار نگهے کوشش کائی تباب — چو آتش نگیرد چه حاجت به آب
بر آن نیکبختان هزار آفرین — که از افتادگان دور دارند کین
ز رستم فزون بود سهرابِ گرد — که درمانده را دست در خون نبرد
ستورے که در حمله پوید فراخ — بر افتاده زخمے نیارد ز شاخ
سگے کت بخوردن در آید شتاب — چو پیشش نشینی نشیند ز تاب
۱۵ ستور و سگے کو زبون هش بود — به از مردمے کو زبون کش بود
بر آن تیغ زن کو بود تیغ گیر — که زالی بود دستِ رستمی بر اسیر
چو در بند و زنجیر باشد ستے — زند گردنِ پهلوانے زنے

نه در شیر مان از دلیری ست شور | که با شیر زنجیری آید به زور
اسیرے که در بندت افگنده تر | چو آزاد گردی شود بنده تر
اگر صعوه را گذاری به کام | ازاں به که سیمرغ آری بدام
چو زر بخشی آید همیں حد زیست | بہ بیں حد بخشیدنِ جاں که چیست

۵ حکایتِ دو وزیر که یکی آتشِ خشمِ بادشاه را بدم تیز کرده و دیگری باآبِ دہاں فرو نشانده

یکے را از شاہانِ صاحب سریر | قوی دستے از دشمناں شد اسیر
به تدبیر گفت آنچه ہشیار تر | که دشمن بکشتن سزاوار تر
۱۰ چو دستوری از رائے دستور جُست | نه شد رخصتش بر سیاست درست
بر عزمِ دلِ فتنه زائے ہمه | سخن گفت بر عکسِ رائے ہمه
که در رسمِ شاہاں باُمید و بیم | قصاصِ عدو دشمنے شد قدیم
اگر خسروِ ایں حکم دارد رواں | بود خسرو ے چوں دگر خسرواں
وگر ز آفتے وارہاند سرے | نباشد ز شاہاں چو او دیگرے
۱۵ خردمند کیں داستاں یاد کرد | ملک را ز خوں کردن آزاد کرد
بدیں یک سگالش ہنجارِ کار | ہم ایں رسته گشت و ہم او رستگار

---

۷ ۔ م ا: ۔ ز دام ۔ ۱۴ ۔ س ۲: چو تو ۔ ۱۶ ۔ س ا: ہنگام

هزار آفرین بر چنان رهنمون — که پیش بزرگان نگوشد بخون

گرفتن سکندر سیمرغ خاقان را چون مرغ چینی وشکست افگندن در جناح او وصید را در چنگال گرفته سوی دستگاه شاهین بازشدن و آن را بحوصلهٔ فراخ فارغ البال گردانیدن و آزاد کردن

خجسته عمل راز این کارگاه — چنین پرده برد ارد از بارگاه

که اسکندر از بخت فیروز مند — چو آورد صیدی چنان در کمند

۱۰ بر دشمن لب عیش پرخنده داشت — بر ان زندگانی شب زنده داشت

چو زنگی شب دید روی سیاه — در آئینهٔ عالم آرای ماه

زد آئینهٔ ماه را بر زمین — بخندید ناگاه صبح از کمین

روان کرد شه تخت جمشید را — بمنزل ها گرد خورشید را

بجولان گه آمد صف آراسته — بکوشش چو خورشید شد خاسته

۱۵ وز ان سوی خاقان شوریده مغز — ز نا آمد فتح در پای لغز

همه شب نیاسوده جانش بتن — ز سودای گم گشتهٔ خویشتن

درین غم که تا کی شب آید بروز — که چون شمع خود را رهاند ز سوز

---

۱۷ - سا: - بود

بزد کوس و برپشتِ مرکب نشست | بصحرای رزم آمد از پویه مست
رسولی فرستاد بر شاهِ روم | که تنگ آمد از دستِ این مرز و بوم
چنین تا بکی صبحدم تا بشام | سپه در زره بارگی در لگام
دو تا گشت پشتِ هیونان زبار | فرومانده بازوی مردان زکار
۵ بخوردن بود سیری از شهد و شیر | خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر
دو تا گشت در کشتِ دهقان گیاه | گریزنده شد کاروانها ز راه
رعیت برون شد ولایت خراب | نه آسودگی ماند کس را نه خواب
زبردست چون سر در آرد بجنگ | سر زیردستان در آید بسنگ
چو آشوبِ شمشیر گیران بود | فرومانده را خانه ویران بود
۱۰ بجایی که کوشند پیلان بزور | غبارِ فنا جا برآید ز مور
دو توسن چو گیرند با هم ستیز | گیا را بود بر زمین رستخیز
تو ای تاجور کامدی در نبرد | بمردی کن این داوری نی بمرد
به پیکار اگر با منی کینه سنج | سپه را چه بیهوده داری برنج
چو کاری میانِ من و تست بس | چه جوییم فریاد و فریادرس
۱۵ بیا تا بهم دست بیرون کنیم | زره در خوی و تیغ در خون کنیم
بکوشیم تا بخششِ کردگار | کرا بر سر آرد سرانجامِ کار

---

۶ - ق دوم: تی - ۸ - دست یارد - ۱۳ - س: چون

زما هر دو تن هر که ماند بجای / بود بر سر رزم و چین کدخدای

چو نزد سکندر رسید این پیام / دران کامجوی دلش یافت کام

بر دل راند چوگانی خاص را / شتابنده شبرنگ رقاص را

سوی حرب گه تاخت با ساز جنگ / بر آنسان که نخچیر جوید پلنگ

۵ میانجی بخاقان خبر گفت باز / که اینک ز رزم آمد آن رزم ساز

دلش بود گرچه ز اندیشه پاک / ازان پیش دستی شد اندیشناک

ولیکن چو خود خوانده بودش به پیش / چگونه عنان تابد از گفت خویش

روان شد بجولان گری ساخته / ز رخت بقا خانه پرداخته

چو پیلان جنگی دران لعب گاه / درآمد به شطرنج بازی دو شاه

۱۰ نخست از کمان ناوک انداختند / ز یکدیگر آماج که ساختند

چو بودند هر دو هنرمند و چست / نیامد بر آماج تیری درست

ز ناوک سوی نیزه بردند دست / ز هر دو دران نیز موی نخست

بشمشیر گشتند دست آزمای / دران هم نشد قابل زخم سای

دو جنگی بدست آزمای شگرف / همه زندگانی درین کرده صرف

۱۵ چو کردند چندان که بود از هنر / نگشتند فیروز بر یکدگر

به نیروی بازوی پولاد لخت / دوال کمرها گرفتند سخت

۱- س ل: باشند۔ ۵- س ل: چین۔ ۶- گرچه بودست ۸- س ل: مغان

چو پیلان که خرطوم درهم زنند / به پیچید خرطوم را خم زنند
تباب و توان درهم آمیختند / قیامت ز یکدیگر انگیختند
بسی دست بازی نمودند سخت / دو جانب بجنبید بیخ درخت
هم آخر قوی دست شد شاهِ روم / زجا در ربودش چو نخلی ز موم
۵ فرس تاخت بازو برافراخته / ز بازو کسی را ستون ساخته
خروشش از صف و میان بابر شد / ز ترکانِ چینی تهی گشت صبر
در افتاد در قلبِ خاقان شکست / برآورد رومی به تاراج دست
سکندر بفرمود تا بیدریغ / سلاح افگنان را نرانند تیغ
به پیمانِ شه زینهاری کنند / بران زینهار استواری کنند
۱۰ وگر کس بمردی برابر شود / نگون شد گز تیغ بی سر شود
به نیرنگ و هنجار اسیرش کنند / چو در ناید آماجِ تیرش کنند
چو رائین بدینگونه دمساز گشت / سپه نامزد کرد و خود بازگشت
سرافراز گشته بکارِ جهان / بدام او فگنده شکارِ جهان
بفیروزی آمد سوی بارگاه / بفیروزه گون چرخ برزد کلاه
۱۵ بفرمود تا جامه داران براز / قراگندِ مهمان گشادند باز
گرامی یکی جامهٔ شاهوار ق / که نی پودِ او بود پیدا نه تار

۳- س۲: شاخ ۴- س۲: به آخر

پس از شستن شخص خورشید تاب — کشیدند بر روی چو برگ گلاب

چو گرد سواری ز تن دور شد — تن خاکی آیینهٔ نور شد

ملک دست بگرفت و بالاش خواند — هم زانوی بر سریرش نشاند

دلش داد و سوگندها خورد چند — که از جان او دور دارد گزند

۵ همه روز با برگ و ساز زندگی — همی کرد مهمان نوازندگی

چو آمد شب تیره مهمان روز — برافروخت مه شمع گیتی فروز

فلک میزبان وار از جیب پر — بدامان مهمان فرو ریخت دُر

بفرمود فرماندهٔ روم و شام — که مهمان کند سوی بستر خرام

جهاندار خاقان بیدار بخت — بخرگاه خواب آمد از اوج تخت

۱۰ بخواب خوش آسوده شد بی هراس — که بودش امان سکندر بپاس

چنین شب بسی خفت و دلشاد خفت — بامّید آزادی آزاد خفت

شب و روز با خسرو مهر توز — ز عشرت ندانست شب را بروز

سپاه سکندر بر آنسان که خواست — بغارت همی تاخت بر چپّ و راست

دران ره که یغما سر تاج بود — سپه تا دو هفته بتاراج بود

۱۵ همه لشکر چینی از بی سری — در آمد بزنهار اسکندری

گروهی خراشیدهٔ تیغ و تیر — گروهی بزنجیر خواری اسیر

۲- سں: زوے ۱۳- همه روز- ۱۴- م ق۲: ز روز

به بنگاهِ رومی گران تا گران | زمین شد ز بارِ غنیمت گران

ز بسیاریِ رخت و اسپ و شتر | دل و دیدهٔ مفلسان گشت پُر

کسی کو بخانه قماعے نداشت | نهانخانهٔ بے متاعے نداشت

زمین خیز چین چیزهای غریب | که دل را دهد قوت و جان را نصیب

۵ ز سیفور و دیبا و خز و حریر | ز کافور و عنبر ز مشک و عبیر

گرانمایه هاے ز غایت برون | بدیدار زیبا بقیمت فزون

زده توده بر توده در هر وطن | طرائف بخرمن جواهر بمن

نه سرمایه چنداں در آمد ببار | که دریابد آں را مهندس شمار

جداگانه گنجینهٔ شاهِ چین | که خم شد ازاں بار پشتِ زمین

۱۰ به گنجِ سکندر فرو ریختند | دو عالم بیک دیگر آمیختند

چو آهسته شد لشکر از ترکتاز | کسے را ببخشش نیامد نیاز

سکندر بهین روزے از بامداد | برادرنگ شد چون جم و کیقباد

ز فرخنده رایانِ فرخ بیان | برآراست بارے برسم کیان

ستادند فرماں بران رو برو | بزرگاں کشیدند صف سو بسو

۱۵ خروشِ رقیبان برآمد بماه | زمین سای شد خسروان را کلاه

چو گشت انجمن ز انجم آراسته | فروزنده شد ماهِ ناکاسته

---

۱۵ - ق دس ل: نقیبان

طلب کرد خاقانِ آفاق را — گره باز کرد ابروی طاق را

چو آمد بر او زنگِ دلاش چست — دو سرو از یکی بیخ شمشاد رست

بفرمود تا هر چه در رزمِ کین — غنیمت بدست آمد از شاهِ چین

که دمه سوی بارگه آورند — کم و بیش در پیشِ شه آورند

۵ کسی کو کند رشته تابی نهان — رسن در گلویش برند از جهان

چو فرمانِ شه سوی لشکر رسید — غنیمت ز هر جانبی در رسید

ز کالای و از مردم و چارپای — بقدرِ سه فرسنگ پر گشت جای

چو ظاهر شد اسبابِ چین هر چه بود — اسیرانِ چین را طلب کرد زود

نوازشش ز غایت فزون کرد شان — رسن ها ز گردن برون کرد شان

۱۰ بفرمود تا لشکرِ بی قیاس — دهد رخت و کالا بکالا شناس

دویدند جویندگان تن به تن — طلبگارِ سرمایهٔ خویشتن

ز هر جانب از رختِ کالای خویش — بدست آوریدند کالای خویش

همه چینیان با همه برگ و ساز — بدرگاهِ شه میرسیدند باز

چو شد بر سرِ رختِ خود هر یکی — نشد هیچ ضایع مگر اندکی

۱۵ پژوهنده در پیشِ فرمانِ شاه — شد از خاصهٔ شاهِ چین عذرخواه

متاعی ز هر جنس بیش از شمار — ق که در دفتر آورد دفترنگار

---

۷ - س ا: جوهر - ۸ - ق و س ا: چو حاضر

بخاصانِ خاقان اشارت نمود | که بر هم نمط باز جوشیم زود
دو دیدند فرمان پذیران چو باد | نمط‌های گم گشته کردند یاد
جداگانه اسبابِ هر کارگاه | همه باز کردند از بارگاه
زرِ کان تلف شد بغارتگری | فزودندش از گنجِ اسکندری
۵ گر افسارِ از توسنی گشت گم | فرس بود تا دانِ آن بسته دم
چو زان مرد میهای مردم فریب | رمیده دلان را در آمد شکیب
جهاندار برخاست از جای خود | بتعظیم شد پیشِ همای خود
ز مهمان نوازی شمارش گرفت | نوازش کنان در کنارش گرفت
پس آنگه دهن چشمه نوش کرد | ز لعلِ خودش حلقه در گوش کرد
۱۰ بدو گفت کایمن شو ای تاجدار | که رامِ تو شد گردشِ روزگار
اگر ناگه از دورِ این سبز طاق | گرفتار شد اخترت در محاق
مه و خور که نوریست پیوستشان | گرفتاریِ عاقبت هست شان
دگر روشنان را که بینی جمال | هم ایمن نیند از هبوط و زوال
کسی را در آفاق صورت مبند | که دریابد آسایشِ بی گزند
۱۵ جفا گر چه بی سیرِ افلاک نیست | چو من مشتری باشمت باک نیست
زمانه که دادت چنین پایه نغز | درین تعبیه بازئی داشت نغز

---

۲. نسخ ۲: برحکم خط. ۷. نسخ ا و ۲: خویشش

که از کین بهرت رهائی دهد — به او رنگ مات آشنائی دهد

زمین دور بود گر این داوری — ترا گر شدی با من این یاوری

بسا کار سرکش و بد شواری ست — چو بینی ز دولت بر و یاری ست

کجا باز داند چو شد پای بست — که خواهد بر دست سلطان نشست

۵ چو بسته شود پیل ترسد ز مات — نداند که روغن خورد یا نبات

دو روزی که آزردی از بخت خود — بپاداش او یافتی تخت خود

چو من چین گشادم ز ابروی کین — مبارک ز سر بادت اقلیم چین

بگفت این و فرمود کارند پیش — سلبهای شاهانه ز اندازه بیش

گرانمایهائی که شایان بود — ق — سزاوار کشور خدایان بود

۱۰ بیک چشم زد خازن گرم خیز — جهان در جهان گرد گنجینه ریز

چو شد دید جمع آنچه بایسته بود — روان کرد جای که شایسته بود

بخاقان یکی تاج زرین سپرد — که خورشید از آن روشنی رشک برد

ز گوهر مکلل یکی تخت عاج — بهای دو اقلیم چین را خراج

سزاوار این پایه گنج شگرف — که عمری در اندوختنش گشت صرف

۱۵ تکاور هزار اسپ تازی نژاد — بپای دوان دست برده ز باد

---

۱۱ - ق: چو شد جمع دید - ۱۱ - س: چو شد جمع گرد آنچه شایسته بود

۱۱ - س ل: بایسته بود



هزارِ دگر اشترِ سرخ موی ‌ ‌ ‌ سبق بُرده ز اندیشهٔ گرم پوی

غلامانِ رومی و قبچاق و روس ‌ ‌ ‌ کنیزانِ آراسته چون عروس

ز جنسِ حبش خادمانِ سرای ‌ ‌ ‌ ملوّن سیاهانِ قیمت فزای

هزارے ز هر نوعِ زیبا و چیست ‌ ‌ ‌ که در حیرتِ آن خرد گشته ست

۵ همه پیشِ فرماندهٔ چین کشید ‌ ‌ ‌ سرش از رفعت به پروین کشید

بزرگانِ چین از پا تا بفرق ‌ ‌ ‌ ز خلعت میانِ گهر گرد غرق

خدایگانه بر هر گرامنایه ‌ ‌ ‌ کرم کرد بر قدرِ هر پایه

بفرمود تا پیشه‌ان عنبر و ناز ‌ ‌ ‌ رود میهمان جانبِ خانه باز

سپهدارِ چین زان نوازندگی ‌ ‌ ‌ ز سر یافت سرمایهٔ زندگی

۱۰ چنان گشت شرمندهٔ احسانِ خاص ‌ ‌ ‌ کزان بندگی خوش نبودش خلاص

فراوان دران بخشش بود رنج ‌ ‌ ‌ چه از بارِ منت چه از بارِ گنج

ز بس کاندران داوری شاد شد ‌ ‌ ‌ دلش صید گشت ار تن آزاد شد

ز بخشایش و بخششِ بے شمار ‌ ‌ ‌ زبانش ز پوزش نمیکرد کار

بصد شرمناکی و خجلت گری ‌ ‌ ‌ بغلطید بر نطعِ اسکندری

۱۵ نوازنده را معذرت ساز کرد ‌ ‌ ‌ بشکرِ نوازش زبان باز کرد

سزا باد بر دارشِ ملکِ جم ‌ ‌ ‌ که ویران کند عالم آباد هم

۱- ق: هزاران

اگر بر دلے داغ داند نهاد — برو مرہمی ہم تواند نهاد

بہ چشم ارچہ تیزے ستاند زکس — بہ احسانش گنجے دہد باز پس

وگر ملکے از تاجدارے ربود — دو چندانش بخشد بہنگامِ جود

چو دشمن قوی شد زبون سازدش — دلی چون زبون کرد بنوازدش

۵ بسا راہ زن شیرِ مردم ربای — کہ گم گشتگان را بود رہنمای

نباشد چو تو شاہ در مہر و کین — بکوشش چنان و بہ بخشش چنین

کجا خسروے جز تو باشد چنان — کہ کوشد بہ جان بخشیِ دشمنان

دگر شاہ را در عدو سوختن — ز تو باید این بخشش آموختن

رہی کز تو در بندگی شاد گشت — کنون بندہ تر گشت کآزاد گشت

۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص — کہ تا روزِ محشر نیابم خلاص

چو بستی بقیدِ عطا گردنم — چہ حاجت رسن در گلو کردنم

ہر آن مرغ کآسودہ گشت از فراغ — دلش در قفس خوشتر آید زباغ

چو آہوے وحشی ز جو گشت رام — دگر آہوان را در آرد بدام

چو طاؤس در خانہ شد بوستان — دگر یاد نارد ز ہندوستان

۱۵ دگر تو بشاہی نخوانی مرا — یکے بندۂ خاص دانی مرا

ز بنیاد برکندہ بود اخترسرم — دگر رہ تو کردی نہال از سرم

---

۱۱ - م: بستنم ۱۵ - م: نگر تا بہ شاہی نخوانی مرا

درختی نشاندی به نیک اختری | که امید باشد گزان برخوری

ازین پس من و خونِ خصمانِ شاه | گز ایشان نه سر مانم و نی کلاه

کسی را که باشد چو من چاکری | بخصمش چه حاجت دگر لشکری

مخالف چو کین آورد شاد باش | حوالت به من کن تو آزاد باش

گرم زندگانی دهد کردگار | کنم روشن اخلاص با شهریار

چو زینگونه خاقانِ چین عذر خواست | بر آهنگِ رفتن عنان کرد راست

بپای سکندر بسی داد بوس | پس آنگه روان گشت با پیل و کوس

برآمد بفرخندگی هرمند | گراینده از بختِ فیروزمند

ز سر ملک را رایت افراز گشت | سوی دولت آبادِ چین باز گشت

سکندر بفرمود تا مهتران | ز فرمان روایان و فرمان بران

بتعظیم دیباچهٔ شاهیش | گرایند لختی بهمراهیش

کسی کین کرم دید یا خود شنید | تعجب کنان لب بدندان گزید

چو زان ناحیت حاصل آمد فراغ | شد از مشکِ چین خلق مشکین دماغ

ستوده جهان‌داورِ نیکنام | بنامِ نکو کرد انجا خرام

تزلزل در اقلیمِ دیگر فگند | گهی تاج بربود گه سر فگند

چو در ملک قادر بود پادشاه | گهی سر زند گاه بخشد کلاه

---

۸ - س ۲: نوازنده - ۱۰ - س ۲: گذاران - ۱۳ - س ۲: خاک چین

چو ابرست فرماندهٔ کامیاب — که بارد گهی آتش و گاه آب

بیا ساقی آن شربت خوشگوار — کزو بزم گردد چو خرّم بهار

بده تا چو در تن در آرد توان — گل زرد من زو شود ارغوان

بیا مطرب اسباب می کن تمام — بدان ارغنون ساز طنبور نام

۵ که گر چون عروسانش در بر نهی — مئی پر دهد از کدوئی تهی

نصیحت به قوی بازوان که زبردستان را بقوّت پنجه نگاهدارند و مجروحی که خونابهٔ او از خستگی بیرون تراود بر جراحت آن از سر لطف مرهم نهند

کسی کو به گیتی بود هوشمند — نیابد ز آسیب گیتی گزند

۱۰ باندیشهٔ بنیاد کارے کند — کزان خویشتن را حصارے کند

به بیغولهٔ در کند جاے خویش — که دارد در پاس کالاے خویش

گرش نیست کارے ز پیوستگان — گرفتی برو نیست از خستگان

ولیکن گرش قومے اندر پی است — بهر نیک و بد عهد شان بر وی است

چو صد سر ترا سائیت زیر پاست — بسختی سر خویش گیری خطاست

۱۵ غم دیگران خور چو دستیت هست — غم خویشتن خود خورد هر که هست

۱- س ۲: ببارد - ۱۲- ق ۱: نوجه - ۱۴ ایضاً س: بجمعے

بزرگی کسی را دهد دستگاه — که دارد پناهنده را پناه

نه زان مایگان کمتری در شمار — که بر خوردگان سازد از بر حصار

بزرگان که کهتر نوازی کنند — نه رسم بزرگی ببازی کنند

سر مردم بهتری کردن است — چو نبود سری بار بر گردن است

۵ ولیکن سران تواں کرد فرد — که با زیردستان بود پای مرد

کسی بر سر خلق زیبد امیر — که افتادگان را بود دستگیر

شرف کردن مردم از مردمی ست — وگرنه همه آدمی آدمی ست

شد از بوی خوش نافهٔ مشک دوست — وگرنه فراوان بود خون و پوست

به تنها نه باشد کسی سرفراز — سر آن شد که باشد رعیت نواز

۱۰ بزرگی کز و خورد بی سر دون شود — وگر خود فریدون بود دون شود

عقابی که از بی پری شد زبون — ستونه کند لیک هم بر ستون

بر رنگ ار چه طاوس باغی بود — گرش دم بریزد کلاغی بود

پلنگی که بشکست پایش به سنگ — سرش را بر فتن نماند درنگ

پرستارکش خدمتت کردنی ست — ترا نیز تیمار او خوردنی ست

۱۵ ز سر گرچه پا زیر بار اندر ست — چو می بنگری بار پا بر سر ست

بود پا بجا تا بود سر بجای — چو سر نیست پا اندر آید ز جای

۱- ق۲: که آرد - ایضاً- م. پناهنده را در پناه ۹- م۲: شه آن شد ۱۰- ق۲: دگرچون

مبین در خر و بارِ بسیار راد | تو بر گردنِ خواجران بارِ راد
چو پشتِ شتر گردد از کژنگار | دلِ ساربان را کند خارخار
ز روی خرد مهتران را پسند | که از کهتران باز دارد گزند
گر از فتنه یک پایه نی بیشه نیست | چو داور قوی باشد اندیشه نیست
۵ اگر میش در شهرِ گرگان بود | نرنجد چو زانِ بزرگان بود
چو سرسبزیِ خواجه باشد بجای | چه اندیشه از دشمنِ سبز پای
سگی خورد را دان شبانی بزرگ | که بزغاله را وارهاند ز گرگ
جهانداری آن را مسلّم بود | کز و رخنهٔ فتنه محکم بود
بهنگامِ فتنه مکن بی‌غمی | که باشد سرانجامِ او درهمی
۱۰ چراغی که در خرمنی بر کنی | بکش ورنه خرمن در آن سر کنی
چو سیلابِ تند آید از برزنی | ز سوراخِ موری کند روزنی
بغوغاء و شور ابلهان خوش بوند | دلی کاردانان مشوّش بوند
دهل کاردش نوبتی در نفیر | بود شادیِ کودک و رنجِ پیر
مکن تکیه بر خاطرِ هوشمند | که زیرک‌تر از تست چرخِ بلند
۱۵ بود پاسبان گرچه بیدارتر | همه حال از دزد هشیارتر
ز جورِ جهان گر توئی تنگ خوی | جهان کارِ خود کی گذارد بگوی

۳- س ۱: کنند - ۷- س ۲: بزغاله‌ها را

غنی کو بغارت به بندد میان　　دران نعمت خویش بیند زیان

بداندیش کو با تو بد میکند　　زیانت از پئے سود خود میکند

کدیور ز باغ ار بدزدد ترنج　　ز بے نانیش مرده باید به کنج

کهن گرگ ناشاد از خون میش　　بود بیگمان تشنهٔ خون خویش

چنان باید اندر جهان زیستن　　که از فتنه ایمن توان زیستن

اگر بر سر کهتران سروری　　حمایت قوی دار تا بر خوری

چو خوش خسپد اندر پناهت کسے　　بدان خواب تو نیز خسپی بسے

دگر کهتری در پناہے گریز　　که هنگام خفتن نگوید که خیز

ز دهر زبون گیر چون آگهی　　رهانندهٔ جوے تا وا رهی

حکایت فریاد کردن اشتر دهان بسته و بفریاد رسیدن موش بر سر وقت او

شنگرف اشترے را بهنگام گشت　　نگه کرد موشے به پہنائے دشت

بدو گفت کاے رهرو بردبار　　رسن چیست کن چون گسستی مهار

کمیں ہاست اینجا بسے ز آسمان　　از آن کسے شو که یابی امان

شتر بانگ بر زد که خاموش کن　　بمقدار خود گفت باید سخن

وجود تو زینگونه خورد و حقیر　　مشو با بزرگے چو من خرده گیر

شتر چون نکرد آن نصیحت بگوش | دکان بست موش نصیحت فروش

بسوراخ رفت این عبار افگنان | شد او سوی دیگر مهار افگنان

بهر شاخ خاری که شد سرفراز | بلا را همی داد رشتهٔ دراز

همی گشت شاخ افگن و خارکن | که پیچیده گشتش بشاخی رسن

۵ دو روز و دو شب ماند بیهوش و تاب | اجل را همی دید هر دم بخواب

چو دل را ز بونی بریش آمدش | نصیحتگر رفته پیش آمدش

بدو گفت چونی و زان کهٔ | بدین چاشنی میهمان کهٔ

شتر گفت دریاب کان تو ام | بنزل کرم میهمان تو ام

به ار بندهٔ خویش خوانی مرا | ازین بندگی وارهانی مرا

۱۰ چو عجزش چنان دید چاره سگال | بعاجز رهائی بریدش ز دال

درین ره که در سر کلاهی ترست | پناهندهٔ بی پناهی ترست

عزیمت کردن سکندر سوی دیولاخ یاجوج و ماجوج و بعض را به تیغ کوه‌شگاف در غار کشتن و در آن رخنه بلا را از آهن گران سنگ و خشت پولاد بستن

۱۵

گزارشگر نقش دیرینه ساز | چنان بندد این پرنیان طراز

---

۴ ـ س: بخاری ۹ ـ ق: کی ـ ۱۶ ـ ق، م، س: نقش

که چون چیره شد کار فرمای روم | بمشرق درون بر بسے مرز بوم
ازان دل که دولت سگال آمدش | عزیمت بسوے شمال آمدش
گرفت آن طرف نیز یکسر بزور | بدریاے خزران در افگند شور
ز طاعات بالانیان تاج داد | سر روسیان را بتاراج داد
۵ چو بر عرصهٔ روشنی دست یافت | بتاریکیِ آبِ حیوان شتافت
چو زان چشمهٔ عمر لب تشنه ماند | جنیبت ز ظلمات بیرون جهاند
سوے چشمه از روشنی کرد روی | به بے آبی از خویشتن دست شوی
سخنگوے پیشینه جادوے پیش | که جادوگری کرد زاندازه بیش
بشرحیکه بست این ورق را طراز | ازین بیش بیرون نیفگند راز
۱۰ چو زین نکته راهِ معانی کشاد | نم از چشمهٔ زندگانی کشاد
ازان چشمه کو ماسیاهی گزاشت | گهر بسته در گوشِ ماهی گزاشت
چو نگذاشت او مے بشیشه درون | من از شیشه شویم چه آید برون
چو تاراج شد زلّه بر خوانِ میر | من از ریزه چینی ندارم گزیر
چو دهقان کند خرمن از دانه پاک | بود عاقبت قوتِ موران بخاک
۱۵ گل از بوستان باده نوشان برند | خس و خار هیزم فروشان برند
چو آمد جهاندار دریا درون | ز تاریکیِ آبِ حیوان برون

۹- ق ا: نگار - ایضاً - ق ا: بار ۱۰- س ا: زین گونه

دران ره که نطعی نه هموار داشت — سپه از روش رنج بسیار داشت

ز کوه و در و بیشهٔ سنگلاخ — سم بادپایان شده شاخ شاخ

علف را چنان بر عدم شد برات — که نایاب شد نان چو آب حیات

فراخی ز مطبخ برون برد رنگ — ز تنگی دل همگنان گشت تنگ

۵ کسی را که صد گنج و دینار بود — شکم خالی و دل گرانبار بود

بجای که باید شکم کرد پُر — یکی دانه جو به ز انبار دُر

توانگر که ماتش جهانی بود — چو بینیش محتاج نانی بود

چو بی توشگی در تن آرد شکست — توانا تری را کند زیر دست

اگر آدمی پادشا یا رهی ست — دلش پرمدار گر تهیگه تهی ست

۱۰ بمجلس می و میوه حالی بود — قدح بشکن ار شیشه خالی بود

دل شاه رنج از همه بیش داشت — که بار همه بر دل خویش داشت

از ان غم که کارش بسختی فتاد — رهانندهٔ خویش را کرد یاد

شبی شد ز هم صحبتان گوشه گیر — به پوزش گری پیش پوزش پذیر

بخواهش نظر سوی بخشنده داشت — شب بندگی را بجان زنده داشت

۱۵ چو با منعم خود بسی راز گفت — سر رشته پدیدار گشت از نهفت

سکندر نشسته چو بی توشه — که دادش ز انگور نو خوشه

---

۱۰ - ق :- کاسه

بدو گفت کآزاد باش از گزند — که بر دوشت دولت ز کارِ تو بند
زبارانِ اشکی که چشمت گشاد — بری داد زینگونه شاخِ مراد
نهادی چو در چشمهٔ عمر روی — شدی آب نادیده زو دست شوی
بسی رنج دیدی به پویندگی — بسی حیله کردی به جویندگی
۵ خدای که در کارگاهِ مراد — نکردست رنجِ کسی را بباد
چو بر قسمت رزق پروانه داد — بپاداش آن آیت این دانه داد
گرت چاشنی بخشد این سلسبیل — کنی چشمهٔ زندگانی سبیل
یکی خضر زان چشمه شد زنده نام — تو زین عالمی زنده گردان تمام
همه عمرت این توشه یاری رس است — ترا و همه لشکرت را بس است
۱۰ صلا ده برین میوه هر جا که هست — که هم نقل و هم باده داری بدست
درونِ تن این تحفهٔ جان نواز — بود تا بیک سال مهمان نواز
نه از خوردنش باشد این دانه فرد — نه سالی خورش جوید آن کس که خورد
تنومند را تازه گردد روان — توانا شود مردمِ ناتوان
ولی چون سپه یافت خورسندیی — در آید بدلها تنومندیی
۱۵ چنانست فرمانِ یزدانِ پاک — که ساکن نمانی درین تیره خاک
ازین جا بجنبی چو دریای آب — سوی کوهِ یاجوج رانی شتاب

---

۳ - ناخورد - ایضاً ق: نادیده و دست شو - ۵ - س۲: نداد هست

جهاندار از آن روزیِ بیقیاس　　　بسے گفت روزی رسان را سپاس

چو خورشید رخشنده بنمود تاج　　　بر آمد چو خورشید بر تختِ عاج

بر آئینِ اسکندری داد بار　　　بر افگنده پرده ز در پرده دار

بفرمود تا مردم از خاص و عام　　　ز لشکر کند سوے خرگه خرام

۵ نوای نوازش بصحرا رسید　　　طلبگارِ گوهر بدریا رسید

بدرگاه راند آدمی فوج فوج　　　سپاهے چو دریا در آمد بموج

زمین زان نویدے که خوش کرد گوش　　　چو صحرای محشر در آمد به جوش

کسے کامد از پیر و برنا بخورد　　　بدستِ خودش دانه می سپرد

بدان دانه خلقِ شکم سوخته　　　شتابان چو گنجشکِ آموخته

۱۰ کسے را که نوبت رسیدے فراز　　　ربودے ز مخدومِ کهتر نواز

بدر دیزهٔ نفسِ دوزخ سرشت　　　سپردے بدوزخ نشانِ بهشت

ز پژمردگی زنده گشتے تنش　　　چو شمعے که افزون کند روغنش

جهاندار تا هفت روزِ تمام　　　بدان دانه آورد دلها بدام

سپه را که در ناله دوای بود　　　شکم پر شد و خوشه بر جاے بود

۱۵ چو لشکر همه سیر گشت از خورش　　　گرفت از غذا سینه‌ها پرورش

ز آرامشِ معده دل شاد گشت　　　ز دامِ شکم گردن آزاد گشت

---

۴ - س ۲ : صحرا ۵ - س ۱ : ندای - ۱۲ - س : زنده کند

شہِ مہرباں طبع - پاکیزہ خوے | بہ تیمارِ درماندگاں کرد روے
بفرمود تا مردم و چارپاے | کہ از ماندگی ماندہ باشد بجاے
خراماں و آہستہ زیں مرز بوم | گرایند منزل بمنزل بروم
خود از کوچگہ کرّہ بیروں جہاند | جریدہ سوے کوہِ یاجوج راند
۵ بدشت و بیابان و کوہ و درہ | بہنجار می شد سپہ یک سرہ
دراں رہ کہ شد نرخ صد جاں پشیز | خضر پیشرو بود و الیاس نیز
پس از چار ماہہ گزندِ سفر | کشیدند در کوہِ یاجوج سر
چہ بینند محنت ستانے درشت | کہ بینندہ را زود تا گشت پشت
زمینے زرد و نرخ غم انگیز تر | گلش خار و خار از سناں تیز تر
۱۰ علم بردہ کوہے برادجِ میغ | ز ابرِ سیہ آب دادہ بہ تیغ
سر انداز دا ز تیغ گاہِ ستیز | کلہ می ربود از سر آں تیغِ تیز
بہر کوہ و غارے چو دریاے ژرف | بہر غار دراژدہاے شگرف
چناں خاک دانِ عفونت سرشت | شد از موکبِ خسروے چوں بہشت
چو شاہ اندراں وادی پے فشرد | علم بر درِ غارِ یاجوج برد
۱۵ بفرمود تا خیمہ ہر گروہ | بدوزند دامن بدامانِ کوہ
برآورد دہلیز و برزد سریر | از انجا بقدرِ دو پرتاب تیر

---

۷ - س ۲: کوج ۸ - س ۱: چہ دیدند ۱۳ - س و ق ۱: عقوبت

خبر شد باقصاے آں مرز و بوم   که بگذشت بر کوه دریای روم

نواحی نشیں مردمِ آں دیار   ق   که بودند پنهاں بهر کنج و غار

ز یاجوجِ وحشی بجاں آمده   ز بیدادِ شاں در فغاں آمده

چو دیدند کامد پدید از نوی   ستم دیده را داد بخشے قوی

۵ ازاں گوشه گیری براه آمدند   تظلم کناں پیشِ شه آمدند

بفریاد گفتند کاے دستگیر   ز بیدادِ یاجوجِ ظالم نفیر

بروں می گرایند ازیں تنگنائے   به تندی چو گرگانِ مردم ربائے

بچنگالِ شاں هرچه افتد کم ست   اگر چارپایست و گر مردم ست

که یارد که شاں را کند رخنه سخت   جز اقبالِ فرماندهِ تاج و تخت

۱۰ مگر بختِ بیدارت آرد شتاب   که آں فتنه را چشم بندد بخواب

چنیں کار نبود به بازوے کس   جز اندازهٔ بازوے تست و بس

به سیماے تست ایں سعادت پدید   که سدّے بر ایں در توانی کشید

بسے زیں نمط بازی انگیختند   سرشکے بزاری فرو ریختند

ز بس زار نالیدنِ آں گروه   ببانگِ صدا ناله می کرد کوه

۱۵ دل آزرده شد خسروِ روم را   نوازش بسے کرد مظلوم را

باُمید شاں کرد چوں تند رست   خبرهاے آں وحشیاں باز جست

۱- س۲: ازاں کوه ۱۰- چشم بندی- ۱۶- ق وس: باُمید چوں کرد شاں تند رست ایضاً- م: دل درست

که چونند و چندست مقدارِ شاں | چه ره دارد اندیشهٔ کارِ شاں
شناسندهٔ رازِ آں کارگاه | جبیں سود بر مفرشِ بارگاه
چو بر داشت سر زاں سر افگندگی | سخن گفت بر قدرِ دانندگی
که گیتی پناها جهاندار باش | شب و روز چوں بخت بیدار باش
۵ جهاں در پناهِ تو آسوده باد | بد اندیش ز اندیشه فرسوده باد
چراغِ جهاں را ز روی تو نور | دمِ سردِ خصم از چراغِ تو دور
ازاں دیو خویاں چه رانم سخن | که دیوانه گردد سپهرِ کهن
گروهی بهر سو چو دیواں بگشت | گره برده در تنگِ غولانِ دشت
فزوں از شمردن گروها گروه | چو ریگِ بیابان و خاشاکِ کوه
۱۰ مثل گر بدریا کنند آب خورد | بیکدم ز دریا بر آرند گرد
بهر سو که در پیش گیرند راه | نه گل ماند اندر زمیں نے گیاه
بکوتاه چشمی سگ جیفه جوے | بگوشِ دراز از خراں برده گوے
نه شرمی دو بینشِ دل نواز | دراں چشم کوتاه و گوشِ دراز
ته پا چو دامن فرو هشته گوش | نه زاں دامنے کو بود عیب پوش
۱۵ بهنگام خفتن بخسپند سیر | یکی گوش بالا و دیگر بزیر

۱ـ ق۱:ـ چونند ـ ایضاً س۱:ـ چونست ـ ۲ـ بر فرشِ آں
۱۴ـ س۲:ـ به آواز دارند چوں خر خروش
۱۵ـ س۲:ـ یکے گوش زیر

قباشان همان پست و جوشن همان ‏ حریرِ سر و حلّهٔ تن همان

شکن بر شکن چینِ ابروی شان ‏ کشان ریش تا زیرِ زانوی شان

گلیمی ز موی خشن بر وجود ‏ مژه زرد و رو سرخ و دیده کبود

برون آمده پشتِ شان چون گراز ‏ شکم پهن و پا خرد و ناخن دراز

۵ برهنه بیکدیگر آیند گرم ‏ ز فرزند و مادر ندارند شرم

ز بی دانشی همچو خرس و خروس ‏ بخواهر زنی گشته مادر عروس

بشهوت شب و روز با هم بکار ‏ نمیرد یکی تا نزاید هزار

دران کوهِ بی میوه و جای شوم ‏ که در وی همایون توان گفت بوم

نباشد چو چیزی دگر قوتِ شان ‏ بود بهترین طعمه خر قوت شان

۱۰ شهِ کاردان کان حکایت شنید ‏ عجب ماند لب را بدندان گزید

هوس گرم شد طبعِ جوشیده را ‏ که بیند تماشای پوشیده را

ز لشکر گزین کرد مردِ هزار ‏ شتابنده چون باد در وقتِ کار

ز گوران سبق برده هنگامِ گشت ‏ گرفته به تنگ آهوان از دشت

ز گرمی جهنده برابر چو برق ‏ ز سر تا به پا زیرِ فولاد غرق

۱۵ به پیکانِ چون موی خاراشگاف ‏ ندیده کسی پشتِ شان در مصاف

۱- بر- ۳- س: - گلیمی ز سر موی کشن بر وجود + مژه سرخ، رخ زرد، دیده کبود

۸- س۲: - همانرا توان

۱۴- ق و س۲: - قدم

چو شیرِ درنده بشمشیر و تیر | بمردی و مردافگنی بی‌نظیر

بفرمود تا هر همه یک سره | کمین ساختند از درونِ دره

بهر گوشهٔ غار پنهان شدند | بران فتنها فتنهٔ جان شدند

چو بکرِ فلک در عماری نشست | شبِ تیره در پرده داری نشست

۵ عروسانِ شب زیور آراستند | فلک را بگوهر برآراستند

فلک پرده زان لعبتان باز کرد | جهانبازیِ لعبت آغاز کرد

رسیدند بازی کنان فوج فوج | زد از دیو مردم همه دشت موج

چو طفلانِ همتاب بازی کنان | لب از آبِ بینی نمازی کنان

نشستند در زیرِ هر خاربن | بهم انجمن انجمن در سخن

۱۰ چو دیدند نخچیر سازان ز راه | که نخچیر بیرون زد از صیدگاه

کمانها کشیده بر آهنگِ کین | چو شیران برون تاختند از کمین

در ان وحش صحرا در آمیختند | گرفتند و کشتند و خون ریختند

بکشتند چندی به شمشیر و تیر | دگر زنده کردند لختی اسیر

ز چنگالِ آن قومِ بیباک نیز | فرو شد فراوان جوانِ عزیز

۱۵ سراسیمه شد مرد از ان بدرگان | چو شیری که افتد میانِ سگان

برانگونه کندند پولاد را | که سنگینِ پولاد بنیاد را

---

۱ - نسخه ۲: - مردانگی - ۸ - س ۱: - بمهتاب ۱۵ - س ۱: - گشتند

بدنداں ہمہ حلقہاے زرہ | بُریدند یک یک گرہ بر گرہ
ہمہ شب ہزبرانِ جنگی بپاے | دراں فتنہ بودند دست آزماے
چو گلہاے سیّارگاں بُرد باد | پُر از سبزہ گشت ایں ہمایوں سواد
درخشندہ شد چشمۂ آفتاب | ز ہر سوے فتنہ برآمد ز خواب
۵ ز زنبورکِ مردِ کامل بزور | بز نبور خانہ در افتاد شور
بجوش آمدند آں سگاں صد ہزار | چو موراں ز سوراخ ماراں ز غار
برغبت شتابندہ سوے ہلاک | نہ از دشنہ ترس و نہ از نیزہ باک
رواں سوے شمشیر و خنجر بلاغ | چو پروانۂ کو زند بر چراغ
بہر حملہ صد دشت انگیختند | بہر مرد صد تن در آویختند
۱۰ یلانے کہ رستم نشاں آمدند | ازاں دیو بازی بجاں آمدند
باندازۂ زورِ بازوے مرد | نمودند با دیو مردم نبرد
ولیکن چو موجِ بلا بود سخت | بسیلابِ طوفاں در افتاد رخت
یکے تن کہ در پیشِ صد تن شود | اگر خود تہمتن بود زن شود
بسا بچۂ شیر بر روے خاک | کہ گردد ز غوغاے موراں ہلاک
۱۵ ز چنداں ہنر آزماے سرہ | چہل تن بروں آمدند از درہ
دگر حملہ خفتند بر نطعِ جنگ | ز آسیبِ دنداں و آزارِ چنگ

---

۷ - تیغ - ۸ - سرا :- دواں

ز پولاد پوشانِ خنجر گزار | درِ رخنه را گشت ز آهن حصار

گروهے گزاں در بروں تاختند | سرِ خویش در دستِ خود باختند

ز بس تیغ راندن چو آب روال | فرو ماند بازوے مرد از توال

ز خوں غرق شد گرچه کهسار و دشت | ز دریاے شاں قطرهٔ کم نه گشت

۵ زبوں گشت شه اندراں داوری | باندیشه جست از خرد یاوری

در آئینهٔ راے بسیار دید | نشد صورتِ چاره بر رو پدید

به آخر بر آں یافت خاطر قرار | که رخنه به آتش کنند استوار

بفرمود تا در گزرگاهِ تنگ | ره از چوب کردند محکم چو سنگ

بر افروختند آتشے تا سپهر | که از دودِ آں تیره شد ماه و مهر

۱۰ رقیباں نشاندند تا صبح و شام | فروزنده دارند آتش مدام

همه مردم و چارپا و سپاه | بماندند از آں آتش اندر پناه

چو دروازهٔ فتنه شد ناپدید | درِ چاره را یافت دولت کلید

جهاں بادشاه بر سریرِ کیاں | بر آمد بآئینِ فرّخ پیاں

بزرگانِ درگاه را بار داد | پناهنده را رونقِ کار داد

۱۵ اسیرانِ یاجوج را جست پیش | بدیدن هوس کرد ز اندازه بیش

دو دیدند جمعے ز نظّاره گاں | طلبگارِ آں آدمی خوارگاں

۱۔ بست ۔ ۲۔ بر دست ۔ ایضاً ۔ ق۲: ۔ خون ۔ ۱۵۔ س ا: ۔ خواند

رسن بسته بر شاه بردندشان | بخاصانِ درگه سپردندشان

سکندر ز نظارهٔ آن خیال | بحیرت همی شد ز حالی بحال

بفرمود کز مطبخ آرند خورد | ز بریانِ سرخ و ز حلوای زرد

فراوان فشاندند از ان جمله چیز | بدلداری میهمانِ عزیز

۵ چو آماده شد نزلِ مهمان تمام | دلِ میهمانان در آمد بدام

نمودند از انسان بخوردن شتاب | که آتش بخاشاک و تشنه به آب

نه چون سگ بخوردن ادب پیشهٔ | نه زان بستگی در دل اندیشهٔ

گه این روی آن را بناخن درید | گه او پشت این را بدندان گزید

چنان توانچه پُر ز چشم تهی | بخوردند چون چشم بر هم نهی

۱۰ بران گونه دندان زدند از توان | کزان آسیا آرد گشت استخوان

در آیینِ شان خلق نظارگی | بحیرت فرو ماند یکبارگی

چو نان خورده شد شاهِ مهمان نواز | بریحانِ می گشت شان جان نواز

بفرمود تا همچو گردابِ ژرف | نهادند پُر می تغاری شگرف

بدان آب کانش بر آرد ز مغز | نمودند رغبت حریفانِ نغز

۱۵ چنان درکشیدند بیباک و شرم | که بارانِ باریک در ریگِ گرم

چو در مغزشان باده در کار گشت | ز سر فتنهٔ خفته بیدار گشت

۲- م۱: - آن جمال

ازان بوم خوئی فرود آمدند / چو زاغ و زغن در سرود آمدند

نشستند باہم بگفت و شنید / زبانہا در خندہا را کلید

زمے ہر کلاغے شدہ بلبلے / فگندہ دران بوستان غلغلے

ملک با دلِ حکمت اندوختہ / دران تنگ چشمان نظر دوختہ

۵ بدشمن گزان گونہ بیچارہ بود / ہمہ روز مشغولِ نظّارہ بود

چو در سدِ اسکندری رفت مہر / بہ یاجوج بازی در آمد سپہر

فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ / چو اسکندرے موکب آراستہ

ہمہ شب ملک شیشۂ می بچنگ / ہمہ ریخت گوہر بہ آوازِ چنگ

بہر جرعہ گنجینۂ مے فشاند / غبارے زہر سینۂ مے نشاند

۱۰ نوائے چکاوک زرود و رباب / ہمی کرد خون در رگِ زہرہ آب

کرشمہ کنان ساقیِ نیم مست / بہ خونریزِ مستان پیالہ بدست

چو می داد ساغر نشینندہ را / دل از دست می برد بینندہ را

ندیمانِ خوش طبع بیدار مغز / غزل خوان شدہ بر نمطہای نغز

ازان بلبلانِ خوش و نغز گوے / شدہ بزم چون بوستان تازہ روے

۱۵ زبس شمع کان عالم افروز بود / شب تیرہ روشن تر از روز بود

چو اسپِ سحر زین شدہ ہفت پوش / بر آورد پولادِ رخشان بدوش

بکتہر جہاندار فیروزمند / بر اورنگِ شاہی بر آمد بلند

۱۶- م: - چو دشت سحر زین شدہ ہفت جوش

عنان داده دل را به نیک اختری | باندیشهٔ سدِّ اسکندری
بفرزانه فرمود کز هر دیار | مهیا کند جمله اسبابِ کار
ارسطوی دانا فرو ریخت گنج | بدین داوری گشت سرمایه سنج
بهای متاعی که بایست بود | بدامانِ جوینده دادند زود
۵ دویدند جویندگان سو بسوی | ز بهرِ مس و آهن و سرب روی
ز مس گر بخروار زر یافتند | خریدند چندان که دریافتند
نه آهن که آهن اگر بود ریم | چو آبِ روان می فشاندند سیم
دگر جای از روی باز آهنی | ق | شنیدند کانی و یا معدنی
چو آهن فشردند در سنگ پای | ربودند چون سنگِ آهن ربای
۱۰ ز بهرِ اساسِ بدانگونه سخت | کشیدند شش مه بدرگاه رخت
چو سازِ عمارت شد آراسته | ز دلها شد آن بار برخاسته
نشستند پولاد کارانِ ردم | که پولاد بر دستِ شان گشت موم
ز نالیدنِ پتک کر گشت گوش | ز سندان بعیوق بر شد خروش
دمی کو دمِ کوره را گرم کرد | نه آهن که الماس را نرم کرد
۱۵ بفارغدلی جابجا تن زدند | همه روز و شب خشتِ آهن زدند
چو در کورها پخته شد کارِ خشت | جهان سکهٔ گل بر آهن نبشت

۴- س ا :- بهارا - ۱۰- ق د س ا :- ز بهرِ اساسے - ۱۲- س :- بود ۱۳- ق ا :- بیل

خداوندِ فرماں بعزمِ درست | بہ بنیادِ سنجی میاں کرد چست
سپہ جست چشرے بانبوہ گرد | عزیمت بدروازۂ کوہ کرد
پس و پیش در کوششِ آمد گروہ | چپ و راست در کاوشِ افتاد کوہ
چناں تیشہ زد مردِ پولاد چنگ | کہ آتش بروں آمد از نافِ سنگ
۵ زبس کاہشِ سنگ را تاب داد | زتحت الثریٰ تیشہ را آب داد
زکاویدنِ سنگہا در شتاب | نخست آتش آمد بروں انگہ آب
زگرمیِ سنگ آں تشنے بود تیز | نشاباں تراز آب در آب خیز
چو آتش چناں دید پولاد را | کہ در آب حل کرد بنیاد را
بفرمود کاہن در آتش نہند | چو پولاد کز آتش آبش دہند
۱۰ اساسے کز انسان بہ تمکیں کنند | براں خشتِ پولاد سنگیں کنند
رسیدند بنیاد سنجاں چو باد | اساسے نہادند محکم نہاد
بہر روے فرشے کہ انگیختند | بر روے حل کردہ می ریختند
شگافے کہ در عرض و در طول بود | بجائے گلش روے محلول بود
نباشد از کم و بیش طرزے نداشت | چو پولاد یک لخت در زی نداشت
۱۵ نہانی بہ بیغولۂ آں اساس | دری برکشیدند عالی قیاس
گزے شصت در پنج از فراخیش ساز | صد و پنجہ اندر درازا دراز

۲- م :- سپہ بجمعیت - ۱۱- ق پولاد

یکی قفلِ شش پہلو انگیختند | بزنجیرِ دہ گز در آویختند

گزی ہشت کردہ کلیدش پدید | سہ گز چار دندان ہاے کلید

ہر آں طول و عرضے کہ درکار بود | باندازۂ خود گراں بار بود

چو سدِ سکندر شد آراستہ | شد آشوبِ خصم از میاں خاستہ

۵ سکندر ز توفیقِ کارے چناں ق | کہ برخاست از سینہ بارے چناں

دو روز و دو شب روے برخاک سود | خداوندِ خود را پرستش نمود

سیوم روز کاسکندرِ صبح گاہ ق | برآورد بر اوجِ گردوں کلاہ

جہاندار بر تختِ زر بار داد | بکوشندگاں گنجِ بسیار داد

کسانیکہ از بازوے چارہ سنج ق | بہ بنیادِ سنجی کشیدند رنج

۱۰ نمود از درِ برگِ سازندگی | بمقدارِ ہرکس نوازندگی

چو پاداشِ رنجِ کساں دادہ شد | بقدرِ عمل قیمت آمادہ شد

زگردن فرازانِ لشکر سری | نشاند اندراں عرصہ بالشکری

کم و بیش آں کشوراں را سپرد | کہ ناید ازو فتنہ را دست برد

بضبط آورد کشور از طوق و باج | زکشور نشیناں ستاند خراج

۱۵ عمارت کند جملہ ویرانہا | ز دہقاں بکشت افگند دانہا

شب و روز دربانیِ سد کند | یکے سد بہ نیروے خود صد کند

۴۔ س۲: ۔ خلق از جہاں ۔ ۱۴۔ س۱: ۔ تخت و تاج ۔ ۱۶۔ س۲: ۔ یکے را

کند نام زد مردم از روم ورُوس | که کوبند بر در شب و روز کوس
بغلغل درآرند کوس و درای | جهان کر کنند از دم کرّه نای
بدان تا دران حصن بے فتح باب | رود فتنۂ زان نغمہ خوش بخواب
چو دانند کانجاست خیل و سپاه | ہراسنده باشند ازان کارگاه
۵ چو زان کارشہ را دل آسوده گشت | ہمان فتنۂ بوده نابوده گشت
علم را سوئے روم پرواز داد | فرس را برفتن عنان باز داد
بیا ساقی آن بادہ چون عقیق | که ہم کوثرش نام شد ہم رحیق
فرو ریز تا چون بہشتی شود | خراباتی از وے بہشتی شود
بیا مطرب آن چاشنی بخش روح | که ہم صبح از و خوش شود ہم صبوح
۱۰ فرو گوئے و مجلس پُر آوازه کن | دل و جانِ میخوارگان تازه کن

در نصیحتِ گره کنندگانِ دینار و درم که چون زخمِ تیرِ چرخ بخطامی بنیند این مد و رات را بدست خود سپری کنند و دل در گرهِ سیم نه بندند بلکه این مس قلب را

۱۵ در دل گره زنند که ہیچ سره قلب را گره نه بندد

زہی بختِ بیدار آن نیک بخت | که ندہد بدزدان درین خانه رخت

---

۵ ـ م :ـ چنان

مزاج جهان را که با کس نساخت / شناسد بد انسان که باید شناخت

چو دریابد از راه دانندگی / که هیچ ست سرمایهٔ زندگی

فراهم کند محرم چند را / گزارد بشادی دم چند را

خورد نقد خود با دم نای و کوس / بافسوس خواران گزارد فسوس

٥ گزان بس که شد خوابگه در مغاک / بجز خاک خوردی نه باشد بخاک

بیا تا بشادی و فرخندگی / بر آریم با همدم زندگی

بهم صحبتان دوستگانی دهیم / نشینیم و داد جوانی دهیم

اگر باز کاویم بنیاد را / بنا بر غم ست آدمی زاد را

چو غم را کرانه پدیدار نیست / به از شاد بودن دگر کار نیست

١٠ کسانیکه رخت از جهان برده اند / همه در غم زیستن مرده اند

که و مه طلبگار عمرند و بس / کسی را بمردن نیاید هوس

بقا را چو تنگ ست جای درنگ / چه داریم دل را به بیهوده تنگ

یک امروز در خوشدلی دل نهیم / غم دی و فردا بیک سو نهیم

دل امروز در بند فردا همان / مگر تا بفردا نیابی امان

١٥ بعمری که نقدست وز غم تهی ست / غم عمر نسیه خوری ابلهی ست

چو خواهی غم و شادمانی گزشت / جهان خوش گزار ار توانی گزاشت

---

١٤ - س: - همان

بهی تازه گردان دل ریش را — رها کن حساب کم و بیش را
متاعی که ده روز مهمان تست — بخور کانچه خوردی همان آن تست
درم در جهان بهر خوش خوردن ست — نه از بهر زیر زمین کردن ست
زری را که در گور کردی بزور — چو گورت کند سر بر آرد ز گور
۵ نه بهتر ز تست آن گل رو نمای — که او ماند و تو نمانی بجای
گره گر تهی گشت بدخو مباش — سفال درست در جهان گو مباش
کسی بر سفالی چه نالان بود — که بازیچه خورد سالان بود
دو درمی کزو ده دل ست آدمی — بده تا پدید آیدت خرمی
درم چون توان داشت در دل نگاه — که گر مشت بندی شود کف سیاه
۱۰ درین روضه تخم عمل پیش کن — کشاورزی دانهٔ خویش کن
بدل دانهٔ حرص چندان مکار — که آخر پشیمانی آرد ببار
خود از بهر خود ده گرت هست چیز — که ندهد کسی بهر تو یک پشیز
ستاننده هر جای بینی بسی — رساننده دشوار یابی کسی
جوانمرد از آن قبله مدخل ست — که چیدن خوش و ریختن مشکل ست
۱۵ خسان ذره ذره بیکجا نهند — کسان توده توده بیغما دهند
بهم کردن تار جولاه راست — چو دیبا شود بخشش شاه راست
برد کشتبان خوشهٔ خود بداس — دهد تنگ تنگ آسیابان بآس

خزینه باندوختن خاص نیست	که دُر درخورِ گوشِ غوّاص نیست
بمنعم نداد ست روزی رسان	مگر بهرِ آسایشِ مفلسان
درختی که دُور افگند برگ و شاخ	کند سایه بر زیر دستان فراخ
کند کشت دهقان چو بی توشگی	جهانی نمیرد ز بی توشگی
٥ اگر ابرِ بارنده گردد بخیل	نه بر آبِ خود دجله ماند نه نیل
کسی کز پی سیم کان میکند	بمزدوریِ حرص جان میکند
نگر تا چه خون خوردی از حرص و آز	که نقدی بدامانت آید فراز
ازان بار صد کوه بر گردنت	کم از صد یکی در شکم خوردنت
خری را که بیکار خربنده کشت	دو جو در شکم به که ده من به پشت
١٠ بخور آن کت امروز با هم بود	که روز دگر روزیِ هم بود
چو روزی خوری بهرِ فردا مپای	که نا اعتمادی بود بر خدای
اگر مایه داری چرا کم خوری	چو بخشنده داری چرا غم خوری
چو روزی نخواهد کم و بیش گشت	نشاید بهمت کم اندیش گشت
بران تنگ روزی بباید گریست	که از بیمِ تنگی بود تنگ زیست
١٥ ازین غم که بی توشه ماندن بلاست	همه عمر بی توشه بودن خطاست

حکایت حریصی که با صد هزار دینارِ مغربی چون خورشید

١- س ا: - بدریای چین

همه شب در آرزوی قرصِ خور بودی بامداد که قرصِ خورپید اشد درمی دید و حسرت میخورد تا چند انکه در آرزوی قرصِ جان داد

۵ در افتاد قحطی بشهری درون — که می مردم مردم زغایت فزون

حریصی که دینار بودش هزار — بدر ویزه گردی دران روزگار

رسیدش چو برداشت از جان امید — پس از فاقهٔ چند قرصِ سپید

همیکرد از دور در وی نگاه — بدانسان که مردم بخورشید و ماه

اگرچش تهی گه پُر آزار بود — تهی چشمیش مانعِ کار بود

۱۰ همه روز از ان حسرت آزرده ماند — شب او مُرد وان لقمه ناخورده ماند

چو بی برزید مرد هنگامِ برگ — سبوسی نیرزد بهنگامِ مرگ

ساختن سکندر برگِ مجلس در باغ و ازنای و نوشِ لبِ چینی نوش دارویِ لبالب نوش کردن و چنگ زدن

۱۵ آن شاهینِ شاه شکار و دل ربودن از شاه و سیر گردنِ شاه او را از خلاصهٔ سرخاب و خونِ بط و گردنِ کلنگ

۶- ق: رفتی

کشاینده نافهٔ این سواد سرِ نافهٔ چین بدینسان کشاد

که چون فرخ اسکندرِ سرفراز بفیروزی از ملکِ چین گشت باز

بران شد که فارغ دل و شادکام ازان کامِ دل کام گیرد تمام

ز چین گرچه چندان غنیمت به برد کنیفوی چین را غنیمت شمرد

۵ همین روزی از موسمِ نوبهار که گیتی شد از خرمی چون نگار

هم از اولِ بامداد آفتاب بفرخنده طالع در آمد ز خواب

ز بادِ بهاری هوا مشکبوی عروسِ جهان ز آبِ گل شسته روی

شده جلوه گر نازنینانِ باغ رخ آراسته هر یکی چون چراغ

بساطِ گل از سبزه گلشن شده چراغِ گل از باد روشن شده

۱۰ به لاله ز فردوس جام آمده ز رفعوان زرفشان بسلام آمده

شده مشکبو غنچه در زیرِ پوست چو تعویذ مشکین بیازوی دوست

بنفشه سرِ زلف را خم زده گره در دلِ غنچه محکم زده

کشاده گلِ لعل جلبابِ نور نظاره کنان چشمِ نرگس ز دور

ز بس تریِ اندامِ زیبای گل شده پاره پاره سراپای گل

۱۵ شده سرخ گل مفرشِ بوستان بصحرا برون آمده دوستان

برون کرده سوسن زبانِ خموش همی کرد هر دم تقاضای نوش

۱۰- ق ۲: بگلشن

هوا بر سرِ سبزه می ریخت سیم | مراغه همی کرد برگل نسیم
به چشمه منقارِ بط آب گیر | چو مقراضِ زرّیں بقطعِ حریر
به شاخ مرغ ارغنوان ساخته | به نغمه گلبن سر انداخته
ازاں نغمه کو غارتِ هوش کرد | مغنّی ترنّم فراموش کرد
۵ غزل خوانیِ بلبلِ صُبح خیز | تمنّاے میخوارگاں کرد تیز
ز آوازِ درّاج در رقصِ تدرو | سبک گشت در خاستن پاے سرو
زنالیدنِ قمریِ خوش نوا | کبوتر معلّق زناں در هوا
بروزے چنیں خوب و عشرت فزاے | سکندر سوے بوستاں کرد راے
کس از نامداراں نه در پیش و پس | تنے چند خاص از غلاماں و بس
۱۰ بفرمود تا شاقانِ درگاه را | زدن بر لبِ جوے خرگاه را
گل و میوه و نقل و مے خواستن | ملوکانه بزمے بر آراستن
ولیکن بشرطیکه در بزم گاه | تهی کرد از خویش و بیگانه راه
کس از جنسِ مرداں نماند بباغ | بجز لعبتانِ برخ شب چراغ
کمر چست کردند تا شاقانِ کار | بفرماں بری پیشِ فرماں گزار
۱۵ مرادی که اشارت زد درگاه بود | بیک چشم زد در نظر گاه بود
بر آمد سراپرده بر اوجِ ماه | سرِ نوبتی شد با برِ سیاه

---

۱۳ - ق دس ۲ : - چو روشن چراغ

رسیدند شکّرلبان در زمان / چمن گشت خالی ز نامحرمان

نماند ایچ خاراست گردِ گلی / دگر ماند ریحان و یا سنبلی

ز خوبان زمین جنّت آباد گشت / گلستان پر از سروِ آزاد گشت

صنوبرقدانی چو گلنار تر / برخساره خون کرده گل را جگر

۵ بناگوشِ شان پر ز یاقوت و دُر / دهان و لبان نیز ازان مایه پُر

لبی پُر مِی و در خوی انگیخته / گلاب و شکر با هم آمیخته

همه نازپرور دو نازک خرام / مهِ نیمه و آفتابِ تمام

ز بیداریِ فتنه خونخوارتر / ز خوابِ جوانی ستمگارتر

مسلسل بسی دل به گیسوی شان / معلق جهانی بهر موی شان

۱۰ نهفته معجزِ گلِ خویش را / نظر بسته چشمِ بداندیش را

بهر بازی از نرگسِ پُرخمار / خدنگ افگنانِ فرشته شکار

همه نارپستان و نارنج خوی / به بُرده ز نارنج و نار آبروی

سخن گوی بربط زن و خوش سرود / چو آب روان دستِ ایشان برود

خرامان و خوش پیشِ شه آمدند / چو پروین به مهمانِ مه آمدند

۱۵ ز چندان پری پیکرانِ چو ماه / همان ترکِ چین بود مطبوعِ شاه

که در جنگِ خاقان بچنگ آمدش / خرد فتنهٔ چشمِ تنگ آمدش

۴۔ گلبرگ۔ ۷۔ س۲: یکی مه یکی آفتابِ تمام۔ ۱۰۔ ق: معتبر

جہاں سوزے از مہ شب افروز تر | ز خورشید دیش جہاں سوز تر

بیک طرّه صد شہر برہم زده | بیک غمزه بر ملک عالم زده

در آمد خرامنده با ہمسراں | چو مہ در صفِ مشتری پیکراں

بطاعت گہِ شاه با صد نشاط | زمیں بوسه زد ہمچو نقشِ بساط

۵ ز فرمانِ فرہنگِ دارائے خویش | بصد ناز بنشست بر جائے خویش

دگر نازنینانِ گلچہره نیز | بدامن کشیدند پائے عزیز

اُتاقاں که بودند نزدیک دُور | رمیدند یک یک چو سایه ز نور

جہانِ سمن ماند و سروِ جواں | یکی شیر و یک بیشهٔ آہواں

ازاں حور چہرانِ مردم سرشت | شد آراسته مجلسے چوں بہشت

۱۰ نوائے بریشم بر آمد براوج | رحیق از صراحی بروں داد موج

ز نالیدنِ چنگِ موزوں نوا | فرشته در آمد چو مرغ از ہوا

فروتن شده چنگِ موزوں سرائے | سر افگنده و ایستاده به پائے

خوش آوازیِ ارغنون و رباب | بمستاں ہمیداد داروئے خواب

به نغمه چناں برکشیدند زیر | که از زہره و مه بر آمد نفیر

۱۵ کرشمه کناں ساقیِ خوشخرام | ہمیریخت خونِ صراحی بجام

قرابه چناں خنده زد سرنگوں | که جستش بداں قوت از سینه خوں

---

۱ - ق: - روشن - ۴ - س۱: - چوں سر نہا - ایضاً - س۲: - زمیں بوسه میداد با صد وداد - ۸ - ق۲: - پیر ۱۲ - نغمه

بهر سو گل و غنچه نوش خند | ملک در میان همچو سرو بلند

به بزم از چه دلبر ز حد بیش بود | دلش همبران دلبر خویش بود

نشانده صنم را به پهلوی خود | چو آئینه نزدیک زانوی خود

بهر دم درش آن ساقی نیم خواب | ز لب نقل میداد و از کف شراب

۵ بعشرت نشسته دو سرو جوان | پیاپی شده دوستگانی روان

ملک عاشق رویش از جان و تن | بر انسان که او عاشق خویشتن

گهی گل همی ریخت اندر کنار | گهی دست می سود بر سیب نار

چو می رغبت عاشقان تازه کرد | شکیب از میان عزم دروازه کرد

چنان باده در نازنین راه یافت | کز و شرم را دست کوتاه یافت

۱۰ هوای دلش قفل عصمت شکست | عنان تکلّف ربودش ز دست

به افسون گری چنگ را بر گرفت | فسونش بدیو و پری در گرفت

از آن نغمه کاندر پری خانه شد | سلیمان پری وار دیوانه شد

بر آئین خوبان ز شوخی و ناز | سرودی بر آورد عاشق نواز

بر دو تازه بود آن گل مشکبوی | که بویش جهان را کند تازه روی

۱۵ گه از رنگ تر عشوه بازی کند | گه از بوی خوش دلنوازی کند

چو بشگفت گل خوش بود بوستان | ولیکن بهمراهی دوستان

۳- س او ۲: - خویش (در دو مصرعه) ۱۰- س ۲: - بردن شد

چو بے صحبت ارجمنداں بود | چمن در ازیں جاے زنداں بود
کسے را کہ من باشم اندر کمند | چہ حاجت بہ بالاے سرو بلند
چو سرو جواں را کنم خوش خرام | شود خواب و خور بر جواناں حرام
بیک غمزہ بر پارسایاں زنم | بدیگر رہِ آشنایاں زنم
۵ مشعبد کہ داند جہاں سوختن | زمن باید ش بازی آموختن
جہاں فتنہ در پے شرابی کنم | و گر مست باشم خرابی کنم
چو لب را کنم چاشنی گیر مے | شکر پیش بیروں نیاید ز نے
ہمہ خونِ خوباں بکش مے خورم | دلی نوش بادم کہ خوش میخورم
چو در ہم شود گیسوے من بروے | بخیزد بر اندامِ خورشید موے
۱۰ چو شانہ زنم زلفِ آشفتہ را | برقص آورم فتنۂ خفتہ را
بہ شکلے کنم سوے بستاں شتاب | کہ خوں گرید ابرِ بہاری نہ آب
رخِ ہر صنم ناپدید از من ست | صنم خانہا را کلید از من ست
بہ تیرے کزیں چشمِ مست افگنم | صفِ توبہ را شکست افگنم
کسے کش برحمت زبانے دہم | بہر بوسۂ تازہ جانے دہم
۱۵ دلے کش بیازرم بباید ہلاک | کنم چوں گریبانِ گل چاک چاک
چو یکسو کشم مقنع از طرفِ گوش | کلاہ از سر اندازم و سبز دوش

---

۴ - س ۲ : - حریفاں - ۱۰ - س ا : - کنم - ۱۲ - س : کنم

پری گرچه باشد دل آویزتر — نباشد ز من آفت انگیزتر

هر آن جادوی کامد اندر شمار — شباگردیِ من شد اُستادِ کار

بهار ار کند عالمی مشکبوی — دو عالم کنم من بیک تار موی

چو من در نظر آمش کنم نازِ خویش — گر آهو گرفت ست کاید به پیش

۵ هنر بر سری که آید به نخچیرِ من — برون نامدش سر ز زنجیرِ من

سپهر آفتابِ زمین خواندم — دگر ماه بیند همین خواندم

چو رفتم ببازارِ نیک اختری — جمالِ مرا بنده شد مشتری

منم قبلهٔ مردم انجا زهم — کرشمه مرا زیبد و ناز هم

قصب را چو زاندام بخشم جمال — کشم گردنِ ماه را در دوال

۱۰ بغمزه ز کوهی برآرم نفیر — وگر مو شود موشگافم به تیر

مرا زین مژه موشگافی ست خوی — که دیدست کو موشگافد بموی

چو بیننده در نارم آرد شتاب — لبش خشک بینی و چشمش پر آب

بهشتی ست این قامتِ چون نگار — پر از سیب و بادام و نارنج و نار

دل آنگه پذیرم بنظارگی — که جان بر زدم در رسمِ بارگی

۱۵ چو زلفم ز رخ را بچوگان سپرد — ببازی ز خورشید دمه گوی برد

ز سیمم نگر عنبر آمیخته — هلالی ز خورشیدی آویخته

---

۴ - س ا: پاسی - ۹ - س ا: خرد را - ۱۰ - س ا: بنمه

بشوخی چو گیرم در آغوش چنگ
بزخمہ رگِ خوں کشایم ز سنگ

بمستی چو رخسارہ شویم ز خوے
دہم غسلِ پرہیزگاراں ز مے

کسے را کہ من مست کردم ز خواب
نہ بیند دگر ہوشیاری بخواب

چو ساقی شوم با چنیں زلف و خال
بود بادہ چوں خونِ مستاں حلال

۵ گل از رنگِ رویم گلستاں شود
می از دستِ من آبِ حیواں شود

سکندر کہ گرد آبِ حیواں ہوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس

چو در روشنی چوں منی را نہ دید
بتاریکی آبِ حیواں دوید

چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت
بہ ویرانہ گم کردہ در خانہ یافت

منہ نامِ آں چشمہ ایں جوے را
چہ نسبت بمن آں سیہ روے را

۱۰ چو من کے بود آں کہ در رہ زمن
تواں شست از دوست نتواں ز من

نگر شاہ زلفِ مرا در نیافت
کہ در عینِ ظلمات چنداں شتافت

چو در خلوتِ من نہانی رسید
بسر چشمۂ زندگانی رسید

گر از چشم راجع شد او را برات
من اندر دہاں دارم آبِ حیات

گر اندازد او شیر و آہو بہ تیر
من آں آہوم کو بود شیر گیر

۱۵ گر او ہست کیخسرو جام جوے
مرا جامِ گیتی نماسیت روے

گر از مجلسِ او سمن میدمد
مرا لالہ و گل ز تن میدمد

گر او پیل بندد بخمّ کمند
من از تارِ موئے کنم پیل بند

گر او حربه بر جسم نبردان زند — رخِ من رهِ شیر مرداں زند

گر او اژدہاے ست در زیں دلیر — من آرم ز زیں اژدہا را بزیر

گر او گیتی از لشکر آرد بدام — خیالم به تنہا بگیرد تمام

گر او زنگ در چیں استد بیدرنگ — بہر موے من ہست صد چین و زنگ

۵ گر او ہست بر تختِ زرپاے بست — مرا در دلِ او ست جاے نشست

گر او را کلاه ہست بر آسماں — مرا صد کلاه ہست بر آستاں

گر او باز خواہد ز شاہاں خراج — من از سروراں سرستانم نه تاج

گر او گنجِ زر پخته دارد تمام — مرا نیز گنجے ست از سیمِ خام

گر اقبال و دولت ورا یاورند — مرا ہر دو چوں کمتریں چاکرند

۱۰ گر او جبرئیل ست با پرّ نور — منم قبلهٔ خوبرویاں ز دور

گر او تخت گیرد ز کیں چوں شہاں — من از پا زوے مہر گیرم جہاں

گر او دشمناں را بخوں خوردن ست — مرا خونِ صد دست در گردن ست

گر او را یک آئینه بر کف نشست — دو آئینه دارم من از پشتِ دست

علمہاے او گرچه بالا رس ست — مرا یک علم ہم ز بالا بس ست

۱۵ کمانِ وے ار صد شکار افگند — یک ابروے من صد ہزار افگند

کمندِ وے ار صید بندد مدام — من آنم که صیاد گیرم بدام

۱- س:- حمله - ۱۴- س۲:- مرا قامتِ سرو بالا بس ست

نگین وے از لعلِ رمّانی ست	نگینِ لبِ من سلیمانی ست
زحسن گر جهان را مبارک نمود	من از روے مبارک ترم در وجود
لبم با لبِ شاه در خنده باد	رخم با چنان روے فرخنده باد
چو سازنده ارغنوان نوش نوش	بدین رهزنی کرد تاراجِ هوش
۵ ز سرها خرد رفت و سر مست رفت	ملک را عنانِ دل از دست رفت
بخوبانِ دیگر اشارت نمود	که هر یک بسوے چمیدند زود
چو پروین ز همراهیِ ماه راند	مه و آفتابے بخرگاه ماند
تهی گشت خرگاهِ شاهنشهی	ولیکن شه از خویشتن شد تهی
چو لختے ازاں بیخودی باز گشت	ز مستیِ بیخود سر انداز گشت
۱۰ حکیمِ الٰهی طلب کرد شاه	که بستند تا عقدِ خورشید و ماه
ازاں مه که مهمانِ برجیس بود	سکندر سلیمانِ بلقیس بود
ملک سرخوش و نازنین نیم مست	دو عاشق بیکدیگر آورده دست
رسانیده این خضرِ صافی صفات	به اسکندرِ تشنه آبِ حیات
چو نوشیدن از دستِ جاناں بود	هر آبے که هست آبِ حیواں بود
۱۵ ز بس کاو رسیدش در آغوش تنگ	بنفشه دمید از گلے لاله رنگ
همایے درافگند باز سپید	در آمیخت گلبرگ با مشک بید

۷ - به مهمانیِ ماه ماند - ۱۲ - س ن: - ملک مست و آن نازنین نیز مست - ۱۶ - س ر: - درافگند

زشاخِ گُل و نخلِ خرمائے تر | گہے انگبیں چید و گاہے شکر
گہے نار با سیب پیوستہ بود | گہ از ناردان سیب را خستہ بود
گرفتہ زگُل خرمنے در کنار | ہمش نار بر دست و ہم آبِ نار
زساعت کمر ساخت دلخواہ را | کشید از دوال قصب ماہ را
۵ بگنجینہ آرزو دست برد | کلیدِ خزینہ بخازن سپرد
بکانِ گہر شاخِ مرجاں فشاند | گہر سفت و یاقوت بیروں فشاند
چو خورشید را چشم در خواب رفت | پیالہ فتاد و مئے ناب رفت
بہ بربط زنی زہرۂ پردہ ساز | شد از پردۂ تار بربط نواز
بہ پردہ درون خسروِ پردہ پوش | بخاتونِ پردہ نشیں داد ہوش
۱۰ دران رہ کہ ہر گامش از دل برفت | نشد ماندہ تا بست منزل برفت
چو زاں مے دلِ تشنہ سیراب کرد | ز سرمستی آسایشِ خواب کرد
چو شد رومیِ صبح رخسارہ شوے | فرو شُست خالِ سیہ از روے
عروسانہ خورشیدِ چینی خیال | نمود از پسِ چادرِ شب جمال
دگر رہ مہِ چین و خورشیدِ روم | نشستند باہم چو دو نخلِ موم
۱۵ ہماں عشرتِ دے زسر تازہ گشت | ہماں سازِ شب عالی آوازہ گشت
رسیدند باز آں پری پیکراں | کشیدند صف ماکراں تاکراں

۳- س ۲ :- آب ۶- س ۱ :- درکاں فشاند

ز رود و سرود و گل و نقل و مے | فزایندہ شد خرمی پے بہ پے
بشادی ہمہ روز ساغر زدند | گہے چنگ گہ بربطِ تر زدند
بہنگامِ شب عاشقِ رفتہ ہوش | بُتِ دوش را بست پیمانِ دوش
بیک بُرج زینگونہ تا چند گاہ | قراں کردہ بودند خورشید و ماہ
ہمہ عمر ازاں پس بُتِ سیم ساق | نبودی ازاں جفتِ شائستہ طاق
سکندر کزاں ساں جہاندار بود | پرستارِ خود را پرستار بود
بنخچیر گاہِ ذوق و طرب گاہِ بزم | بصحرائے نخچیر و میدانِ رزم
حریفے بدانگونہ درخور نداشت | دگر داشت با او برابر نداشت
جہاں خورد و خوش خورد پرورد و کرد | بدیں مایہ نامِ نکو سود کرد
تو نیز ار توانی ہمیں سود کن | جہاں را بخور شاد و پدرود کن
کہ فردات چوں خورد ندہد کسے | پشیمانیت خورد باید بسے
بخاک اندروں لقمہ خور کرد نیست | جز افسوس و حسرت دگر خورد نیست
بجامِ طرب زندہ کن جانِ پاک | کہ محتاجِ جرعہ است مردہ بخاک
بیا ساقی آں گنج دانِ نشاط | ق | کہ اندیشہ را در نوردد بساط
بدہ تا نشاطِ سخن نو کنیم | وزو مجلس آرائے خسرو کنیم
بیا مطربا ساز کن چنگ را | بنالش درآر آں پرآہنگ را

۱۔ س ل:۔ خوش۔ ۱۶۔ س س:۔ بساط

زہی گیر گز ذوقِ آوازِ وے | حریفاں نگردند محتاجِ مے

ستایشِ جوہر یانی کہ از فعلِ ایشاں متاعِ انفعال نریزد کہ پیش ازاں دریں کیف دیگراں کم بردہ بودند و چوں آں وضعِ ملکِ ایشاں باشد بغیری مضاف نتواں کرد مثلاً گردہ کس دریکیت ستاں سخن گویند ازاں مقولاتِ عشر جوہرہاں یکی تو آنہا موضوع در صنعت دہ و دیگراں اکہ چوں اعراض اند چنداں بقای نباشد

دلِ روشن آئینہ شد زغیب | کہ ہر دم برآرد خیالے زجیب
بہر پیشۂ پیکرِ نو کند | بہر پیکرے زیورِ نو کند
بہر صنعتے کاید ش در گرفت | ہموداری از خود برآرد شگفت
چو بیکار نہ گزاری اندیشہ را | تراشیدہی عاقبت تیشہ را
زخود قالبے باید انگیختن | نہ در قالبِ دیگراں ریختن

مثل گر تو آهنگری در هنر | ز آرایشِ تیغ و پیکان مپر
چو این کهنه آمد نوِ دیگران | درین فن توئی پس روِ دیگران
مثالِ دگر کن بهنجارِ خویش | که خلقے کنی پس روِ کارِ خویش
چو هر صنعت آید ز دانا به تو | ببین تا چه فرق ست از و تا به تو
۵ در انگیزش و ساخت فرق ست چند | که این نخل کار ست و آن نخلبند
بدلها بنا ز استادِ قوی ست | کز و هر زمان صنعتے را نوی ست
وگرنه بمرغان که تعلیم کرد | که باید پناه از پئے بیم کرد
بموران که آموخت صحرا کنی | بموشان که فرمود نقب افگنی
بسے هست گنجشکِ باریک باف | که در خس شگافی بود موشگاف
۱۰ بزنبور بین کز پئے خورد و خواب | کند خانها صد هزار از لعاب
مگس کانگبین ست بنگاهِ وے | که هم خانه قے کرد و هم رخت قے
بهر خانه بین عنکبوتان که چون | کشند از شکم خانهٔ خود برون
چراگاه پوید هبر خانه خوار | که او در شکم خانه دارد هزار
ازان جانور ساخت کاشانهٔ | که حاجت ندارد بهر خانهٔ
۱۵ ولیک آدمی را بجز خانه نیز | به خانه است بایست بسیار چیز
بران می گمارد بنا چاره هوش | که سازد هر انچه بدل کرد جوش

---

۵ - س ۲ :- نحم - ۱۱ - س :- راست بنیاد وے

همه خلق وضعِ گزینش کرد	متاعی باندازهٔ خویش کرد
که تا ماند از گردشِ روزگار	نمودار از هر یکی یادگار
ز جمشید ماند آلتِ دار و گیر	سریر از سلیمانِ صاحب سریر
ز توران کله وز کیان تختِ عاج	درفش از فریدون ز هوشنگ تاج
۵ ز کیخسرو آن گیتی افروز جام	که دیدی در و رازِ گیتی تمام
صطرلاب و آئینهٔ گوهری	نمودار آئینِ اسکندری
چنان کز سران ماند سازِ سران	دگر سازها ماند از دیگران
ولی رختِ خاص ارچه موزون ترست	بکالای کم حاجت افزون ترست
ببین شکلِ غربیل چوبین بپوست	ببین چند باریک بیزی درست
۱۰ دگر آسیای ست اندر خراس	دقیقه نگر چند دار داساس
درآندم که گردد شکم دام خواه	گلین دیگ بهتر ز زرّین کلاه
چو تُرکِ گرسنه خورش گم کند	کُله در تهِ دیگ هیزم کند
شنیدم که در روزگارِ نخست	ق	که اندازِ هر پیشه می شد درست
همه کس ز راهِ نیازی که داشت	همی ساخت آهنگ سازی که داشت
۱۵ یلان تیغ ترکان کمان ساختند	زنان دوک، مردان سنان ساختند
یکی پنبه رشت از پیٔ جامه را	یکی بافت پوشیدنِ عامه را

۱۔ س ا: ۔ وصفی۔ ۵۔ س ب:۔ زکیخسرو گیتی۔ ۱۱۔ س ب:۔ یکی قرص جو بهتر از صد کلاه

یکے بہرِ زیبِ خود آئینہ ساخت — یکے بہرِ آبے سفالینہ ساخت

یکے شمع افروخت از بہرِ تاب — یکے شیشہ ساخت بہرِ شراب

یکے پتک و سنداں زد از بہرِ کوب — یکے تیشہ آراست از بہرِ چوب

یکے دستہ برصلایہ نہاد — یکے آسیا را دو پایہ نہاد

۵ یکے گونہ گونہ برانگیخت خورد — یکے خوان و کاسہ پدیدار کرد

کنوں ہرچہ ایں مردماں می خورند — ہمہ پختہ دیگراں می خورند

شد از ہر کس آرایشِ خاستہ — کہ ترتیبِ عالم شد آراستہ

بہر ختے کہ باشد فراواں نیاز — چو بینی بکم خرچے آید فراز

چراغے بداں کے زند لافِ نور — ولے پاسِ صد گنج دارد ز دزد

۱۰ بود نرخِ جارد بے فلسے و بس — کہ دہ خانہ را پاک دارد ز خس

گر ایں ساز ہا بیش جستے فراغ — بجز بادشا کس نکردے چراغ

چو کالاے و کار آمد اندر شمار — ہوس شد بکالاے افزون بکار

گروہے بمزمار و تار آمدند — گروہے بنقش و نگار آمدند

گروہے بہنگامہ گشتند فرد — گروہے کشیدند شطرنج نرد

۱۵ گروہے بچوب و رسن برشدند — گروہے بباز و کبوتر شدند

چناں کآلتِ کارہا شد عزیز — ازاں بیشتر گشت بازیچہ نیز

۱- س: - یکے بہرِ زینے دوالینہ ساخت - ۱۲ - س: - کم آمد

ازین نکته مقصودم آن ست و بس | که زاینده باید دلِ پُر هوس
ببین تا بزرگان چها ساختند | که کارِ تو پیش از تو پرداختند
توانی تو با این همه سرکشی | که یک ساز ازین سان ز خود برکشی
کسان کز خود این جمله فرموده اند | نه آخر چو ما آدمی بوده اند
۵ چو انگیزشِ زیرکی افزون فتد | دم اندر دمش وضعِ موزون فتد
عجب نبود از بے فسون و فسس | دماند بر از عاج و گل ز ابنوس

حکایت دو تراشنده که یکی برنج از استخوان بیرون کشید و دیگرے کنجد از شاخ برآورد

۱۰ تراشیده پیرے ز طبعِ جوان | برنجی تراشیده از استخوان
به همچون خودے بُرد و خواهش نمود | که این دانه را پخته پیش آر زود
ستد مرد و در دیگ جوشان فشاند | زمانی ز پا میهمان بر نشاند
چو کرد از پئے چاشنی کام تر | بُد آن دانه زاول بسے خام تر
زمانی دگر ماند چون باز دید | بتر زین همین همان را ز دید
۱۵ چو آن خام کارے گزشت از قیاس | ز صنعت شد آگاه صنعت شناس

۱۔ س: ۔ مقصود آنست ۔ ۷ ۔ (سرخی) ق: ۔ از دندانِ ماهی ۔ ۱۲ ۔ ستد آن مرد و
۱۴۔ س: ۔ دگر چون چشید آن همان را ز دید

کهن گنجدے داشت ناکاشته — ز بهر چنین روز را داشته
ببار یکی از شاخ بر کرده ساز — که از گنجدش کس ندانست باز
بهمان کفے داد کین کن بکار — دمے تا رسد نغمهٔ خوشگوار
هنرمند کردش چو در کام جاے — نشد چیره دندان پولاد خاے
۵ برون برد آن خورده و باز جست — که این گنجد از کشت زار که رست
بگفتش نیوشندهٔ پخته کار — کزان کشت کامد بر بخت ببار
هنر پروران کز هنر مے پرند — یکے از یکے در هنر برترند

داستان دوائی که خداوندانِ امر و نهی از براے حال و استقبال وضع کردند مبنی بر آنکه اسم ایشان اثر ال ۱۰
فعل در حرف باند و ذکر مصنوعاتیکه اسکندر بالهام الٰهی و قوت طبعی و صنعت ریاضی اختراع کرده و باشارات او بر قانونِ حکمت تمام گشته و مناظرهٔ چینیان و رومیان
۱۵ که در نظرِ او بود — قصهٔ سطرلاب که در آفتاب و گردش

۱- ق۲:- رودزش آراسته ۳- س۲:- دگر- ۵- س۱:- برون کرد
۶- س۱:- که هر دانه [illegible] که گوے بهتر [illegible] ۷- س۲:- بهتر

برہانِ روشن شد و صورتِ حال آئینہ وار دارا و رو نمود

نمایندہ صورتِ ایں جمال چنیں داد زآئینہ بیروں خیال

کہ اسکندر از راہِ پنہاں دی چو در رفت در غار کیخسروی

بر اورنگِ کیخسروی سود پاے بہ کیخسرو دیگر آراست جاے

ستد جام بر دستِ بخشندہ کرد تماشاے آں جامِ رخشندہ کرد

جہاں اندر وے مدارا بدید نہانِ جہاں آشکارا بدید

بسے حل شدش مشکلِ روزگار بسے راز پنہانش گشت آشکار

بسے یادِ آں شاہ در دل نگاشت کز آں ساں عجب یادگارے گذاشت

دلش خواست از راے پوشیدہ بہر کز و نیز ماند نشانے بدہر

چو گوہر بروں آمد از تیرکاں فرو ریخت ایں قصہ با زیرکاں

کزاں در بینی کہ دارم بہوش چو کردم من ایں جام بے بادہ نوش

نہاں ہاے ایں جامِ آئینہ فام دریں جامِ رخشندہ دیدم تمام

در روے دمیدم زجانِ عزیز بر آں جام و سازندہ جام نیز

کنوں کاں ہمہ بادشاہی مراست بزرگی ز مہ تا بماہی مراست

حکیماں کہ من دارم از بیش و کم نہ کیخسرو آں داشت ہرگز نہ جم

چرا باید اختر کہ در روزگار نشانے نماند زمن یادگار

زمین بوس دادند روشن‌دلان / نمودند کای قبلهٔ مقبلان

چه فرمود شاهِ کفایت‌شناس / که آن بر کفایت نگردیم اساس

هر آن فن که مقدارِ مردم بود / نه مردم بویم ار زما گم بود

بر این گفته با هم نشستند راست / که تا او کند آنچه جوینده خواست

۵ همه فیلسوفانِ هنرپیشه / نهادند رے اندر اندیشه

همه کس دران رازِ پوشیده حرف / باندیشه می کرد جهدی شگرف

چو هر کس مثالی ز هر باب ساخت / ارسطوی دانا صطرلاب ساخت

بیونانی اصطر ترازو بود / که در سکهٔ عدل ساز او بود

دگر معنیم باز پرسی ز لاب / بود هم بگفتارِ رومی آفتاب

۱۰ چو این نامها شد به پیوند راست / بترکیبِ موزون صطرلاب خاست

پس آن کو مرادِ صطرلاب جست / ترازوی خورشید باشد درست

دگر کاردانان دران داوری / دگرگون نمودند نام آوری

یکی گفت لاب است نامِ حکیم / که او ساخت این پیکرِ مستقیم

اگرچه بر اسکندر انداختند / ولی پیش از اسکندرش ساختند

۱۵ دگر گفت لابی کش این نور بود / ارسطوی فرزانه را پور بود

دگر گفت دیدم بتاریخِ عام / که شد پورِ ادریس را لاب نام

۴- س۱: - بدینگونه - ۱۴- س۱: - اگرچه باسکندر - ۱۶- س۲: - که بد

ازاں بہرہ کو داشت اندر سپہر — برآراست زیں ساں ترازوے مہر

بریں گونہ ایں ماجرا را کہ ہست — کند ہر کسے بر کسے باز بست

بتحقیق چوں کردہ شد با جہت — درستی شدش ہم ز رسطو درست

غرض سالہا خسروِ کار سنج — بکارِ صطرلاب مے برد رنج

۵ کہ ماہم برآئینِ پیشینہ جام — بفرہنگِ فرزانہ گردد تمام

بخورشید سنجی چناں سر کشید — کہ در ثقبہ خورشید را بر کشید

سماکو چو پرِّ مگس تاب داد — بُد آں عنکبوتِ صطرلاب زاد

ازاں تنگ سوراخ بینش فروز — شدش رازِ خورشید روشن چو روز

ز آگاہیِ آں چناں رازہا — ہوس پیش گشتش دراں سازہا

۱۰ شنیدم ز گویندۂ راست گوی — کہ در چند گہ شاہِ فرزانہ خوی

نشستے بفرزانگی با مہاں — مثالے برآراستی در نہاں

چو گشتی نمود اری آراستہ — شدی پردہ از پیش برخاستہ

درآں پیکر از پیکر آرائے خویش — عمل یافتی در عملہائے خویش

ازیں ساں بسے سازہا کرد اساس — بنرخ اندک و در عمل بی قیاس

۱۵ نشانہا کہ امروز ازاں مرکزست — ترازوی وکیلِ کیان و گزست

ہموں ریخت در طاسِ ساغر زلال — ہمن کوفت بر پنج نوبت دوال

---

۵ - س۱: - تاہم - ۵ - م۲: - گردش - ۸ - س۱: - دانش - ۱۱ - س: - بفرزانگانِ جہاں
۱۴ - س۱: - کارہا - ۱۶ - س۱ و۲: - ہمہ - ۱۶ - ق: - ہم او

چو بنیاد نوبت سکندر نهاد | سه از وی شد و پنج سنجر نهاد
بماند اینک از چرخ گردش نمای | سه و پنج شان در سپنجی سرای
سراپرده و خیمه از گاه جم | ز گرگینه بود و پلنگینه هم
ازان رنجها کز پی عام ساخت | همه ساز آن هم از جام ساخت
ز فرهنگ آن خسرو روم و زنگ | بدل شد بکرباس چرم پلنگ
هر آلت که بیش ست سوی شش نیاز | بدوران او بیشتر یافت ساز
نمطهای شاهی که جاوید ماند | ز آرایش رای جمشید ماند
ز اسکندر آن ماند در روزگار | که در حاجت و حکمت آید بکار
ز بس کو فره شد بهر پیشهٔ | خبر یافت هر جا یک اندیشهٔ
هنرپیشه مردم ز هر چار سوی | بسوی هنر جو نهادند روی
هنر پیش می برد هر کار سنج | باندازهٔ کار می یافت گنج
بفرخنده روزی خداوند تاج | بفرخندگی بود بر تخت عاج
بزرگان کمر در کمر بافته | مسلسل چو زنجیر زر بافته
به کرسی نشسته قوی پایگان | گران کرده جای گرانمایگان
ندیمان ز دانش سخن کرده ساز | حکیمان ز حکمت بیان کرده راز
ز هر هوشمندی و دانشوری | همی رفت گفتاری از هر دری

۲- ق:- نوبت - ۴- ق ۱:- عامه - ایضاً - ق ۲:- جامه - ۱۵- م ۲:- زبان کرده باز

زهر ماجرای چو بگذشت کار | بصنعت گری یاد در آمد شمار
ز کار آزمایان نو تا کهن | همی گفت هر کاردانی سخن
چو گفتند هر کس ز هر گونه چیز | سخن گفت ارسطوی داننده نیز
که صنعت گری چند باریک بین | بر دم آمدستند از اقصای چین
۵ ازان جا که شد دعوی کارشان | برون ست ز اندازه گفتارشان
در ایوانِ شان خواند باید براز | که برهانِ دعوی نمایند باز
ملک گفت تا پیش خوانندشان | بترتیبِ صنعت نشانندشان
فرستادهٔ تگ زد از بارگاه | سبک حاضر آوردشان پیشِ شاه
طلب کرد ز ایشان شهنشاهِ دهر | که بیرون دهند انچه دارند بهر
۱۰ همان نقشبندانِ دانش پسند | شدند از مژه خاک را نقش بند
پس آنگه کشادند یکسر زبان | که جاوید بادا سرِ سروران
همیشه جهان زیرِ فرمانش باد | ز شمعِ خرد نور در جانش باد
هنرپیشهٔ چند مانی خیال | ز چین آمدستیم صنعت سگال
که تمثالِ چینی چنان برکشیم | که بر حرفِ رومی قلم درکشیم
۱۵ کی آید ز رومی نمودارِ ما | که گم گردد اندیشه در کارِ ما
هران نقش کز خامه شد رونمای | بدیوارِ ایوان نجنبد ز جای

---

۵ - س۲: - اندیشه - ایضاً - م۱: - ز اندازه کاشان - ۱۱ - ل۱: - مرزبان

ولی نقشِ ماکان نه از خامه رست — بسیر و سکون ست چون ما درست

مقابل بود جمله را رو بروی — مشابه بود با هم سر مو بموی

کند هرچه در پیشِ رویش کنند — دهد پشت اگر پشت سویش کنند

چنان پشت آید که پیش آیدش — همه آن نماید که بنمایدش

۵ از ینسان خیالے که داند نمود — که بے جان چنینها تواند نمود

نیابند اگر چند جویند چند — بروم اندران نقش و آن نقشبند

شگفت آمد این ماجرا شاه را — بفرمود خاصانِ درگاه را

ز هر جاے پیکر نگارے بروم — رسد پیشِ شه از همه مرز بوم

چنان در هنر نقش بینی کند — که بر چینیان نکته چینی کند

۱۰ نگارندگان جمله با ساز و رخت — بفرمان رسیدند در پیشِ تخت

اشارت چنان آمد از بارگاه — که هر کس بجاے کند کارگاه

کند رومی از نقشِ نو خاسته — جداگانه ایوانے آراسته

به چینی هم ایوانِ دیگر دهند — که با خصم سازش برابر نهند

وکیلانِ ایوان نمودند جاے — دو از رنگ را در دو ایوان سراے

۱۵ گرفتند هر قوم با سازِ خویش — در ایوانِ خود پردهٔ رازِ خویش

خیالے که مردم هنر پیشه داشت — همی بست از آن سان که اندیشه داشت

۱۴- س ۱:- نهادند- ۱۶- س ۲:- بسے بست

چو شد حجّتِ هر دو دعوی تمام | سپر زد بر دستِ حاکم زمام
شہ کاردان بہرِ آن با زجست | با یوانِ رومی در آمد نخست
صنم خانۂ دید خاطر فریب | ربوده ز ارژنگ مانی شکیب
نگارے بصد رنگ چون نوبہار | خیالے بصد نقش چون روزگار
۵ بسے رومیان استایش نمود | پس آنگہ بہ چینی گرائش نمود
چو در شد بہ ایوان دبنیش گماشت | چہ بیند کہ خود تابِ دیدن نداشت
ہمہ روے دیوار دید آہنی | سراسر زدودہ بصد روشنی
دران روشنی عکسِ دیدارہا | نمودہ چو صورت بدیوارہا
اگر پس نظر کرد و گر پیش دید | بہر جانبے پیکرِ خویش دید
۱۰ جہت ہاے ایوانِ صورت پذیر | دران بے نظیری نبودش نظیر
کسے کو بہمراہیِ شاہ بود | بہر جا خیالیش ہمراہ بود
بران سان کہ جنبید ہر کس ز جاے | نمودارِ او بود جنبش نماے
چو شد شہ دران بقعہ نظارگی | شگفتی فرو ماند یکبارگی
بہر سو کہ نظارہ در گرفت | نیارست ازان جا نظر برگرفت
۱۵ چو کم دیدہ بود آئینہ پیش ازان | بدیدآن و شد دستِ حیرت گزان
بپرسید کین ساز آہن دلاے | نخست آنچہ سان شد بچینی دگاے

۱۵ - م۲ :- بدیدن شدہ

هنرپروراں پاسخ آراستند — کہ آں زیرکاں کیں ہنر خواستند
اساسِ ہنر ہر آں شد نخست — کہ رُوئے کزِ لقوہ گردد درست
ازاں جا بہر دستگاہی نشست — عروسانِ چیں را شد افرازِ دست
خبر چوں بصاحب کُلاہاں رسید — ز دستِ عروساں بشاہاں رسید
۵ سکندر چو بشنید کرد آفریں — چہ بر چیں چہ بر کار سنجانِ چیں
دریں صورت آئینہ در مرز و بوم — ز چیں گشت صورت نمائے بروم
سخن کز درستی بشرح اندرست — اساسش ز خاقاں نہ زاسکندرست
ولیکن سکندر دریں داوری — بشانِ دگر یافت نام آوری
نگارندہ زاں گونہ بست ایں نگار — کہ شد لوِد رونے براو رنگ بار
۱۰ دل آزردہ چند تاراجِ راہ — رسیدند پویندہ در بارگاہ
نمودند کاے خسروِ نام جوے — نفیر از فرنگانِ بیداد خوے
گروہے ز گرمی چو بادِ سموم — بر آورد آتش ز دریاے روم
جزیرہ کہ خوانند قبرس بنام — شد ایں قومِ بے عاقبت را مقام
ازاں جا بکشتی نشینند تند — بدنبالِ شاں باد را پویہ کند
۱۵ پیاپے بصد گونہ زشتی کنند — وزاں گونہ تاراجِ کشتی کنند
جہاز ار فزوں ست ور اندکے — سلامت بساحل نیاید یکے

۱۴- س ۱ :- نشینندہ شد - ۱۴- س ۲ :- باد پویندہ شد

چو ما را بدین جانب آمد جهاز ‎ ‎ رسیدند پیرامنِ ما فراز

نمودند در کشتیِ ما شتاب ‎ ‎ چو موجے که در کشتی اُفتد ز آب

بانبوه در ما در آویختند ‎ ‎ گرفتند و خستند و خوں ریختند

ز شامیم بازارگانِ سه چار ‎ ‎ بارمینیه می کشیدیم بار

۵ ز مغرب طرائف بسے داشتیم ‎ ‎ بپاداشِ سر حمله بگذاشتیم

کسانیکه کردند زور آوری ‎ ‎ سُپردند کالا و سر سرسری

چو شد کشتیِ ما ز زنجیر گاه ‎ ‎ کنوں ماؤ زنجیرِ دهلیزِ شاه

متاعے که دزدانِ ما برده اند ‎ ‎ نه از ما که از بادشا برده اند

چو شه میرِ بحر و بیاباں بود ‎ ‎ بتاراجِ ما بر که تاواں بود

۱۰ چو تو پاسبانی و غارت چنیں ‎ ‎ جهاں چوں پذیرد عمارت چنیں

چو تاراج گشت اشترِ ساربان ‎ ‎ چه سود از توانائیِ کاربان

اگر دادِ ما داد شه ور نه پیش ‎ ‎ ستانیم داد از خداوندِ خویش

سکندر چو بشنید فریادِ شاں ‎ ‎ فرو شد باندیشهٔ دادِ شاں

بخود گفت کارے به بیگاه و گاه ‎ ‎ پناهنده را شاه باید پناه

۱۵ اگر چاره شاں من نه سازم براز ‎ ‎ دگر کیست بیچاره را چاره ساز

بود واجب اُفتاده را یارئے ‎ ‎ ولی دارد این کار دشوارئے

۲- درکشتن ما - ۴- ق۲:- که بارِ زمیں - ۱۱- ق۱:- اشتر ازکارواں ایضاً- ق۲:- پاسباں - ایضاً- س۲: بکارواں
۱۴- ق۲:- باشد

گر این پویه بودے بصحرا و کوه | زمین گشتے از بارِ لشکر ستوه

چو نتوان بدریا فرس تاختن | بباید دگر چارهٔ ساختن

مرا دیر یازست تا در دل ست | اساسے که ترتیبِ آن مشکل ست

بدان گونه کاندر سطرلاب ها | توان دید افلاک را باب ها

۵ بسازیم شکلے دگر تابناک | که بینیم از و رازِ دریا و خاک

شبے چند با فیلسوفانِ عهد | بانگیزشِ تازه می کرد جهد

چو با خود خیالے گرفتند راست | خیال آشکارا شد و پرده خاست

بفرمود شه تا خداوندِ رائے | هم آهن رساند هم آهن زدائے

چو سرمایهٔ کار شد ساخته | شد اندیشهٔ کار پرداخته

۱۰ نمونه که از چینیان دیده بود | بدانا نمود آنچه بر چیده بود

بدان رهنمونی که فرمود شاه | نمونه نهادند در کارگاه

تدبیر شکلے بپرداختند | ده اندر ده آئینه ساختند

طلسمے در آئینه کردند ساز | که روشن توان دید در راهِ دراز

چو شد دیدگر روشنائی و تاب | درخشان شد آئینه چون آفتاب

۱۵ بفرمود بر شطِ دریائے روم | مناره بر آرند چون نخلِ موم

دویدند معمارِ دانا بکار | ز بنیادِ گیتی برآمد غبار

۱- س ۲:- آهن - ۴- س ۲:- بنیاد - ۸- س ۲:- که آهن ستاند ز - ۱۲- م ۱:- تبدویر

بما هے کشیدند میلے بلند | که در چشمِ انجم رساند گزند
مناره چو اندر هوا سر کشید | شه آئینه را بر سرش بر کشید
دران سطحِ روشن که بر کار گشت | بسے عکسِ گیتی پدیدار گشت
نمودند رو عکسِ دریا ز پیش | باندازهٔ شصت فرسنگ بیش
۵ جزیره که هست آن زمینِ فرنگ | نماینده گشت اندر آن آبِ رنگ
بفرمود صد کشتی انگه شگرف | که باشد مهیّا بدریاے ژرف
چو جنبش کند مردِ قبرس ز جاے | شود عکس از آئینه پیکر نماے
بکشتی بود بدرقه ساخته | شتابنده زان سوے پرداخته
بران اهگیران زنند از کمیں | بدریا بشویند از ایشان زمیں
۱۰ بدینگونه چون چند گه تاختند | بران رهزنان رهزنی ساختند
ره ایمن شد از دزدِ بیداد مند | خرامان شده راهرو بے گزند
چو انصافِ شه زد بدریا رقم | سفینه نه گشت ابتر از باد هم
جهازِ شتابنده در هر گذر | شد از کشتیِ نوح بے بیم تر
بماند آن مناره بسے روزگار | همان آئینه نیز بر عکسِ کار
۱۵ چو دورِ سکندر بپایان رسید   ق | جهان بر دگر کدخدایان رسید
همان رسمِ پیشین نگه داشتند | بران آئینه پاسِ ره داشتند

---

۱۴ ـ س ـ اندران ۱۲ اس ÷ علم

فرنگانِ رهزن زبیچارگی | فرومانده گشتند یک بارگی
نهانی بر آئینه داران شدند | بر آئینِ آئینه داران شدند
چو شد دزد با پاسبانان یکے | نماند اندر آئینه بُردن شکے
شبے بر مناره شدند از شتاب | کشادند و انداختندش در آب
۵ همان شورِ دریا ز سر تازه گشت | همان رہزنی بیش زاندازه گشت
ازان پس جہان کاروانے نجست | که داند جہاں پیکرے کرد راست
زمانه که دزدیست بر کینها | بسے دید از ینگونه آئینها
بیا ساقیا زان مے دلنواز | دلِ آہنینِ من آئینه ساز
مۓ صاف کاید چو مارا بتن | توان دید جان آشکارا بتن
۱۰ بیا مطربا نغمۂ خوش برآر | بزاری یکے قولِ دلکش برآر
بزن زان نوا ہائی دزنگ | که شد راہزن ہمچو تیغِ فرنگ

صفت دیوانه و آہنی گشتن زنجیر آب و بسته شدن چشمها از جنبش و ذکر روز بازار خورشید و گرمی ہنگامهاے آتش و شور خلق در موسه و سوزن شدن موے بر تن بارهٔ ۱۵ پیراہنان و گرم شدن پشت پوستین پوشان و تحریصِ معاشر

---

۱۰ - س ۱ : - نواز - ایضاً : س ۲ : - نواز

در خوش پوشی

خوشا جشن گهِ گرم در ماه دے — هم از تابِ آتش هم از تابِ مے
مے روشن و ساقیِ چون شکر — بریشم زنِ ساده زان خوبتر
کبابی و نقلے و همخوابهٔ — که جانے ستاند بهر لابهٔ
۵ کسے کین تمنّاش بهره بود — اگر بیش ازین جوید ابله بود
مشو ابله اے مردِ عشرت پسند — ز عشرت دمے چند شو بهره مند
بکف گیر جامِ درفشنده را — درو ریز یاقوتِ رخشنده را
درآمد زمستان و شد تیر ماه — گرفتند هر کس بکنجے پناه
دے آمد بدیوانگی چون بهار — گسست آبِ زنجیر در جویبار
۱۰ کفِ ابرِ رستم کمان گشت باز — خزان کرد بازوے بهمن دراز
چنان آهبا جان نوازنده گشت — که چون ژاله دندان گدازنده گشت
بجوئے روان دے چه تعلیم کرد — که سیمابِ لرزنده را سیم کرد
حصاری شده ماهیان زیرِ رود — بقعرِ زمین رفته ماران فرود
گریزنده شد مرغ ازان بوستان — ز سوے خراسان بهندوستان
۱۵ بدشت آهو و شیرِ مسکین شده — بخانه زن و مرد پشمین شده
فتک بر فتک جبّهٔ کمتران — وشق بر وشق شقّهٔ مهتران

---

۷ ـ سں[۲]: ـ دران ـ ۱۰ ـ م[۲]: ـ فراز ـ ۱۵ ـ سں[۱]: ـ گرگ ـ ۱۶ ـ سں[۱]: ـ جامه

بگرییم شمشیرِ سرما که چون — خزد شیر در چرمِ روبه درون

همه کس ز موی سنه تن کرده نرم — گلیمینه را گشت بازار گرم

ز نوری شده برد پاینده تر — پلاس از کتان ها خوش آینده تر

بر آن کس که بادِ مخالف وزید — مثل گرچه کوه است ز مو خزید

۵ ز بادِ مقامر کشِ کینه کش — مقامر دوان دست کرده بکش

برهنه تنان از تن پوشِ کم — درون رفته زانو درونِ شکم

شب آن کو ندارد ز پوشش فراغ — طلب کرد خورشید را در چراغ

فرومایه لرزنده چون بید بین — همه جا یکی پوشش خورشید بین

چو چشمِ خسان روز کوتاه باز — چو سودای زر دوستان شب دراز

۱۰ شب از کوتی مرغِ بی بال بود — کنون زلف گشت آن که او خال بود

بر آتش همه خلق هنگامه وار — چو مرغانِ بستان به گل بی قرار

درین موسم آن را شمار آدمی — که کاری ندارد بجز خرمی

بمقدارِ سرمایهٔ خویشتن — نهد در طرب پایهٔ خویشتن

یکی لعلِ روشن فشاند بجام — یکی در سفال افگند درِّ خام

۱۵ یکی گوش دارد بر رود و رباب — یکی بر لبِ رود نوشد شراب

یکی برّه و مرغ بر خوان نهد — یکی ترّه و ترب بر نان نهد

۶- س۲: - فرد - ۱۴- س۱: - دردجام - ۱۵- ق۲: - یکی در عجب زود

یکے منقلِ زر بر آتش کند ‏— یکے ہم بخاشاک جا خوش کند

یکے با حریفاں شود توشہ گیر ‏— یکے با نگارے بود گوشہ گیر

خورندہ کہ در بندِ خوش خوردن ست ‏— نہ از بیش و کم در خوشی کردن ست

نہ عشرت چنیں مایہ داراں کنند ‏— کہ نعمت بسے بذلِ یاراں کنند

۵ گدائے کہ در گوشۂ دُردی کش ست ‏— ہمہ مستیِ چوں خودے ہم خوش ست

چہ فرّخ شد آں مردِ عشرت پسند ‏— کہ از ہر چہ دارد شود بہرہ مند

بہ بسیار جوئی مشو بیش بیں ‏— بکم خو کن و بے غمی پیش بیں

چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ ‏— فراخی کجا بینی از خوے تنگ

چو جو جو شمرد آسیاباں در آس ‏— علف کے رسد تا بہ را از خراس

۱۰ چو از نوکِ سوزن کَند تشنہ چاہ ‏— بجاں کندنش مُردہ باید براہ

چو کم را نخوردی بامّیدِ بیش ‏— کمت نیز ترسم گریزد ز پیش

یکے بہرِ سکبا زناں روزہ بست ‏— چو ناں خوردہ شد دیگِ سکبا شکست

حکایت سگے کہ گرفتہ را بر اُمیّدِ ناگرفتہ بگذاشت

۱۵ سگِ پیر، مردارے اندر دہن ‏— ہمی بر لبِ جوئے شد پویہ زن

مگر ماہیئے دید خستہ ز جوئے ‏— تپیدہ بروئے زمیں سو بسوے

---

۵ - ق۲ :- ہمہ دستی - ۱۲ - شل :- سگے

رہا کرد مردار وشد در شتاب | چو آں جا شد افتاد ماہی در آب
چو باز آمد و دیدہ واپس گماشت | غلیواز بر بُرد آنچہ واپس گزاشت
بخور کم میا از پئے بیش را | غنیمت شمار آں کمِ خویش را

مردے نمودن سکندر در عیش و عشرت و باشارت حاجت نقدہائے عین بہ میل مئے و نغمہ با اہلِ اصابت و زمرۂ خلافت دادن و بفکۂ نار در نار با مخلصانِ جانی مشغول شدن و از میوۂ النار لنا فاکہتہ فی اشتا مزۂ ناردان و نار برداشتن و تیرگی کیش مغان از زبان آتشیں روشن گردانیدن و دریائے لشکر را بکشتن آتشہائے زرتشتیان رواں کردن

ز آتش فروزانِ باژند و ژند | روایت چنیں می کند ہوشمند
۱۵ کہ روزے سکندر در ایّام دے | نشاطے بر آراست از مرغ و مے
نشستند فرمانروایانِ دہر | کہ از خرمی باز یابند بہر

۱۵۔ س ۲: ۔ بساطے

بریشم زنان در سرود آمدند | در آزردن تار رود آمدند

چنان زیر و بالا شد آواز زیر | که از مرغ و ماهی برآمد نفیر

پری پیکران ترنم سرای | بزخمه شدند از درون دل‌ربای

بهر زخمهٔ راه صد جان زدند | بهر غمزه در سینه پیکان زدند

۵ خرامنده شد ساقی انجمن | چو کبک دری در میان چمن

قدح داد بر زندگانی برات | صراحی سخن گفت ز آب حیات

دران روز ازین چرخ دولاب گرد | هوای ز بار زندگی بود سرد

بکافور پنهان شده قرص مهر | همی کرد کافورباری سپهر

بفرمود شاه آتش افروختن | حطب چون دل دشمنان سوختن

۱۰ فروزنده شد گوهر تابناک | چو خورشید کو سر برآرد ز خاک

گل انگیز شد شعله چون نوبهار | ز خوبی برآورد گلنار نار

عجب میوهٔ رسته از چوب تر | که هم میوه خوانی و هم میوه پز

هم از شعله نعمت پزی رایگان | هم از دود غماز همسایگان

ز لطف زبان میزبان همه | زبانش صلاگوی خوان همه

۱۵ بهر خانه شمع و مشعل فروز | گهی مشعل افروز گه خانه سوز

---

۱ - س: - رقیبان بآواز - ۷ - ق۱: - بادور مه - ۸ - س۲: - بنیری - ۱۰ - ق۱: - گشت آتش
۱۱ - س۲: - گلهائے ۱۵ - س۲: - شعله

پرنده کز درفته بر تاب زن　　دلش سوخته لیک بر خویشتن

زکالے که در وے درخشان شده　　سیه بود - لعلِ بدخشان شده

مہے بر شبے پرتو انداخته　　سیه روے را سُرخ رو ساخته

زتابی کز آهنِ خویش آیدش　　کند هیچو خود هرچه پیش آیدش

۵ اگر کشته شد در فروزنده گشت　　بمُرد از دم و هم دم زنده گشت

بلند افسرے کز خسان شاذ زیست　　زبادے بمرد و هم از باد زیست

نماند دمے زنده بے آب کس　　مگر او - که مرگش در آب ست و بس

فرو میرد از آب و بیجاں بود　　وگر خود مثلِ آبِ حیواں بود

مرا غه بروغن کند جانِ او　　که روغن بود آبِ حیوانِ او

۱۰ زسنگ و زآهن برآورد سر　　چو از سنگ یاقوت و زآهن گہر

دہد لعل و یاقوت کان نا پدید　　تنش جمله جان و چو جاں نا پدید

زخارائے آهن شده گرم خیز　　درون رفته در هر دو زآهنگِ تیز

گہے از دخانے سحابے کند　　گہ از ذرّه آفتابے کند

سرافرازے از تیزیِ و دماں　　کلاهِ دخاں بُرده بر آسماں

۱۵ زگرمی کره در هوا تاخته　　هوا را در آغوشِ جا ساخته

کره کو زگرمی شده باده پیاے　　زجولاں بروے هوا کرده جاے

---

۱۱ - ق ب: زکاں لعل و یاقوت آمد پدید + تنش خار جان و چو جاں نا پدید

زعنصر سہ جا خیمہ برتر زدہ | بد ہلیز اول علم بر زدہ
مہیں گوہرے روشن اجزا شدہ | گہر گو محیط سہ دریا شدہ
سواد سیہ نامۂ چند از و | سیہ روئی زند و پازند از و
مغش در خدائی فرو زندہ کرد | خدائے کہ خود کشت و خود زندہ کرد
۵ برہمن ہمش در پرستش فروخت | کہ فرجام از دود زخمی گشت سوخت
براہیم را گشت بستان نور | شدہ لالۂ موسے از کوہ طور
چنیں کہنہ نورے بنو گوہری | شدہ مجلس افروز اسکندری
سکندر ز دانندگان باز جست | کہ چوں گشت بازار آتش درست
کہ ایں آخشیج فروزندہ چیست | کہ از آب میرد ز خاشاک زیست
۱۰ نباید ازیں جوہر تابدار | بجز پختن و سوختن ہیچ کار
چہ واجب کند کابلہے چند خام | برندش بمعبودی خویش نام
چہ باید پرستیدن آں اخگرے | کہ مردم خودش کشت و خود زندہ کرد
مرا کایزد از بہر آں داد تیغ | کہ خورشید حق را نپوشم بہ میغ
برانم کہ در آذر آبادگاں | چرا باید ایں رسم مغ زادگاں
۱۵ کہ باہیربد زیر دستی کند | بگمراہی آتش پرستی کند
سپردہ عناں موبدے چند را | گرفتہ بکف زند و پازند را

۱۔ س ۲: ۔ قلم ۔ ۲ ۔ س ۳: بگوہر محیطے ۔ ۳ ۔ م ۲: ۔ سیہ کاری ۔ ۹ ۔ س ۱: ۔ گرم طبع

شنیدم که آتش در آتشکده — هم از عهد زرتشتیان شد زده

چنان زنده مانده است ز آتش دل ما — که یکدم نه مرده است تا این زمان

سمندر گر آتش بود بچه زاے — توان یافت زان آتش دیرپاے

برانم که آن جانب آرم شتاب — فشانم بر آن نار دیرینه آب

۵ نمایم به آتشکده سوختن — که آتش چنین باید افروختن

سر هیربد دیگ مطبخ کنم — بر آن دوزخی خانه دوزخ کنم

بسوزد دل مغ هم از دود او — بسوزانمش هم ز معبود او

بپاسخ بزرگان پاکیزه کیش — سر بندگی را نهادند پیش

نمودند کاے داور روزگار — بهر دانشت دولت آموزگار

۱۰ درست است کان قوم ناهوشمند — ندارد ز اندیشه راے بلند

نه از راه بینش نظر کرده اند — که نظاره از چشم سر کرده اند

ز نورے و تابے که آتش نمود — نمودند در پیش آتش سجود

ندانند کش چون پرستد کسے — که او زنده گردد بچوب و خسے

دو قوم اند کز چشم کوتاه بین — بخورشید و آتش شده راه بین

۱۵ مغ و برهمن کین دو را شد صواب — پرستیدن آتش و آفتاب

بهر دو ترا نیست حاجت گداز — که او سوزش خویش خود کرد ساز

---

۱۶ — ق وم ۱: بهند و — ۱۶ — س ۲: که او سوزش خود بخود کرد ساز

چو زنده به آتش درون خوش رود — هم از راهِ آتش در آتش رود

ولیکن فروسوز رختِ مغان — که تا خود کند از بتِ خود فغان

شه از رای پاکان و آزادگان — شد از روم در آذرآبادگان

بفرمود مغ را بنا بر کنند — بهر خانهٔ آتش آتش زنند

۵ بسوزند ناموسِ پاژند و ژند — کشایند زنّارها را ز بند

پس آبی بر آتش فشانند زود — ز کانونِ آتش برآرند دود

دویدند فرمان پذیران ز پیش — بدستوریِ کار فرمای خویش

زدند آتشی در هر آتشکده — که گردون شد از دود آتش زده

دران آتشی تند کافروختند — مغ و هیربد را همی سوختند

۱۰ در آتش چنان سوخت آن قوم خس — که خاکستری ماند از ایشان و بس

فشاندند آن خاکهای خراب — ز طوفانِ آتش بدریای آب

ز زرتشتیان کس نماند آشکار — مگر در بیابان و در کوهسار

رهائی ندیدند آن دیگران — جز از راهِ نیکان و پیغمبران

همه خلقِ عهد اندران جستجوی — به ایزد پرستی نهادند روی

۱۵ چنان سکّهٔ راستی شد تمام — که کس کیشِ گبر از ندانست نام

بیا ساقی آن بادهٔ خوشگوار — که تا اندہ و غم نہم برکنار

۳ - س ح :- بیامد سوی آذرِ بادگان - ۱۳ - ق و س و م :- پاکان

بیا ساقیا ارمغانی شراب ۔ کہ محراب زرتشتیاں شد زباب
بدہ تا بمستی کنم خواب خوش ۔ کُشم آتشِ غم بداں آب خوش
بیا مطربا آں چغتہ کز یک فغاں ۔ کند زاہداں را بکوئے مغاں
چناں زن کہ آتش زند سینہ را ۔ ز سر نو کند داغِ دیرینہ را

نصیحت بہ اصحاب یمیں کہ در معاضدت اہالی السیف
کوبند و سر و تنِ بیدینانِ فلسفہ را نیا میزند و بیرہا
را ہم بزمرۂ ایشاں قفا زنند و بخنجر تیر قضا تیرے احکمی
۱۰ ندانند و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمے

چہ فرخ کسے کز دلِ ترسناک ۔ گرایش کند سوئے یزدانِ پاک
بہر سرفرازی و افگندگی ۔ نہ پیچد سر از رشتۂ بندگی
ز پرہیزگاری برآرد نفس ۔ کہ سرمایۂ ہستی این ست و بس
بہر پیشۂ کایدش در شمار ۔ خدا را نگردد فراموش گار
۱۵ گرش خشم پیش آید و گر نواخت ۔ شناسد ز جائے کہ باید شناخت
چو او آفریدہ شد از خاک و باد ۔ بعبرت کند ز آفرینندہ یاد

۵۔ سرخی، ق: کوشند۔ ۱۲۔ طاعت۔ ۱۵۔ س ا: گداخت

درآگاهی خود ز نو تا کهن | ادب را نگهدار اندر سخن

نگوید ز قانونِ دانندگی | سخن جز باندازهٔ بندگی

بسا ناتمامان که از خوی خام | ز معلول و علّت برآرند نام

بدستِ هوس باز داده عنان | که ماده چنین ست صورت چنان

۵ گه اثباتِ کلّی بقولِ حکیم | گه انکارِ جزئی بعلمِ قدیم

گهی در طبیعی طبیعت کشای | گهی در ریاضی ریاضت نمای

کسی را که چشمِ خرد بیش نیست | درین هر دو چندان کم و بیش نیست

دلی چون سخن در الٰهی فتاد | خیالِ خرد در تباهی فتاد

چو زین در کند فلسفی نکته راست | قفا زن که گردن زدن را سزاست

۱۰ چه ابله کسی کاندرین بوالعجیب | خورد زین نمطهای رنگین فریب

چه نازی بران علمِ ناسودمند | که پیدا گزندست و پنهان گزند

چو حیّه بدل زهر دارد تباه | چه بینی رخِ سرخ و خالِ سیاه

مبین رنگ و پیرایهٔ خویش را | شناسنده شو مایهٔ خویش را

چو طاوس شو پیکر آرای خویش | ولیکن فرامش مکن پای خویش

۱۵ باندیشه باید سخن گسترید | کزین پر برافلاک نتوان پرید

سخن کز شریعت نویسد برات | دمِ خواجه تاشی زند تا حیات

---

۱۵ - س ل ۱: به اندازه

ازین هرزه هم به که پیچی عناں | که عنصر چنین کرد و انجم چناں
سخن زین زبوناں چگوید کسے | که هستند عاجز تر از ما بسے
چه بندی بر و مهر و آزارِ خویش | که باشد سراسیمه در کارِ خویش
چو مرغے خود از دام نجهد مدام | دگر مرغ را کے رہاند ز دام
۵ مگس کو بجلّابِ تر گشت اسیر | کجا چوں خود سے را شود دستگیر
طبیبے که پیوسته بیمار ماند | نشاید ببالینِ بیمار خواند
سبک گیر دآں دیده را آبِ شور | که دارو ستاند ز کحّالِ کور
بباید سر از رشتهٔ چرخ تافت | که چرخ ایں سرِ رشته را در نیافت
چو پرده است زآگاهی خود تهی | ز پرده نشیں کے دہد آگہی
۱۰ چو شد پردگی پردهٔ باز را | چه دارد خبر پردهٔ راز را
بسا کس کزیں پرده گفتند راز | کزیں پرده تارے نکردند باز
بدیں قلعه بنگر کرا خود رہ است | که کنگر بلند و رسن کوته است
چه فرّ وخهٔ مرغ در بیضه زیست | کجا داند از بیضه بیروں که چیست
کسے کو ندانست رازِ جہاں | جہاں آفریں را چه داند نہاں
۱۵ چه پنداری اے ابلهٔ تیره رائے | که گنجد در اندیشهٔ تو خدائے
چو صانع بود در صفاتِ کمال | چه مصنوع را گنجد اندر خیال

---

۹ - ق و س : بے نہی - ۱۲ - بدیں قلعه ره خواستن نه از رہست

خدا کآدمی را جهانی نهاد — درو آشکارا نهانی نهاد

چه روشن که در هر دلی راز چیست — بهر خاطر انجام و آغاز چیست

نداند شناسای پنهان اساس — نهانخانهٔ آدمی از قیاس

نداند چو کس زآدمی راز را — چه روشن کند آدمی ساز را

۵ جهانیست گرچه آدمی هیچ هیچ — بدروازهٔ کبریا هست هیچ

چو هژده هزار اندرین ره گمست — چه اندازهٔ یک دل مردمست

ولیک این سفیهان بی رای و هوش — دل بیخرد را نمالند گوش

بحرف دگستاخ روی کنند — بکار خدا نکته گوئی کنند

کسی را که سررشته آمد بدست — لبش بر سخن مهر جاوید بست

۱۰ رقم به که بر حرف ابتر کشند — زبیهوده گوئی زبان در کشند

ادب را نگهدار کز هیچ رای — خدا را نداند کسی جز خدای

حکایت زالی که زالی را بخدای تعالیٰ راه نمود

یکی راز زالان پوشیده حرف — به نزد خدا بود کاری شگرف

۱۵ خبر یافت زالی ز بازار او — درآمد بنظارهٔ کار او

همی گردش از چشم خواری نظر — که تا چیست این بیوهٔ بیخبر

---

۱۶ — سل: کوته

بپرسید از و زالِ والا گرائے | کہ ہاں داری آگاہیے از خدائے
بگفتا کہ اے کوز پشتِ کہن | نپرسید کس از چو من این سخن
کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو دُر | شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر
بخندید فرتوت و بگریست زار | بدو گفت کاے غافل از سرِّ کار ق
دلت گر نشانے ز وے داشتے | زبان در سخن زہرہ کے داشتے
برائے کہ کونین در وے گم ست | چہ جائے سخن گفتنِ مردم ست

پرتاب کردنِ سکندر راست روانِ کیشِ خود را کہ بابستہ رہ بودند بہمراہی پیکاں سوے نشانہ گاہِ یونانیاں کہ درونِ ایشاں در روند و عقدہ عقیدہ باطلِ آنہا را بکشایند و پیش آمدنِ آں آہن دلاں و رد کردنِ پیکاں را بسختی چشم و دل و بازگشتنِ آں فرستادگاں بازبانِ کند و سوہاں شدنِ جبہۂ شاہ و ام از چینِ کین و بلند کردنِ کمند بر کمرِ کوہِ یونانیاں و دراز دادنِ بازوے

دستِ راستِ لشکر را با ارشستِ سهمناک سهمی برایشان زدند و حرب کردنِ یونانیان از تیغ کوه و روی تافتنِ رومیان از زبانهٔ شمشیرِ ایشان و دررسیدنِ سکندر و گرم شدنِ سکندر از آتشِ غصّه و از سرِ غضب کوه بُریدن و دریا برآوردن و زخمیان فرو ریختن

طرازندهٔ قصّهٔ روم و روس	چنین بست پیرایهٔ این عروس
که چون شد سکندر با لهامِ غیب	ز هر جنسِ مردم رقم شوے عیب
همه گمرهان را بر آن ساں که خواست	به شمشیرِ حجّت همی کرد راست
چو زاں گونه شد مردم از هر بلاد	که یا دین پذیرفت یا جزیه داد
حمایت سوے نیک رایاں گرفت	به خنجر رهِ کژ گرایاں گرفت
به پیرایه رایت چو مهتاب کرد	سراپرده در پردهٔ آب کرد
چو گشت اندراں ناحیت جاگیر	نشیننده را کرد فرماں پذیر
ازاں جا شتابنده با کوس و پیل	رواں کرد دریاے لشکر به نیل
بخصم افگنی چیست کرده میاں	ستیزنده در خونِ یونانیاں

۸ ـ س ا: گذارنده ـ ۱۳ ـ م و ق: سراپرده در باب بو آب کرد

خبر داشت کاں ملتِ ناسپاس زیزداں ندارند در دل ہراس

بہ گستاخ گوئی زباں کردہ باز کہ مارا کلیدے ست بر گنجِ راز

بہ نزدیکِ شاں فیلسوفِ کہن نکوتر ز پیغمبرے در سخن

پیامِ آورے را ز کار آگہاں رواں کرد نزدیکِ آں گمرہاں

۵ پیامے کہ دیں را روائی دہد ق برآئینِ پاکاں گوائی دہد

بدو گفت تا باز گوید درست کہ باید خیالِ کژ از سینہ شست

فرستندہ راست نہ گزاشتن فرستادۂ راست گو داشتن

کسے را کہ سوئے ہمائی ست رائے ہم از تیغِ من ہم ز خشمِ خدائے

شود بہرہ مند از نشانِ صفا بدبہرہ زند دھریانِ اقفا

۱۰ بدینِ حنیفی گرائش کند خدا را بدیں رہ نمائش کند

نشاند سرِ فلسفے بر سناں زمعلول و علت بتابد عناں

دریں رہ نباشد کژ اندیش را سزا بیند اندیشۂ خویش را

فرستادۂ شاہ برداشت راہ بہ یونان رسانید پیغامِ شاہ

سرے بود شاں افلاطوں نام شدہ پختہ کار اندراں کارِ خام

۱۵ ز بیہودہ گویاں زباں یافتہ ز فرہنگ و فرماں عناں تافتہ

نگارندہ در سینۂ بے ہراس خطی عور ناس و پری مہ لباس

---

۲ - سں ۱: روی - ۵ - ق ۲: اسرار - ۱۰ - ق و سں ۲: ستایش - ایضاً - م: نیایش -

به گمراهیِ خلق فتوی نگار — که پاینده شد گردشِ روزگار

سزا این و دیگر سزائے گم است — بخوبی و زشتی جزائے گم است

طلب نیست زایزد برایزد پرست — کند هرکه هست از جهان هرچه هست

نیوشنده را از خیالِ چنان — بخود کامگی کرد مطلق عنان

۵ همه مردم از رائے سنگینِ او — یقیں بست بر قولِ رنگینِ او

زد از یک سرائے درین خانه خشت — نه اندیشه از دوزخ و نه از بهشت

ز دو سو اسِ دیو اندرین دیولاخ — خرامنده هر یک بگامِ فراخ

چو برخاست از مردم امید و بیم — کجا ماند آئینِ عصمت سلیم

چو رفت از سرِ اسپ سرکش لگام — نه پویش بهنجار باشد نه گام

١٠ فلاطون چو بشنید پیغامِ شاه — بپاسخ نشد از زیرکان چاره خواه

ستیزنده پیرانِ یونان زمین — ز رومی درابرو فگندند چیں

کشادند ز اندیشهٔ نابکار — جوابے فرستاده بر شهریار

کز انجا که بینائیِ رائے ماست — سرِ آسمان در تهِ پائے ماست

دلِ ما که گشتست دانائے آ — به پرسیدنِ کس ندارد نیاز

١۵ چه محتاج پیغمبرِ دیگریم — که ما بر سرِ خویش پیغمبریم

چراغے نجوید نظرگاهِ ما — خرد بس بود مشعلِ راهِ ما

---

٧ - سں ا: بہ سنگ لاخ

بنورِ خضر رہ بہ یزداں بریم — کہ سوے فرستادگاں بنگریم

اگر ہمتِ ما خردمندی ست — خردمند را چارہ خرسندی ست

بدیں آہو ار شاہ شیری کند — مگر آہو از سگ دلیری کند

اگر بگذری کارِ ما جنگ نیست — فرو دستیِ چوں توئے ننگ نیست

۵ وگر با فرودست گیری ستیز — چہ چارہ گریزندہ را از گریز

چو با زورمنداں فتد داوری — گریزندگی بہ ز زور آوری

دریں کوہ پایہ بیاباں کم ست — گزرگاہِ کشور خدایاں کم ست

چگونہ کند بے سپر شکرش — کہ صد لی سر آید صبا بر برش

مرا رہ بکوہ و ترا گنجِ زور — کجا پیل بر کوہ پوید چو مور

۱۰ بہر خانہ چوں چاہِ بیژن گو ست — بہر گوشہ صد غارِ کیخسرو ست

مگر شہ کزیں سو گر آید ہمی — بمہمانِ کیخسرو آید ہمی

سکندر گر از دستگاہِ چو میغ — ق — بکوہ افگنی راند بر سنگ تیغ

ہم آخر بکارے ستایں کوہسار — کہ بینی کمر بستہ و تیغ دار

کلوخے مبیں خوار کافتد براہ — کزو چوں سر آئی بفیند کلاہ

۱۵ رسانندۂ نکتہ باصواب — چو بشنید گفتارِ خود را جواب

بدرگاہِ اسکندر آمد فراز — شنیدہ سخن را فرو گفت باز

۶- س ل ب:- یاوری - ۱۰- ق۲ب:- بہر خانہ - ۱۴- س ب:- کہ آخر سراں استاند کلاہ

جهاندار ازاں پاسخ تلخ وام | بہ تندی فرو ریخت تلخی زکام
بفرمود تا فوجے از قلب خاص | کنند بستہ بر خصم راہ خلاص
چناں لشکر اندر رحیل اوفتاد | کہ موجش گذارے نیل اوفتاد
بفرمان فرزانۂ تاج و تخت | بزرگاں بکشتی کشیدند رخت
۵ زمردان کوشندۂ کارزار | گذارا شد از نیل پنجہ ہزار
خدنگ افگنانے کہ ہنگام جنگ | نشانند سوفار در مغز سنگ
کمر بستہ و ترکش آراستہ | چو شیراں بصید افگنی خاستہ
بہ تیزی چو در کوہسار آمدند | بدامان کہسار خار آمدند
ہر سو سوارے ز فرزانگی | ہمی شد بمردی و مردانگی
۱۰ ہمی آمد از کوہ بے سنگ زیر | بکوہ گراں سنگ می شد دلیر
فروجستن از چار و ناچار بود | کہ رہ بر شتابندہ دشوار بود
پیادہ بہر فرجۂ کوہ و سنگ | ہمی تاختند از کمیں چو پلنگ
ہماں کوہیاں نیز از آہنگ تیز | ستادند در کینہ گاہ ستیز
نکردند سستی دراں کار سخت | فشردند در سنگ پا چوں درخت
۱۵ چو مور و ملخ گشتہ پرشور و شر | زمور و ملخ بلکہ انبوہ تر
طرف بر طرف بہر پیکارہا | کمینہا بروں می زد از غارہا

---

۱۱ - ق دم و س: فروجستن ار بارہ ناچار بود - ۱۵ - م ا: انبوہ سر

نشیننده ره دان و آینده گم | بسے سو بسو می کشید اشتلم
همی موے در موے آویخت مرد | چو موے که در یک دگر پیچ خورد
دراں مو بمو پیچشِ بے دریغ | دو صف همچو دندانِ شانه به تیغ
چناں گشت هنگامهٔ رزم گرم | که خارا شد از تیغِ فولاد نرم
۵ سناں در دلِ سخت شیرانِ مست | چو الماس در کاندر آهن نشست
اجل عبرهٔ خونِ ایشاں نوشت | که سر می درودند و اندام کشت
چناں مُرد بر پشته ها کشته گشت | که بر روے یک پشته صد پشته گشت
زباراں بدینساں که زد تیرِ تیز | همه سنگِ کهسار شد لاله خیز
زبس خوں تو گوئی که کوهِ بلند | ز دل کانِ یاقوت بیروں فگند
۱۰ دو رویه همی رفت تیغِ دو روے | نمی گشت یک رو و یه کارِ دو روے
بکوشید رومی بکیں تا سه روز | نشد چیره بر دشمنِ کینه توز
چهارم که یونانی انبوه گشت | خس انبه تر از سبزهٔ کوه گشت
سپاهِ سکندر نیاورد تاب | زفیروزیِ خصم شد روے تاب
یکے آں که در کنجِ غار و دره | بسے سرزمین در شد یکسره
۱۵ دوم آں که کوشندهٔ رزم کیش | ازیں سوے کم گشت ازاں سوے بیش
ز رومی سپاہے که ناکشته ماند | سر و سینه خسته به بر پشته ماند

۸ـ س ۱: تیغ تیز۔ ۱۰ـ م ۲: نمیرفت یکرو به کارار دو رو۔ ایضاً۔ ق و س: کارار دو سو۔ ۱۲ـ م: آئین تر
۱۳ـ ق ۲: بهره۔ ۱۴ـ ۱۴ـ م ۲: زبے روے

سران سپہ اصواب آں نمود | کہ واماندہ را بازیابند زود
سپہ ابر جعبت دلیل آمدند | وزاں چشم بد سوے نیل آمدند
نشستند گریاں بر اہل رحیل | زدند اندراں سوگ جامہ بہ نیل
گزشتند از نیل و رفتند باز | سر افگندہ پیش سکندر فراز
۵ بسیمرغ گفتند از اندوہ و تاب | ستمگاری ماکیاں بر عقاب
سکندر کہ ملک سلیمانش بود | ہمہ مرغ و ماہی بفرمانش بود
عجب ماند از اں سختی خشم و دل | کہ تیر سکندر شد آں جا خجل
در اندیشہ شد تا چہ سازی کند | کہ با کرگساں حیرہ بازی کند
اگر باز لشکر فرستد بہ جنگ | روش مشکل ست و گزرگاہ تنگ
۱۰ وگرتن زند تاب چوں آورد | کہ مور اژدہا را زبوں آورد
چو رائیش در دل نیامد درست | دراں داوری از خضر رائے جست
ازاں جا کہ دانائی خضر بود | بہ پرسندہ گفت آنچہ خواہش نمود
کہ ہر کار دشوار کاید بہ پیش | بہ آسانی آید بہنجار خویش
عدو گر بہ نیرو نگردد خراب | بہ نیروے دانش فرد کن ز آب
۱۵ پس پشت کہسار ایں مرز و بوم | کمرہائے کوہ است و دریاے روم
سہ فرسنگ باشد سطبری سنگ | کہ یونانیاں است و روے زنگ

---

۴ - ق ۲: شد سرفراز - ۷ - ق ۱: چشم - ۹ - م ۲: زبس

که آں آہنجار بتواں شکست | شود آتشِ فتنہ از آب پست
ز سیلے کہ بر کوہ ریزد تواں | شود بر سرِ کوہ کشتی رواں
اگر خصم را عمرِ نوح ست بیش | بطوفانِ نوح افگند رختِ خویش
سکندر کہ خضرِ رہش وانمود | رہِ چشمہ می جست دریا نمود
۵ بفرمود باشد سپہ تیز گام | بدنبالۂ خضرِ خضرا خرام
کمر بست بر عزمِ کوہ افگنی | بپولادِ سختی و خارا کنی
بجاے کہ شد خضرِ شاں رہنماے | کشادند بازوے زور آزماے
بتعلیمِ رایش بکار آمدند | بسنگ اندر آہن گزار آمدند
ستوں وار کوہے کہ بر روے یافت | ستونے زد و بی ستونے شگافت
۱۰ بہر گوشہ بنّا چو فرہاد چند | بہر تیشہ جوے چو فرہاد کند
بقربِ سہ مہ قلبِ دارا شکن | دراں تنگنا بود خارا شکن
رہِ سیل کردند زاں گونہ پست | کہ چوں بشکند باز نتوانش بست
بہ نزدیکِ دریا ز کوہے چو ابر | تنک شیشہ ماند سنگِ سطبر
دراں پردہ ہیزم فرو ریختند | زدند آتشِ تند و گبر بیختند
۱۵ گرفت آتش و راہ در خارہ کرد | بدامانِ کہ پردہ را پارہ کرد
زنیروے دریا دراں سنگلاخ | رہِ سیل شد ہمچو دریا فراخ

---

۱۱ – قا: بقدر سہ مہ – ۱۲ – م: رہِ سیل کردند زانگونہ رُست – ۱۴ – س: وزد

در افتاد سیلابِ دریا به کوه — خروشنده شد موجِ دریا ستوه

جهان در جهان موجِ طوفان گرفت — اجل دامنِ فیلسوفان گرفت

نماند اندران غرقِ طوفانیان — نشانے ز یونان و یونانیان

حکیمِ کهن بود در دورِ پیش — ز یونانیان علمِ او سود بیش

۵ درین نامه اسرار راز دانِ کهن — برآب در گر ریخت بیرون سخن

که سالے دو صد پیش از آن آبگیر — بیونان نیایش گرے بود پیر

ز رختِ جهان خانه پرداخته — ز برگِ گیاهے خورش ساخته

خدا داده ره در حضورِ خودش — برافروخته دل بنورِ خودش

شنیده ز غیب آنچه باید شنید — رسیده بجائے که باید رسید

۱۰ هر آن شیشه کز حکمتش دیده جست — بسنگِ کرامت شکسته درست

درِ خرقِ عادات محکم زده — جنیبهائے معقول را کم زده

حکیمان ز حیرانیِ کارِ او — شده معترف بر نمودارِ او

چو هنگامِ آن در رسیدش فراز — سخن گفت با کاردانانِ راز

که چون من بپردازم از خانه جائے ق — گرایش کنم سوئے دیگر سرائے

۱۵ چهل رس بر آرند جائے بلند — برو قبه چون سپهر ارجمند

در آن قبه سازندم آرامگاه — نجوید کسے سوئے آن خانه راه

۶- م ا: که سالے دو در پیش آن آبگیر - ۱۳- ق و س دم ا: رفتن - ۱۶- دخمه

بیایند زاں پس بہ بیست سال | کنند آنچہ در خاطر آید سوال
که تا ہر یکے را ز راہِ صواب | دہم زانچہ پرسیدہ باشد جواب
دراں روز کافتاد دریاے روم | بیوناں و دریا شد آں مرز بوم
ز دو بیست سال آخریں روز بود | کہ میعادِ آں دانش افروز بود
۵ چو بود ایں فسانہ خبر بر خبر | رسیدہ بہر کس پدر بر پدر
بہم گشتہ بودند پیرانِ عہد | بمیعاد مہدی شدہ سوے مہد
نشستہ بہ پرسش کشادہ زباں | ببالینِ آں خفتہ پاسباں
نظر داشتہ تا دراں انتظار | ز پردہ چہ بیروں نہد پردہ دار
طلب می نمودند رازِ نہاں | کہ طوفاں شد از چار سو ناگہاں
۱۰ ہمہ غرق شد گردش از پیش و پس | ہماں قبہ ماند از بلندی و بس
دراں حیرت اندیشہ زد از شمال | کہ اندر زدانا شد از یادِ شمال
چو گردید روشن کراماتِ پیر | کہ گشت اندراں غرقہ شاں دستگیر
بدل گشت شاں سرِ کارش درست | کہ آں روز را دیدہ بود از نخست
چو بود او پناہِ ہمہ عہدِ خویش | پناہندہ را خواند در مہدِ خویش
۱۵ کہ راہش سوے آشنائی دہد | ز موجِ ہلاکش رہائی دہد
یکے گفت کاں وعدہ کز پیر خاست | اگر راست شد باز جوئیم راست

---

۳ - س: بیوناں و در شد دراں مرز بوم - ۸ - م ا: نہد

شناسنده گفتش بگو بیش و کم — که گفتت همان دزد امروز هم

سخن بی شک این بود زان نیک رای — که یابی رهائی ز خشم خدای

نه آهسته بود این سخن نزد هوش — که دو بیست ساله ره آمد بگوش

حدیثی کش آفاق بشنید راست — اگر بشنوی تو غرامت کراست

۵ دهد مرده پند و جهان بشنود — ولی زنده گو که آن بشنود

عزیزان که در خاک کوی تواند — بدان خامشی پندگوی تواند

چو آن پندجویان شنیدند پند — ق — ز خاموش گویان ببانگ بلند

فگندند سر تا چه چاره کنند — کزان ژرف دریا کناره کنند

چو هنجار دیگر نیامد فراز — در قبه را پخته کردند باز

۱۰ چهل مرد بود آن که بر قبه رفت — نشستند از آن جمله بر تخته هفت

تنومندی از دل برآورده تف — بدریا سپردند تن جان بکف

زده دست در آب و افتاده پست — ز خود هر زمان می بشستند دست

از آن هفت تن هم بیک موج سخت — چهاری دگر ریخت در آب رخت

سه تن ماند با سینهٔ پر فسوس — فلاطون و خرقیل و فرفیلقوس

۱۵ چو شان آبخور بود باقی هنوز — ق — قدح پر نمیداد ساقی هنوز

بصد رنج از آن غوطه گاه هلاک — رسیدند یک روز و یک شب بخاک

---

۱ - م: گه گفتش - ۲ - م: سخن اینک این بود کین سوگرای ، ۶ - ق . س . م: غریبان - ۹ - ق۱: هنگام
۹ - ق . م۲: تخته - ۱۰ - م: بتومیدی - ۱۶ - س: جرعه گاه

گرفتند ره با دلِ رنجه بهر / فلاطون به ویرانه ایشان لشهر

ازین جمله مردم که فرمان نبرد / جز آن هر سه تن چارهٔ جان نبرد

فرو ماندگان اندر آن ترس و بیم / نه حکمت بکار آمده نی حکیم

چنان کوه کو تیغ بر سر کشید / بیک لطمه دریاش در ته کشید

۵ شنیدم که چون کشتی از هر مقام / بدان آبِ رخشنده یابد خرام

توان دید یک یک عمارت در آب / بر آنسان که در آبگینه شراب

ز خاصیتِ آن زمین سینها / تخیّل کنند همچو آئینها

بدل گرد اندیشهای پدید / که اندیشه نتواند آنجا رسید

ز معنی شود سینه صورت پذیر / ز حکمت در انگیزش آید ضمیر

۱۰ ازینها بدریای گردون بس است / که زو بینشی در دلِ هر کس است

بسی کشتیان کاندرین رودِ نیل / نشیننده راند به حکمت دلیل

چو زین رودِ خانه فراتر گذشت / گذشتش ز سر هرچه بر سر گذشت

ز پندار ونده گزین وشتافت / کسی غورِ طوفانِ او در نه یافت

پس آن به که غوکان درین چاه بن / نگویند از موجِ دریا سخن

۱۵ بیا ساقی آن ساغرِ دلگشای / ق / که صورت نمای ست و معنی فزای

بده تا دل از وی مصفّا کنم / دو دریای معنی بیک جا کنم

---

۲ - س ل: بجز هیچ کس جان نبرد - ۷ - ق. س و م: شود در تخیّل چو آئینه ها - ۱۱ - س: کشتیها

بیا مطرب آں نائے راکن بدست | کز آوازِ رغنونہائے یوناں شکست
چناں ملکلبش کن کہ عنقائے روم | ازاں باز گوید بہر مرز و بوم

وصیّت بہ موفقاں کہ در بخشش و فاق یدِ بیضا نمایند

۵ واز آرایشِ کاسۂ تخت نغز مائدہ سنج آرانید و

فرو ماندگانِ صفِّ نعال عین عطلت و غفلت

را در صدرا و توا العلم درجات خوانند و از دعوتِ

۱۰ محمّدی نعمت چشانند

چہ والا ست دانندگی را سریر | کہ ہر کس نہ گردد بر و جائے گیر
بریں پایہ آں کس برآید بلند | کہ برتابد از رشتۂ جاں کمند
بکاں کندن آید زر از کانِ تنگ | وزیں کاں بجاں کندن آید بچنگ
کسے دارد از علمِ عالم فراغ | کہ او چوں قلم خوردود دچراغ
۱۵ خردمند کیں سکّہ با خویش یافت | بہر دست گہ دستِ خود پیش یافت
ہمایوں کسے باشد از ہوش و رائے | گزیں سایہ میموں شود چوں ہمائے

۲۔ س ا: بہ سازشے۔ ۲۔ م ۲: بہ ازاں راغ

اگر زورمندست و گر ناتوان — بود در همه جای حکمش روان

همه کاروانان بدو رو نهند — همه گوش بر گفتهٔ او نهند

چو رخشنده شد سینه زین آفتاب — دگر تیرگی را نه بینی بخواب

شناسد که در پرده هارا ز چیست — بهفتار غنونِ فلک ساز چیست

۵ چرا شکلِ تدویر دارد سپهر — اثر چیست در انجم و ماه و مهر

چرا دارد اختر بیک سو مسیر — چرا عنصرست استحالت پذیر

چرا شد پدر هفت و مادر چهار — چگونه سه فرزند شد آشکار

چو این هر سه زین یک پدر مادرند — چرا این نه مانندِ یک دیگرند

چرا بهتر از جامد آمد نبات — چرا برتر از هر دو شد ذی حیات

۱۰ تنِ آدمی کز جهان برترست — سبب چیست کز همگنان برترست

چرا مردم از بینشِ نیک و بد — خردمند شد دیگران بی خرد

جماد از چه مُرد و نبات از چه زیست — چرا برق خندید و باران گریست

چگونه است جسم و چه چیزست جان — چرا این برهنه است پوشیده آن

چرا جوهرِ جان جسد پیشه نیست — سزاوارِ تقسیمِ اندیشه نیست

۱۵ چگونه کنی حدِّ هستی تمام — دو جوهر چه و هست نقطه کدام

مقولات کان نزد او افزون بود — یکی جوهر و نه عرض چون بود

---

۱۳ - سل ب - چگونه است

چرا جوهرِ اعلیٰ زاجناس گشت | چرا جانور جمله حسّاس گشت

چگونه است در پنج فرد ارتباط | چسان ست در چار شکل اختلاط

سخن را چگونه دهند اختصاص | در امکانِ عام و در امکانِ خاص

دلالت چسان ست در التزام | تطابق کدام و تضمّن کدام

۵ دران حصّه کز جنسِ خود نوع راست | نشد فصلِ علّت ز بهرِ چراست

چه چیز ست علّت که عقلِ حکیم | بدین حیله خواند جهان را قدیم

کجائیم ما وین صنم خانه چیست | نگارندهٔ این صنم خانه کیست

گر این خانه ماراست رفتن کراست | وگر زانِ ما نیست بودن کجاست

غریبانِ این ره کجا میروند | چرا آمدند و چرا میروند

۱۰ چسان نیر و این تختهٔ خاک را | که روشن کند رازِ افلاک را

چه روشن دلے باشد اندیشه سنج | کزین در کلیدے رساند به گنج

در آموزد آن نکته کز رائے خود | شناسد کم و بیش کالاے خود

چو در خود خرد را شناسنده ساخت | خداوند را هم تواند شناخت

ز هر دانش آن شد پسندیده تر | کتا ز بیمِ یزداں کند دیده تر

۱۵ براهِ خدایت روائی دهد | ز بندِ غرورت رهائی دهد

---

۲ - چگونه است در شکل و در اختلاط - ۴ - ق ۲: - تطابق کدام و تضمّن کدام - ایضاً - م: - مطابق کدام
۶ - سلیم - ۸ - س ۱: - چراست - ۹ - م ۱: - کجائیم ۱۲ - م. س ۲: - خویش در هر دو مصراع ۱۴ - س: - یکی

جز این هر چه خوانند ناخوانده به	قلمهای بیهوده ناراندہ به
چنان خوان گرت حکمت ست آرزو	که حجت کنی علم او هم بر او
نه زان گونه کان تیغ گردن زنی	ز دشمن ستانی و بر تن زنی
بخوان هر چه خوانی ـ ولیکن تمام	که ناپخته نیکوتر از نیم خام
۵ مبین در متاعِ تهی مایگان	که جویند آزارِ همسایگان
بکم مایهٔ ناقص آید به شور	بود قطرهٔ آب طوفانِ مور
بهر نامه حرف از کسے جوے و بس	که با صد هنر بر نیارد نفس
کسے کو بدعوی سخن خواست گفت	مدان راست ار خود همه راست گفت
بسا کس که با جمله معلوم خویش	زبون آمد از دعویِ شومِ خویش

۱۰ حکایت فلسفی که اول زنخ زد و آخر بر ریش خود خندید

شنیدم که یونانیِ پُر گزاف	همی زد ز دانائیِ خویش لاف
که بالاے گردون و زیرِ زمیں ق	درون و برون و همان و همیں
۱۵ ز هر چه آشکار است یا در نقاب	بپرسید تا باز گویم جواب
یکے گفت بگزار سیت و بلند	خبر ده که موے زنخدانت چند

---

۸ ـ م۲ بہ : مدان خواست ـ ایضاً ـ س بہ : همه راست

نیوشندهٔ زاں موے در موسخن | بہ پیچید چوں موے بر خویشتن
دمش باچناں دعوی برترے | بموئے فرو ماند چوں پیکرے
سخنہاے ابتر چہ گوید کسے | کزاں خندہ بر ریش بندید بسے

رواں کردن سکندر کوہ بے سنگ رادر سنگلاخ کوہ بطلب گوہر افلاطون و دریافتن آں گوہر در کمر کوہسار و نگین دستگاہ دولت خود ساختن و زیر دست خود نشاندن و از پرتو معادن الناس کمعادن الذہب والفضہ دریافتن

شناسندهٔ حرف دانندگی | چنیں کرد ازیں تخت خوانندگی
کہ چوں بیروں آمد فلاطون ز آب | تن خاکی از موج طوفاں خراب ق
نبودش سر یاری مردماں | رواں شد سوئے کوہ چوں بیگماں
ز ہر بوم برداشت آہنگ خویش | چو سیمرغ بنشست با سنگ خویش
دہاں از آشام و خور بند کرد | بشاخ گیا سینہ خرسند کرد

---

۲ - م - ق ۲ بہ - بنگری - ۱۲ - م ۱ :- نکتہ - ۱۳ - س ۱ :- کہ آمد چو بیروں - ۱۴ - ق :- ناگہاں

نیاتش گر به پردهٔ راز گشت | به راز اندران پرده دمساز گشت
نهانی ز کیشِ کژ آمد برون | سوی راستی شد دلش رهنمون
چنان گشت کوشنده در بندگی | که شد سرفراز از سرافگندگی
ز شب زنده داری دلش زنده شد | چراغش چو خورشید رخشنده شد
۵ فروغ از درونش برون داد تاب | نماند اخترِ روشنش در نقاب
همه مردم از سکهٔ کارِ او | نمودند رغبت بدیدارِ او
برآمد میانِ همه خاص و عام | فلاطونِ حکیمِ الهیش نام
ز نامش که در شهر و کشور رسید | حکایت بگوشِ سکندر رسید
سکندر که بد در حضر پیش ازان | خبر داشت از کارِ او پیش ازان
۱۰ که از کاردانان نو تا کهن | نیوشنده بود از فلاطون سخن
که بودند نازان به مرز و بوم | بشاگردیش فیلسوفانِ روم
ارسطو کز آن گونه داننده بود | هم از لوحِ او حرف خواننده بود
هوس داشت اسکندرِ کاردان | بدیدارِ آن مردِ بسیاردان
دلش ماند زین غم بتاب اندرون | که چون گشت حالش به آب اندرون
۱۵ بیونان نگر چون تباهی رسید | کزان گونه مُرغی به ماهی رسید
چو آگاه شد کان خردپیشه مرد | به آبش خور آمد ازان آب خورد

---

۲ ـ سر۲ ب ـ شده بر دلش راستی رهنمون ـ ۳ ـ م ب ـ در هر دو مصراع : گشت بجاے شد

هوس کرد کز سکهٔ سنگ و سیم — زند بر محک کیمیاے حکیم

بهمدستی خویش راهش دهد — بهمزانوئی دستگاهش دهد

نهد سنگش اندر ترازوے خود — کند وزنش از زور بازوے خود

فرو بُرد ازاں جانِ حکمت شناس — نهاں خانهٔ حکمتش را قیاس

۵ خیالاتِ خام از سرش کم کند — به بُرهانِ عقلیش ملزم کند

دلش کز هوا تیرِ نمرود بود — بکیش براهیمش آرد فرود

فرستاد پنهاں بلیناس را — که از کاں بروں آرد الماس را

بفرمانِ فرمانرواے جهاں — رواں گشت دانا چو کار آگهاں

نشاں جست و سوے فلاطوں شتافت — نشیننده را از نشاں باز یافت

۱۰ پیامِ سکندر بدو گفت باز — که ما راست سویت بدیدن نیاز

سزد گر گرائی بمهمانِ ما — ز دانش دهی بهرهٔ جانِ ما

ز اندیشه دادش فلاطوں جواب — که ذرّه ندارد سرِ آفتاب

من اینجا که گشتم ز دل توشه گیر — ز غوغاے عالم شدم گوشه گیر

که تا چوں ز دانش گرفتم درے — نکوبم بخواهش درِ دیگرے

۱۵ چو همّت بود بر درم پرده دار — سکندر نیابد دریں پرده بار

چو درویش با شاه جوید نشست — عنانش از سلامت بباید گسست

---

۱۴ - س ل :- که تا چوں گشایم بدانش درے - ایضاً - م :- که تا چوں بدانش گرفتم درے

چو با رِ سلیماں ہوس کرد مور | شود کشتہ در زیرِ پائے ستور

چو گنجشک خواہد کہ بریاں شود | طلبگارِ گندم بسلطاں شود

بشہ گوئی کائے منظرت نورِ دار | گدا را دریں گوشہ معذور دار

مرا نے نیازِ کم و بیشِ تست | ترا گر نیاز ست در پیشِ تست

۵ فرستادہ کوشش فراواں نمود | نیوشندہ را رائے رفتن نبود

بلیناس چوں دید کاں ہوشمند | کند وقتِ خود را بخود ارجمند

بشہ باز شد در جہیں خاک رفت | شنیدہ سخن یک بیک باز گفت

چو شہ رغبتِ دیدنش بیش داشت ق | دل اندر پئے رغبتِ خویش داشت

سبک بارگی جست و بر داشت راہ | بہ برجِ عطارد رواں شد چو ماہ

۱۰ نبود از بزرگاں بدنبال کس | جز از ہوشمنداں تنے چند و بس

سرِ کوہکن سوئے کہسار کرد | بکوہ آمد و رہ سوئے غار کرد

چو در غار شد گرد مرکب رہا | بغار اندروں رفت چوں اژدہا

دراں اژدہا خانہ مار پیچ | بجز مار پیچاں نمی دید ہیچ

بسے اژدہا زیر پا کرد پست | کہ تا یافت بر گنجِ پوشیدہ دست

۱۵ نگہ کرد در کنجِ آں تنگ نائے | فرشتہ وشی دید مردم نمائے

گلیمے در آوردہ در گردِ دوش | خزیدہ چو روباہِ پشمینہ پوش

---

۶ — ن۲: زنخلق

کسے کنجش اندر سفالینه خم | کلیدِ زبان در دهان کرده گم

مبرّا شده دل زغم خوردنش | مصفّا شده تن زکم خوردنش

رگ اندر تنش رو نما از صفا | نماینده چون رشته در کهربا

زتابِ رُدِن دُر افشانِ او | حکایت کنان روے رخشانِ او

۵ چو سیماے شه دید برخاست زود | برسمِ بزرگان تواضع نمود

پس آنگاه گفت از دلِ عذر خواه | دعاے سزاوارِ تعظیمِ شاه

برسید کاقبالِ شاهِ جهان | برین سو چرا رنجه شد ناگهان

چه آورد برصعوه سیمرغ زور | کجا پیل گنجد بسوراخِ مور

سبب نبود از کارِ مهتاب دور | که ویرانه را افروزد ز نور

۱۰ جهاندار فرمود کز دیر باز | بدیدارِ تو بود ما را نیاز

بسے آرزو داشت راے بلند | که گردد ز دانائیت بهره مند

کنونم که آن آرزو دست داد | سرِ گنجِ پنهان بباید کشاد

چو دانست دانائے دریا قیاس | که آمد خریدارِ گوهر شناس

بمهمان نوازیش بگرفت دست | نشاندش به تعظیم و خود هم نشست

۱۵ سخن را ز هر پرده ساز کرد | ز رازِ نهان پرده را باز کرد

بهر باز پرسے که شه مے نمود | حکیمش باندیشه ره مے نمود

۱ـ م ا: ـ بسی ـ ۳ ـ م ا: ـ دل اندر تنِ دانشش از صفا

نخستش بہ پرسید کاے گنجِ راز | ازیں گوشہ گیری چہ داری نیاز

جہانے پُر از آرزو در ضمیر | بہشتے گیا چوں شدی خوپذیر

چو گیتی پر از بانگ و آواے است | چنیں تنگ غارے چہ بالاے است

سبب چیست دست از جہاں داشتن | جہانے بگنجِ نہاں داشتن

۵ کند دیدۂ عقل بینندہ کور | بگو را اندروں زندہ رفتن چو مور

بداں چہ آدمی را نوالے خوش است | نشاطے و خوردے و جائے خوش است

چو ز ینہا کسے بہرہ مندی نہ برد | چہ فرق ست از و تا بداں کس کہ مُرد

نگیرد چو در بوم آباد جاے | نہ سیمرغ کار آید و نے ہماے

چو مُرغانِ دہ یاد کن خانہ را | رہا کن پئے بوم ویرانہ را

۱۰ سزد گر سوے مہدی آئی ز مہد | کنی ہُدہُدی با سلیمانِ عہد

بروں آئے ازیں غار چوں اژدہا | وگر غار گنج ست ہم کن رہا

گرت دل بریں گفتہ گیرد قرار | کہ بخرامی از غار با یارِ غار

بدستوریِ خویش دستت دہم | بہمدستیِ خود نشستت دہم

ارسطو کہ جز راے والاش نیست | تو ہمتاش باشی کہ ہمتاش نیست

۱۵ نسیم آرزو بود کاندر نشست | نشانم دو دستور را در دو دست

گنونم کہ آں آرزو دست داد | مدہ آرزو را ز دستم بباد

۳۔ ق ا: از نام۔ ۹۔ س ا: مُرغانِ خوش۔ ایضاً۔ س ۲: پس ایں

فلاطوں چو بشنید گفتارِ شاہ / فرو شد بکارِ خود از کارِ شاہ

بروں داد پاسخ بشرمندگی / کہ اے از تو آفاق را زندگی

ازاں جا کہ رسمِ جہانداری ست / جہاں را ہم از چو تو غمخواری ست

کسے کو غمِ جملہ عالم خورد / ز تیمارِ یک تن کجا غم خورد

گرم از نوازش کنی سرفراز / عجب نیست زاں خُلقِ کہتر نواز

توانم کہ من نیز از اقبالِ شاہ / بگردونِ گرداں رسانم کلاہ

زہے دولتِ ذرّہ کز تفّ و تاب / رود پایہ کوباں سوئے آفتاب

چو حربا بخورشید بیند ز دور / گراں چشم باید شود غرقِ نور

ولے گشت با غمِ خزاں یافتہ / کدیور شد از وے عناں تافتہ

درختے کہ بے آب شد رودِ او / دہن خوش نگردد ز امرودِ او

چو کالا کہن شد چہ جویم سپاس / کہ نرزد جوے نزدِ کالا شناس

نماند آں شگوفہ بہ گلزارِ من / کہ آید بداں بو خریدارِ من

چہ جنبانی آں نخل بن را بزور / کہ شد خارِ او تیر و خرماش گور

چو شاخِ تہی را کنی سنگسار / ز بالا ہماں سنگ بارد نہ بار

نگویم بدستوریم شاد کن / کہ دستوریم بخش و آزاد کن

سرم در سلام آمد از جائے خویش / بجز خیر بادم چہ ماندہ ہست پیش

شبم روز شد روزِ من شب کنوں / عناں چوں سپارم بمرکب کنوں

شب از خانه بیرون نرفته ست کس　　کسے کو رود دزد شد یا عسس

نه شبدیز را روز رهواری ست　　نه شب کور را راهِ شب کاری ست

ز پرواز کاهل شد این مُرغِ پیر　　ازان گشت چون شپّرک گوشه گیر

بود شپّرک نے کبوتر بود　　که پرّنده خوانی و بے پر بود

۵ چو بی دست و پا ماند تنِ دیرپاے　　چه بیهوده خود را نهم دست و پاے

ببین مار کز کوشش آید برنج　　به بی دست و پائی دود سوے گنج

نه مَرد اژدها باشد آن کز نورد　　کشد دست و پا چون شود سالخورد

همان کِرم کز گوشها می خزد　　ز بسیاریِ دست و پا می خزد

مرا گاه آن ست ازین جوئبار　　که در خود کشم دست و پا همچو مار

۱۰ نه غوکم که از شوخی و چشمِ باز　　کنم دست و پا بر هر آبے دراز

پشیمانم از هرچه زین پیش رفت　　که کارے نه بر واجبِ خویش رفت

کنونم که هنگامِ عذر آوری ست　　همان پیشه گیرم نه از داوری ست

بکارِ جهان پره چندان خوش ست　　که از لذّتِ عیش دندان خوش ست

حواصل نگر جمله کام و شکم　　که بے رنجِ دندان کنم فلتقم

۱۵ چو بیکار شد معده زآشام و خورد　　چه باید هوسهاے بیهوده کرد

همنجا رباید دو تن لقمه گیر　　یکے خورد و خورد و دگر پیر پیر

چو مشکل ولایت بکاخور داد　　ز طبعت کنون نافه نتوان کشاد

۹ - ق۲: باخته دار - ۱۷ - ق۲: ز طیبت

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا / چه بر دل نهی عالمِ غم مرا

دلے را که گشت آشنای نیاز / چه خوانی درین شهرِ بیگانه باز

بسے کرده ام بیزش این خاک را / برش نیست جز خار و خاشاک را

مبین گل که حالی دهد بوے مشک / که روزِ دگر کاه برگیست خشک

۵ بران سبزه کو خوشتر اندر بهار / چو بینی خسے باشد انجامِ کار

کدام ست کو رزقِ عالم نخورد / ازین چند روزه بقا دم نخورد

ز دم خوردن آن کس که دلشاد ماند / دهن خالی و سینه پُر باد ماند

اگرچه دمش من هم افزون خورم / ولیکن چو دریافتم خون خورم

چو بشناختم رازِ گردون تمام / بدین پختگی چون شوم باز خام

۱۰ شرابش کم از دل فراموش باد / مرا تلخ شد شاه را نوش باد

سکندر که با دانش و داوریست / خبر داشت کانچه او برون در چیست

نشد سخت گیرش بکارے که داشت / زبان نرم کرد از شمارے که داشت

بدو گفت کارے ز رائے بلند / توقع همین باشد از هوشمند

ولیکن مرادِ من این بود و بس / که یکچند با تو برآرم نفس

۱۵ ز دانائیت بهره پُر برم / ز دریا صدف، ز صدف دُر برم

چو تو داشتی صحبت از ما دریغ / تواضع ز تو نیست ما را دریغ

گر از زحمتِ ما نیائی ستوه / کنون نخچه ما و دامانِ کوه

نه آن پادشاهم من از کبر و جاه — که تعظیمِ دانا ندارم نگاه

کسی کو خرد را بود جوهری — به بیند در اکلیلِ سکندری

به از ملکِ من دانشت در ستیز — که این عاریت باشد آن خانه خیز

نکو رو که زیور نه بندد بدوش — بسی بهتر از زشت پیرایه پوش

۵ کسی کش بکنجِ خرد ره بود — اگر گنج زر جوید ابله بود

دلت کو بهر نکته گنج اَنگنی ست — چه محتاجِ گنجینهٔ چون منی ست

ترا چون جهانی ست در دل نهان — کجا سر در آری بشغلِ جهان

چنانی بفرهنگِ خود سرفراز — که در دولتِ ما نداری نیاز

نیازِ تو گر تافت از ما زمام — تو هست ما را نیازِ تمام

۱۰ به بین مایه چون دادِ اختر بتو — که محتاج باشد سکندر بتو

سز کز درونِ چو دریا دمیغ — ز تشنه نداری زلالی دریغ

دلم را ز نزلی که بر خوانِ تست — بده گر چه ناخوانده مهمانِ تست

در آموز آن نکته را اندرز و پند — که اینجا و آن جا بود سود مند

در آئینِ ملکم روائی دهد — در انجامِ کارم رهائی دهد

۱۵ نهادست تاجِ مبارک مرا — همه بارِ عالم به تارک مرا

رهم پیشش بارِ گران بر سرم — بگوئیں گرانی بسر چون برم

۱۴ـ س ل: بحکم

طریقے نما از خبر داشتن — که توانم این بار بر داشتن
بخشنودیِ کردگارم در آر — که خشنود باد از تو هم کردگار
حکیم از چنان خواهشِ زیرکان — بر آن جست دشمن چو تیر از کمان
بپوزش گری گفت کاے کدخدائے — ترا راست گویم به فرهنگ و رائے
۵ همه خسروان را بمیلِ ضمیر — سخن خوش نیاید مگر دار و گیر
بگیتی تو آں پادشاهی و بس — که خشنودیِ خلق خواهی و بس
نگر تا چساں فرّخ آئیں بود — کسے کارزوئے دلش این بود
چو این در تو بے گفتِ کس میزنی — بگفتن چه محتاجِ پندِ منی
ترا نامهٔ کاردانی بجیب — ز تلقینِ اقبال و توفیقِ غیب
۱۰ به آموزیت گر سرِ سوزنیست — چه اندازهٔ دانشِ چوں منیست
مه از نور اگر چند شد بی فراغ — نه از کرمِ شب تاب خواهد چراغ
چو خورشید تاب از سُها وام خواست — اگر صبح بر روے بخندد رواست
دلے مهتران را که میلِ کسیست — به کهتر نوازی بهانه بسیست
مرا هم چو فرمانِ شه بُردنیست — نهم بارِ گردن که آں کردنیست
۱۵ اگر مایه کم دارم و گر شگرف — کشم قطرهٔ پیشِ دریاے ژرف
دمے رنجه کن سوے گوینده گوش — نکو ناصح فرماے و بد را بپوش

---

۲ - م۲: که خوشنود باد - ۱۴ - س ل: مرا چونکه فرمانِ شه بردنیست - ۱۶ - دمی زنده کن

زمام دادنِ فلاطون ناقهٔ معقول را از زیرِ دستِ محملهای استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغازهٔ نجات تعلیم کردن

نخست آن چه فرض ست بر شهریار / همان شد کز ایزد بود ترس کار

بهر شادمانی و تیمارها / به یزداں سوالت کند کارها

چو تیری زند جانِ بدکیش را / ببیند توانائیِ خویش را

دگر خورد زخمی برو نیز ظن / ز ناوک رسائی به ناوک فگن

درآں حضرت از راهِ دانندگی / کند چون دگر بندگاں بندگی

به نیرنگِ ایں پنج روزه خیال / که ناداں نهد نامِ او ملک و مال

میندازد اندر سر آں باد را / که زد لطمه فرعون و شدّاد را

نه شاهی ست کز ماه تا ماهی ست / درِ بندگی زن که آں شاهی ست

ز تنگایِ خدا داد دل شاد کن / ز مادر چه آورده یاد کن

چو دادت خدا آں چه داری بدست / خدا را پرست و مشو خود پرست

چو دانی که ایزد پرستی ست کار / نظر سوی ایزد پرستاں گمار

---

۱ [illegible] ۲ جاه

بہر کار از آں کس طلب یاوری   کہ دارد نہاں با خدا داوری

توئی گرچہ شاہنشہ روم و زنگ   مگر تا نداری ز درویش ننگ

کہ گرچہ او چو گل زندہ پیراہن ست   ولے بوے او از دگر گلشن ست

در آں بزم شاہاں چہ معنی بود   کہ بویش ز مُردارِ دینی بود

شہے کش ولایت ہمہ عالم ست   ز درویش صاحب ولایت کم ست

بسا پشم پوشے کہ اندر جہاں   جہانے ست در زیرِ موئیش نہاں

ہر آں نافہ کافزوں بود بوے او   چو آہو بود چرمِ آہو برو

مبیں چترِ شہ کاں برائے شہ است   کزو بوریائے گدائی بہ است

نہ آں ست درویش مردِ خدائے   کہ ہر دم پیشِ شہ شد بپائے

بسیلیش پشمینہ برکش ز دوش   کہ پوشیدہ در وے ست پشمینہ پوش

مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او   کہ آں دامِ ماہی ست بر دوشِ او

چو دامے کہ برداشت ماہی فروش   ز بہرِ دمِ ماہیے ماہی بدوش

ہم از دامِ ماہی دل ایں نکتہ بیخت   چو ماہی کہ برداشت آتش بریخت

فقیرے کہ نانش ز درِ شاہ جست   بباید ز آبِ خوشش دست شست

بہشتی بود شاہِ درویش خواہ   کنشتی ست درویش در کوے شاہ

مدد زاں گدا جوے در نیک و بد   کہ از پادشاہاں نجوید مدد

از آں دیگ نوشت فراموش باد   کہ تو میخوری او کند نوش باد

کسے کو بی عہد شاہاں کند — نہ اندیشۂ نیک خواہاں کند

فریبندہ دزدے بود رخنہ جوے — کہ افیوں دہد پاسباں را بکوے

شہے کو خود از شرب مے شد خراب — ازو کے عمارت شود خاک و آب

زہی دَور شاہنشہ روم وے — کہ عالم درو غرق۔ او غرق مے

۵ بود بر ملک تکیہ ہر کہ ہست — ستوں چوں بیفتد شود خانہ پست

کسے کز خود آگہ نباشد دمش — چہ آگاہی از جملۂ عالمش

جہاں گرچہ خالی ست از دشمناں — مدہ تا توانی بعشرت عناں

ہوس گر گدائی کسے را کم ست — ہوسناکِ شاہی ہمہ عالم ست

چو از مے سرِ خواجہ شد در سلام — کند بندگی خیر باد از غلام

۱۰ چو سیل آمد و بُرد فرزانہ را — عمارت کند دیگرے خانہ را

نگویم کہ خمخانہ را بند کن — بہ ناں پارۂ معدہ خرسند کن

کس ایں خود نگوید بشاہِ جہاں — کہ مطلق بشو زیں حلاوت دہاں

ولیکن چناں خور گرت در خورد — کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد

چو در جانش جا سازی از دستِ خود — مشو مستِ او بل کنش مستِ خود

۱۵ چناں بادہ خور گز زبردستیت — بہ از ہوشیاری بود مستیت

بود مے زبردستِ پیر و جواں — تو بر وے زبردست شو گر تواں

۷- ق دم انبشد

چو شد کار فرمای مارای تو — چرا می بود کار فرمای تو

مئی خور که بخشی زر و بارگی — نه آن می کت آرد بخونخوارگی

باندازه خور می که کار آیدت — نخندان که فردا خمار آیدت

بخور گر بمردی عنانت کشد — رها کن چو دل بر زیانت کشد

٥ شکم را بسیار آبِ حیوان بهشت — ولیکن مریز آبِ حیوان ز پشت

نه دولابی از جنبشِ بی سکون — که بستانی و باز ریزی برون

نگر کانچه دولاب در جوی ریخت — کز این سو برآورد زان سو بریخت

چو هر جا که مردی پرستارِ تست — تو زن را پرستی زهی رای سُست

سری بایدت تن بخونابه کن — زره بستر و تیغ همخوابه کن

١٠ چو خواب آیدت بر سرِ تختِ خود — بیاموز بیداری از بختِ خود

تو بیدار باش آشکار و نهان — که از پاست آباد خُسپد جهان

مکن هر چه عالم خورد غم ز تو — تو در خواب بیدار عالم ز تو

چو شه را ز دشمن یکی صد بود — کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چو بیداریِ دشمن از راه خاست — تو نیز از زمانی بخسپی رواست

١٥ چنان خسپ روزی که خسپی بسی — که خوابِ پریشان نه بیند کسی

بخسپ و بخوابِ جوانی مخسپ — و گر خود توان تا توانی مخسپ

---

١٦ - م۲: وگر خود توانی تو هرگز مخسپ

حکیم آن سخن را نه بر هرزه گفت — که شد فتنه بیدار چون شاه خفت

اگر شحنهٔ شهر خسپد خراب — بیک گوشمالش بر آور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند — شکم پر کنش تا شبانی کند

ببزم آن که مست ست هشیار کن — طرب با حریفانِ بیدار کن

دلیران بوند ار چه ز اندازه بیش — مکن دور دانندگان را ز خویش

چو خواهی که کم گردی اندیشمند — ز اندیشهٔ زیرکان گیر پند

چو پیش آید اندیشهٔ کارزار — یزکهای اندیشه را پیش دار

به پرتاب داری رسد زخمِ تیر — بود تیرِ اندیشه آفاق گیر

بدانسان شو از کینه ور کینه خواه — که نی تیغ رنجه شود نی سپاه

بمشت اندرون تیغ را جای کن — ولی رای را کار فرمای کن

ز آئینهٔ رای بینی جمال — در آئینهٔ تیغ نبود خیال

مکش سر ز رای که بخرد زند — که پیلِ حرون بر صفِ خود زند

ورت دل ز یزدان بود زورمند — نهٔ نیز محتاجِ رای بلند

توکل ز پیش ست و لشکر ز پس — فرس زیر و نیزه بدنبال بس

علم خسروان را گر از پس بود — علم در پسِ شیر دم بس بود

چو قادر شدی چهره را ریز خون — مزن دشنه بر بستگانِ زبون

مده تیغ را بر سیاست زبان — که آهسته باید بخون مرزبان

بجان این مثل زندگانی ده است — که جان بخشی از جان ستانی به است

چو فیروزیت باید اندر مصاف — بکن گردِ خرگاهِ دلها طواف

برآر از رهِ لطف گردِ همه — باندازهٔ کار گردد همه

به تیمارِ خدمتگران کن بسیج — ز بد خدمتان نیز دامن مپیچ

۵ اگر مردِ بیدار پروردنی ست — گران خوابه را نیز غمخوردنی ست

سپهدار باید خداوندِ تخت — که بی برگ برکنده باشد درخت

شهی کو نداند سپه پروری — فرو افتد از پایهٔ سروری

ز لشکر بود زورِ شاهنشهان — که یک تن به تنها نگیرد جهان

مشو سخت گیر از خدا داده — که گردد غلامِ تو آزاده

۱۰ بمردی کند خدمتت بنده وار — ولی رایگان جان دهد وقتِ کار

شنیدم که از کار پرداختن — کم آرام دارد شه از تاختن

ق چو لشکر ز فرمانِ شه یافت زور — رود گرچه گیرد بسوراخِ مور

ولی این ندانی که در اتفاق — نه زیباست تکلیفِ ما لایطاق

شتابنده را هست آخر ستاد — که خاک ست فرزندِ آدم نه باد

۱۵ ترا باد پایان ز اندازه بیش — بیندیش ازان لاشهٔ پشت ریش

ترا بارگاهِ بریشم طناب — خبر نه ازان سوزشِ آفتاب

---

۸ - ق۲: ز تنها بگیرد - ۱۱ - کم آرام گیرد سر از باختن

ترا توشه دان پُر ز حلوای تر — نظر کن به بی توشهٔ راه بر

چو گنجینهٔ صد ولایت تراست — هنوزت دو دیدن ز بهرِ چراست

نه رنجی که بر سینه بار آیدت — به اندازه کن که کار آیدت

کسی رنج در حاصلی چون برد — که از رنجِ او دیگری برخورد

۵ خوش آن کین ورق را چنین داد پیچ — که نگذاشت از بهرِ بیگانه هیچ

جهان چون خیالی ست آئینه بست — که بنماید اما نیاید بدست

اگر پادشا کامِ عالم گرفت — ق — دگر بی نوا بهرهٔ کم گرفت

چو از بهرِ فردا نبر دند ساز — جهان دیده نادیده گشتند باز

یکی خورد در خواب نان و کباب — یکی را نیامد خود از فاقه خواب

۱۰ چو طبع از درون راحت افزا بود — شب هر دو را فاقه برجا بود

چو در خواب ساغر خورد باده خوار — اگر مستیش نیست باشد خمار

متاعِ جهان ست باد روان — گره بر زدن باد را چون توان

حکایت مستی که از انبان پشت باد حاصل کرد و بباد داد

۱۵

شنیدم یکی را ز اہلِ نشست — که بادی ز رندانِ نوشنده جست

---

۱ - ق ۲ : بار بر - ۳ - م . ق ۱ : زرنجی که - ۱۰ - م . ق ۱ : آتش

بخندید دزد دیده رندی چو برق — بخوی شد نشیننده چون اغرق
بپرسید ازان رند هنگامه جوی — کفی بست و دادش که با کس مگوی
شد آن رند و دادش بباد شمال — رساننده گفتش چه بود این خیال
جوابی بصد شوخیش باز داد — که باد آمد و دادمش هم بباد
۵ هر آن کس کزین حجره باز رفت — تهی آمد و هم تهی باز رفت
چه باید گرفت از نشیب و فراز — که می باید آن را رها کرد باز
چو خورشید باید جهان گیر داشت — که هر روز بگرفت و هر شب گذاشت
مگس هم نشیند به پشت کلنگ — ولی کی چو شاهینش دارد بچنگ
چه پیچی درین چار گوشه سرای — که جز چار گز را نه کدخدای
۱۰ چو یک مشت خاک آدمی را عطاست — زمین جمله در مشت جوید خطاست
که دارد چنان دستگاه فراخ — که در مشت او گنجد این سنگلاخ
کسان کاندرین کوی ره داشتند — فراوان گرفتند و بگذاشتند
چو زین جا نبردند آن جا بهی — گذشتند ازین جا و آن جا تهی
بسیمای تست آن نمودار بخت — کزین هر دو بستان بر آری درخت
۱۵ چو این سر اسر گرفتی به عهد — کنون کوش کان نیز گیری بجهد
چو در دخمهٔ خاک جا کردنیست — رها کن رهی کان رها کردنیست

۲- س[1]: بخندید - ۱۰- س[2]: خوهد

رهی پیش گیر از خرد پیش ازاں | که دریابی آزادیِ خویش ازاں
چو جاں نیست با جانستاں در مند | ازیں شور و غوغاے بیهوده چند
چو یکدم همه با دو دم ها کم است | چرا ایں همه باد ازاں یکدم است
بسا غرّهٔ کز مردن ایمن نشست | که تا چشم برهم زنی دیده بست
۵ اگر تاجداری وگر سرفراز | بتاج و سرِ خویش چندیں مناز
که یک صدمه زیں باغِ نیلوفری | رباید سر و تاجِ سر بر سری
چو دانی که حربِ فلک کردنی ست | کله کز منه چوں قفا خوردنی ست
جهاں خور غمِ زندگانی مخور | فریبِ جهاں تا توانی مخور
نشاید بدیں ملک خرسند بود | به بیں تا چو تو در جهاں چند بود
۱۰ چه نازی بداں تختِ شاهنشهی | که از تاجور خواست ماند تهی
چو هست آدمی را گزر در مغاک | چه اسکندر و چه یکے مشتِ خاک
نگردد ورِ گردونت از یاد برد | که تختِ سلیماں چساں باد برد
شنیدستے آخر که بهرامِ گور | بدنبالهٔ گور شد چوں بگور
نخواندی که کیخسروِ تاجدار | چساں رفت در غار بی یارِ غار
۱۵ بکاؤس کو بر فلک شد بسیں | فلک بیں کز آنجاش زد بر زمیں
بضحاک بیں تا چه حرماں رسید | که از کامِ ماراں بکرماں رسید

---

۱۰ - ق ۲: ماندن - ۱۳ - چوں شد

چه خسپی درین خانهٔ فتنه سنج | که دزد آشکارا فرستد به گنج

زهی دزد کز تیغ جاری زیان | سر شحنه زد و شهر با پاسبان

توان نقب هر خانه دیدن بسی | ولی نقب زن را نه بیند کسی

ازان دزد این خانه منظور نیست | که در چشم خلق از خرد نور نیست

۵ کسی کز خرد هست بینای کار | نهانی همین بیندش آشکار

تو گر یابی این بینش اندر نهان | دگر دل نه بندی بکار جهان

نیفتی چو طفلان درین کهنه دیگ | که ماند ازین مردمان مرده ریگ

زمین هر چه داری بدان الهی | نه هر روز رختی بمنزل نهی

بملک این قدر ضبط باید نهان | که آگه بوی زد چو کار آگهان

۱۰ چو یک خانه را کس نداند شمار | چه باید زدن پنجه بر هر دیار

جهانگیری ار چه جهان خواریست | ولی پادشاهی جهانداریست

جهانگیر همچون جهاندار نیست | کمان کش مخوان چون کماندار نیست

همین فرق شد در دو صاحب کلاه | که این پهلوان است و آن پادشاه

نه آسان است بر تخت ره داشتن | جهان را بیک تن نگه داشتن

۱۵ ز شاه ار چه نعمت پیاپی بود | به از ایمنی نعمتی کی بود

چو خورد از بزرگان نگه دار دامان | رعیت همان است و سلطان همان

---

۷ ـ ق ۲: ـ مردگان

اگر سایه بان سایه ندهد بسے / چرا زیر دستش نشیند کسے

ازان خیمه پاره بگسل طناب / که نبود پنه ز ابر و از آفتاب

گر امروز موئے ز ایوان تست / بمحشر حسابش ز دیوان تست

چو از شرق تا غرب فرمان تراست / به بین عهده چند حیوان تراست

نه از هوشمندی ست فرزانه را / میانجی شدن نزل بیگانه را

چو مرد آید از بار یک تن زبون / ز بار جهانے کسے آید بردل

پس آن به که در حجره بر داشتن / بواجب بود بار بر داشتن

گر امروز نه بود ز فردا هراس / چه نیکوتر از دولت بقیاس

چه آزاد مرغی که از بیش و کم / خورنده ندارد بجز یک شکم

شنیدم همه جانورگر زمی ست / به پرسش نه در عهد چون آدمی ست

دد و دام کافزون و کم می دوند / بمزدوری یک شکم می دوند

ندارد بجز آدمی این شمار / که یک تن دهد طعمه صد هزار

اگر گرم خیزست وگر خفته خیز / کس از نیم نانے ندارد گریز

چو شاهی کسے را بدوران خویش / مخسپان شکم خالی از نان خویش

بکن شکر آن را که در روزگار / تو لقمه دهی و جهان لقمه خوار

بواجب چنان ده قرار حشم / که افزون دهی زانچه گفتن نه کم

کسے را که دولت دهد پایه / به از راستی نیست پیرایه

شه آن به که از راستی دم زند | که کس نانش از راستان کم زند

چو دریای جوشنده گرد سراب | خورد تشنه از دیدهٔ خویش آب

دمِ صبحِ کاذب بود زود میر | ولی صبحِ صادق شد آفاق گیر

اگر سکّهٔ قلب شد حنانگی | بدها نهد مهرِ بیگانگی

۵ ز بهرِ زبردست باشد غرور | بزور از نمائیش ماری بزور

چو این فتنه باز زیردستان کنی | چرا دعوی پوردستان کنی

بهر پایه ده راستان اتوان | کجک نه به پیشانیِ کژدمان

مکن جز نژاده بشغل احمند | که تا در نیاید بدولت گزند

چو خس را در افگند در دیده کس | ز خود بایدش گریه ونی ز خس

۱۰ چو کردی کسی را بخود راه ده | ببندیش و بنشانش آن گاه ده

کسی کو ز بردست بر زیردست | که در زیردستان نیارد شکست

اگر سنگ بر سینه دارد ستیز | بسندانِ آهن کنش ریز ریز

ور آهن کند سنگ را پست و نرم | ببر سختیش را بانگشتِ گرم

عوان چون رشته غافل برزن ست | فغان نی ز نشتر ز نشتر زن ست

۱۵ چو سگ در رمه گشت بزغاله گیر | شبان گو به سگ زن نه بر گرگ تیر

چو خون ریزِ خلق از سپاهان بود | دیت بر سرِ پادشاهان بود

۱- س ل۱: بانگ بر - ۵- م۲: آزمائیش - ۷- م۱: کژروان - ۱۰- م۱: خود - ۱۲- س وم۱: شیشه

مکن کدخدا زدِ سلطاں فریب | که مالِ او بر و بر تو باشد حسیب

نهادے که مانند زخونخوارگاں | بود دست بر دِ ستمگارگاں

بانصاف نه سگه دادها | ستم را بیند از بنیادها

چه رانی ز دادِ فریدوں سخن | تو نو باش گر شد فریدوں کهن

٥ چه تازه کنی نوبتِ پیش را | بده تازگی نوبتِ خویش را

بزرگاں که دادِ دهش داشتند | نبُردند بهرِ تو بگذاشتند

چناں نه تو ایں رسمِ پایندگاں | که بگذاری از بهرِ آیندگاں

بعهدِ خود آں نغز پیرا کیستی | که در عهدهٔ دیگراں نیستی

ترا باید از باغِ خود بار جست | دو جو بر تو کز کشتِ دهقاں برست

١٠ چناں باش کآئینِ تو در جهاں | شود سبقِ تعلیمِ شاهنشهاں

شهے کو شد از رسمِ تو مایه گیر | بمعنی تو باشی نه او بر سریر

چو باشد بدورانِ او دادِ تو | کند خلقے از دادِ او یادِ تو

چو حرفے ز تو بیند در شانِ او | دعاے تو گویند نے زانِ او

منه بر بدی کارها را اساس | که کس گاهِ نفرین نگوید سپاس

١٥ کسے کو بزرگ ست کارش بزرگ | بهر پایه باشد شمارش بزرگ

یکے مرد کش صد هزارست کار | یکے صد بود بلکه خود صد هزار

٦- ق و م۲: بر دادر ره داشتند - ایضاً - م۲: نگردند - ۹- ق و م۱: میوه جست

۹- س۱: ترا باید از بهره خود دانه کشت - ایضاً - س۲: برشت

چو هر جا رسد کارِ هنجارِ او | جهاں پر شود لابد از کارِ او

گر او بد کند همگناں بد کنند | ولے نیکی آرد یکے صد کنند

پس آں بہ کہ فرماندہ از جہدِ خود | کند خوے خوش زیورِ عہدِ خود

بہ قانونِ بد بد شود حالِ دہر | کہ آئینِ شاہ است دستورِ شہر

۵ چو در قالبِ گز گزارند سیم | نمودار پیکر نخیزد سلیم

شناسندہ باید خداوندِ تاج | کہ تاراج را نام ننہد خراج

مبیں گر ستم خیزدت غرہ بیش | کہ نتواں برہ خورد چوں مردِ میش

چو کردی درختے ز بیخ میوہ پست | جز آں میوہ دیگر نیاید بدست

یکے را ازاں کرد یزداں بلند | کہ باشند از و دیگراں بے گزند

۱۰ چو او خود کند کارِ دشمن بسے | ز بیدادِ دشمن چہ نالد کسے

اگر باغباں تیشہ دارد چو برق | ازاں باغباں تا تبرزن چہ فرق

ملک بہ کہ باشد نیاز و نیاز | زبردست سوز و فرودست ساز

سراں حملہ در جاے عالی برند | خراں تاختن در حوالی برند

چو بر پیل نہ توانی آورد زور | چہ باید لگد کوفت بر پشتِ مور

۱۵ نہ مردی بود نقبِ خانہ کناں | بمالِ یتیمان و بیوہ زناں

چو شیر از توانائی آید فرود | بہ نخچیرِ غوکاں رود سوے رود

---

۲ - م۲: دگر

چو شد حبرہ را چشم ہمّت بخواب ‏ ‏ ‏ ‏ بموشاں کند از کلنگاں شتاب

چو شاہیں بصیدِ ملخ زد پرے ‏ ‏ ‏ ‏ نہ او سیر گردد نہ زو دیگرے

مپیچ از ستم دستِ بیچارگاں ‏ ‏ ‏ ‏ ستم کن ولی بر ستمگارگاں

بروں کن ز پائے کسے خارِ خویش ‏ ‏ ‏ ‏ کہ نتواندت گفتن آزارِ خویش

حذر کن ز تیرے کہ آں بد زنی ‏ ‏ ‏ ‏ بغیرے کشائی و بر خود زنی

گر از آہنیں قلعہ داری پناہ ‏ ‏ ‏ ‏ مباش ایمن از ناوکِ داد خواہ

ستمکش کہ دستے بر آرد بشور ‏ ‏ ‏ ‏ عناں بگسلد آسماں ابزور

ملک را ز جورے کہ زیبا بود ‏ ‏ ‏ ‏ نکوتر دعائے رعایا بود

چو ہر جا رسد راحت از سوئے او ‏ ‏ ‏ ‏ ہمہ خلق گردد دعاگوئے او

چو زینگونہ در سینہا یافت جاے ‏ ‏ ‏ ‏ شود تاجِ شاہی برو دیرپاے

نمانند در ملک و دولت دراز ‏ ‏ ‏ ‏ مگر زورمندانِ عاجز نواز

حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ روزے سلیماں گزشت ‏ ‏ ‏ ‏ سوارہ بسوراخِ مورے گزشت

فرس تا نہد بر سرِ مور پاے ‏ ‏ ‏ ‏ فرود آمد و بر گرفتش ز جاے

بر آورد آں بے زباں را بدست ‏ ‏ ‏ ‏ شد از رخش و بر تختِ شاہی نشست

بپرسش بر آں خوردہ شد خوردہ بند ‏ ‏ ‏ ‏ کہ چوں بینی ایں تختگاہِ بلند

بدانندگی دادمورش جواب — که ای ذرّه را بُرده بر آفتاب

اگر تختِ والا قدم جای تست — مرا جای بر دستِ والای تست

سزد گر کنی خود بدانش نگاه — که من برترم یا تو در دستگاه

رعیّت که بر دادگر بارِ اوست — چه آسودگیها که در کارِ اوست

۵ ز چندین نصیحت که راندم نفس — خلاصه همین یک دو حرف ست و بس

برآنگونه کن هر چه کارت بود — که خشنودیِ کردگارت بود

که ایزد جهان چون بدستت سپرد — بداند جهان کین نه کاری ست خرد

چنان این زمان از خدا شرم دار — که فردا نمانی از و شرمسار

سکندر چو بشنید گفتارِ پیر — رقم کرد یک یک به لوحِ ضمیر

۱۰ بسی آفرین کرد و بوسید دست — ق — پس آنگه بدو گفت کای حق پرست

ز نزلی که دادی بمهمانِ خویش — دل و جانش کردی گروکانِ خویش

کنون چون توان داشتن دل صبور — که از دولتِ چون تو مانیم دور

نواله نه بایست دادن بکام — چو دادی کنون سیر گردان تمام

نشاید بمیخواره دادن شراب — چو دادیش پرده که گردد خراب

۱۵ جگر تشنه را که دریا کش ست — چو قطره دهی شعلهٔ آتش ست

زیزدان خود آن سرمه داری بچشم — که خاشاکِ ما را نیاری بچشم

---

۲ ـ س ل ب: اگر تخت بالا ـ ۱۰ ـ س ۲ ب: پس آن گاه گفتش که ای حق پرست ـ ۱۶ ـ ق ا ب: تو خود زایزد

ولے رائے ما کارزومند تست　　بدین آرزو کے کند پنجه سست

ازین سو که ما کامران آمدیم　　طلبگار گوهر بکان آمدیم

چو دیدیم گوهر نه جائے نشست　　که آسان توان آوریدن بدست

و آهنگ سوے تو هر دم کنیم　　ترا وقت آسوده درهم کنیم

۵ خود آموزگاری که در برج نور　　عطارد نباشد ز خورشید دور

خردمند چون خواهش شاه دید　　ز خواهنده دوری نه از راه دید

فراوانش بستود آنگاه گفت　　ق　　که اے شاهِ بیجفت بادا جفت

دلت جز بفرخنده فالی مباد　　جهان هیچ گاه از تو خالی مباد

کجا چون تو شاهی بود در قیاس　　که دانا توان گفت داناشناس

۱۰ نه من زان شدم از جهان گوشه گیر　　که تنها ز یزدان شوم توشه گیر

کسے کو دهد داد طلعت بکوه　　بصحرا ازو دادن نیاید ستوه

دگر هست همچون هراسندگان　　ق　　گریزم من از ناشناسندگان

نرنجم من از عالمے پر خرست　　مگر زان خرے کادمی پیکرست

مزاجِ سگان را نگیرند نغز　　که نزدیکِ شان استخوان به ز مغز

۱۵ چو گوهر نه بر آدمی سر بود　　همان سنگے از آدمی به بود

من اینجا بدان کرده بودم پناه　　که دیگر نه بینم بخورشید و ماه

---

۷ - ق ۲: بیچوں - ۱۱ - ق ۱: طاعت - مصرعه دوم: زیزداں

ولی چوں شہم می کشد زیں مغاک | چو خورشید گونم برآرد ز خاک

نہ زیبا بود نزدِ روشندلاں | کشیدن سر از طاعتِ مقبلاں

پذیرفتم از بختِ والاے شاہ | کہ بوسم درِ دولتش گاہ گاہ

بشرطیکہ دارائے خدمت پذیر | نہ باشد دراں خدمتم سخت گیر

۵ گر آیم کند جانم از لطف شاد | دگر نیز نایم نیارد بہ یاد

ملک گفت ما را رضائے تو بس | بیاؤ برو۔ بر نیارم نفس

مگر یک نفس کاں برآوردنی ست | ترا نیز گفتارِ من کردنی ست

چو من ربعِ مسکوں گرفتم بزور | کنوں شور دارم بدریاے شور

حکیمانِ دانا و پیغمبراں | بسے ہمعنانِ من اند اندراں

۱۰ تو ہم چوں بزرگی دریں داوری | ز تو نیز میخواہم ایں یاوری

بخندید ازاں گفت دانا چو برق | بگفتا مکن غرقہ را باز غرق

چو یکرہ فگندی بدریا درم | مدہ یاد ازاں آشنا دیگرم

دوبارہ بیفتاد کورے بچاہ | چو بینا بدریا فتد نیست راہ

ولی من چو زیں خانہ کردم کنار | چہ مرگم بدریا چہ در کوہسار

۱۵ بجائے کہ شد با بزرگانِ دہر | بدریا دروں باک گردد چہ بہر

گر آسودہ چوں سمے لوتناک | بہ دریا دروں پاک گردد چہ باک

رضا دادم ایں بندگی را بجاں | کہ آیم بدنبالِ شاہِ جہاں

۱۰- س ق م ا ب: پاکاں

به هر سو که روشن کند راه را | کمر بسته‌ام خدمتِ شاه را
بدان عده چون شاه دمساز گشت | سبک دستِ او بوسه زد باز گشت
ازان پس که گه گاه دانا ز کوه | رسیدے سوے شاهِ دریا شکوه
بسے نکته و پندِ دانش فزاے | فرو گفتے و باز گشتے بجاے
۵ چو شد وقت کاید خلل در اساس | نه داننده ماند و نه دانا شناس
بیا ساقی آن سلسبیلِ حیات | که شوید همه تیرگیها ز ذات
بده تا چو منزل سجا کم کشد | ز آلایشِ خاک پا کم کشد
بیا مطرب آن علمِ باریک را | که روشن کند جانِ تاریک را
فرو گوے زان گونه سوزان‌تر | که دستارِ عالم رباید ز سر

۱۰ در تجربهٔ کارِ عالمِ پر الم و کامیاب شدن از چاشنیِ زهر و نبات و روشن کردنِ دقایقِ انوارِ نجومِ آسمان و زمین و فرق کردنِ یاجین از تراب و از عینِ عبرت ۱۵ بدریا و رودِ ژرف نگریستن و در ماهیتِ بحر و حوت تعمّق نمودن

---

۷ — م و ق و س: (در هر دو مصراع) کند - بجاے کشد

چه زیباست رای خردمند را — گشادن ز چشمِ خرد بند را

جهان را به پیشِ نظر داشتن — ز هر نیک و بد بهره برداشتن

بهر منزلی کردن آرامشی — بهر مجلسی ساختن رامشی

هوس پیشه چون آدمی نیست کس — که دارد بنادیده دیدن هوس

۵ دد و دام هستند زین شیوه فرد — که کاری ندارند جز خواب و خورد

بخواب و خورش چون سر آید زمان — بهایم همان ست مردم همان

خرد گاو را نیز هست از گزاف — بصحرا، این نطعِ رنگین طواف

چو مردم نگردد بهر نکته غرق — ازان گاو خر تا بمردم چه فرق

ز مردم همانست مردانگی — که گیرد جهان را بفرزانگی

۱۰ تماشای این باغِ رنگین کند — بهر شربتی کام شیرین کند

جهان هرچه پیش آرد از خاک و آب — همان را پذیرد که بیند صواب

بسا ساده دل کز سپهرِ کبود — نهادند پا بر بساطِ وجود

جهان جمله دیدند شیب و فراز — چو دیدند نادیده گشتند باز

بدانگونه کن گردِ گیتی خرام — که دریابی اسرارِ گیتی تمام

۱۵ مشو چشم بسته چو گاوِ خراس — که نفگند جز دانه را در آس

بغفلت مکن طوفِ این دیولاخ — که تنگ آید از تو جهانِ فراخ

---

۶ - ق ۲: همانند - ۱۴ - س ۲: عالم

چو برمست مهمان شوی روزه دار — ترا در دِ سر گیرد او را خمار

به پرهیز چون در خرامی بباغ — تو حسرت خوری میوه گنجشک و زاغ

چه فرّخ کسانے که بالا و پست — جهان را بدیدند از انسان که هست

بکارے خرد رنجبر کردند پاے — ز هر دو سه قلبِ مرد آزمائے

۵ فزون گردد ار چه از سفر دودِ مرد — همان پختگی بس بود سودِ مرد

بکان کندن ار دستِ تو گشت ریش — مخور غم که سود از زیان ست بیش

ولیک این گمان هم ز هنجار نیست — که جز با سفر تجربت یار نیست

نه این مایه کم داشت آن بختیار — که بر جنبش آرام کرد اختیار

بسا گوشه گیرانِ ثابت نمائے — کز اندیشه بر چرخ سایند پائے

۱۰ چو سر در گریبانِ دل خم کنند — نشسته تماشائے عالم کنند

اگر ساکنی ور دوی پیش و پس — همه سوے معنی نظر دار و بس

هران پیکری کایدت در خیال — طرازے ست از کارگاهِ کمال

اگر جمله مغزست و گر جمله پوست — باندیشه در هر چه بینی نکوست

بروے زمین هر چه سنگ و گیاست — جداگانه در هر یکے کیمیاست

۱۵ زر ار ز سنگ اگر چه مکرّم ترست — نه زو سنگ را خاصیت کمترست

زرے را که نرخ آشکارا کنند — عیارِ وے از سنگِ خارا کنند

۱۵- ق ۲ :- زر ار سنگ

مبیں آبگینه که لعل و سیاه | که رخش چوبے نیست در عرصه گاه
اگر لعل سُرخ ست و یاقوت زرد | نه شانَ اگرانی هماں گونه کرد
مداں بد براں بدنمائے که هست | که آں نیز نیکوست جائے که هست
سیه مار کز کفچه شد زهر سنج | زریخته هم بخشد از دیگِ گنج
۵ هماں زهر کو دشمنِ جاں بود | بسا درد ها را که درماں بود
هراں خار کو نشترِ پائے تست | نواله پزِ صحنِ حلوائے تست
چو نشتر کند سُرخ چرمِ سپید | زبانش بصحت رساند نوید
خسے کافتِ چشمِ گیتی نماست | فروزندهٔ دیدهٔ چار پاست
دگر در تو نقشے به نیکی نه بست | خیالِ دگرگوں درو نیز هست
۱۰ گلابی کزو دردِ سر شد حرام | بود مایهٔ دردِ سر در زکام
شکر کو حلاوت بجاں آورد | چو در تپ خورندش زیاں آورد
چراغے که او خانه روشن کند | برخت او فتد کارِ دشمن کند
ولی مرد باید که در خوب و زشت | تماشائے آئینه بیند بخشت
تو ایں شنوی کت خرد اندکیست | که زرنیخ و زر نزدِ طفلاں یکیست
۱۵ شناسندگانے که در عالم اند | همه جائے بے نقش بینی کم اند
بهر کوچگاهی که منزل کنند | تماشا به بینائیِ دل کنند

۱- س۲: درکارگاه

چو در کارِ بینش نهی روے را | میانجی مکن چشمِ بدگوے را
بسا چشمِ سرکو به نقصانِ نور | کم و بیش بیند ز نزدیک و دور
اگر دیده چندست بینش پذیر | نه بیند فزون از دو پرتابِ تیر
نہ ہے دل که از آسمان تا زمین | بیک لحظه بیند ہمان و ہمین
۵ بسرمه توان نورِ چشم آزمود | چو دل کور باشد ز سرمه چه سود
به بینائیِ دل نگر کز فروغ | نگوید بهنگامِ دیدن دروغ

حکایت بصیرت کوران که اعمی صفت کور کردند

۱۰ شنیدم که کوری دو سه بے دلیل | نمودند رغبت بدیدارِ پیل
چو گشتند بر ہیکلش دست سامے | ز دندان و خرطوم تا دست و پاے
کسے کو گرائیش بخرطوم کرد | شگرف اژدہائیش معلوم کرد
دگر کو ز دندان نشانے کشید | خیالش بخشنک استخوانے کشید
ستون خواند سایندهٔ پا و دست | شکم سائے بر بے ستونیش بست
۱۵ چو بردآورِ افتاد گفتارِ شان | بزد بر غلط سکه کارِ شان
دروغے که بینائیِ دل نمود | بتحقیق چون دیده شد راست بود

۶- ن۲: بگفتن-

انجمن ساختن سکندر با دوستان کوکبهٔ خویش و ازاں
انجم مسعود راهنمونیِ دریا کردن و برشمردنِ ایشاں
حضیض و هبوطِ درجاتِ آبی و درجعتِ آں اخترِ بلند
کوشیدن و استقامت نمودن بر نقل و حرکتِ خویش
و بطالعِ سعد و اهلِ افلاک منزلِ خاکی تمام کردن و
در خانهٔ سرطان و حوت تحت الشعاع شامِ خویش
سریع السیر گردانیدن و فرو رفتنِ آں آفتابِ آفاق
در دریاے مغرب نزدیکِ شام

نگارندهٔ لوحِ ایں داستاں	چنیں راست کرد از خطِ راستاں
که چوں فتحِ اسکندرِ چیره دست	در آورد گردن کشاں را شکست
بفیروزیِ آفاق را کرد رام	بشمشیر بگرفت عالم تمام

۵ ۱۰ ۱۵

۱۵- س ا: فرخ

چو از ربعِ مسکون بپرداخت کار　　تمنّاے دریاش گشت آشکار
بر آن شد که در ترّی آرد شتاب　　تماشا کند قعرِ دریا در آب
در آن حال کز بختِ فرخنده فال　　دلش را عنان گیر گشت این خیال
برون برد ازین خطّهٔ خاک بخش　　بدریاے مغرب رسانید رخش
۵ سراپرده بر شطِّ دریا زدند　　سرِ بارگه بر ثریّا زدند
جهان دیدگان را طلب کرد پیش　　سخن گفت زاندازهٔ کارِ خویش
که چون من بنیروے یزدانِ پاک　　قوی دست گشتم برین نطعِ خاک
بگوئ زمین دست بردم به پیش　　بچوگانِ همّت کشیدم بخویش
بهر کشور از بختِ فیروزمند　　دو نوبت زدم پنج نوبت بلند
۱۰ نبطّانِ این نوآئین بساط　　دل و دیده را تازه کردم نشاط
نماند از بساطِ زمین هیچ جاے　　که نسپرد شبرنگ من زیرِ پاے
کنونم چنان در دل آمد هوس　　که در جویم از قعرِ دریا و بس
نشینیم با آب اندرون چندگاه　　کنم در عجب‌هاے دریا نگاه
بباید ز همّت مدد خواستن　　طلسمی بحکمت برآراستن
۱۵ بدانش ز صافی‌ترین جوهرے　　مصفّا برانگیختن پیکرے
که در وے کند چون نشیننده جاے　　جهان بیند از جامِ گیتی نماے

۱۲- م۲: چینیم

حکیمان بفرمانِ شاهِ جهان — بپوزش گری تازه کردند شان

بزرگان نهادند بر خاک سر — ستایش گرفتند بر تاجور

بگفتند کای شاهِ فیروزه بخت — سرافراز باشی به تاج و به تخت

که ای خاک بوسِ جنابِ تو بخت — ز پایهٔ تو نیروی بازوی تخت

۵ همه نیکی انجامِ کارِ تو باد — خدا در همه کارِ یارِ تو باد

زما هر چه ای ملک باز خواست — بزنهارِ جان باز گوییم راست

دو نوبت گرفتن سراسر زمین — نه باشد در اندازِ آدمین

بدین پیش کن زین زیادت مپوی — همه آرزو را نهایت مجوی

کسی را شمار خرد یارِ خویش — که بشناسد اندازهٔ کارِ خویش

۱۰ ز مردم نیاید که چون ماهیان — تواند گرفتن در آب آشیان

اگر بودی امکانِ بودن در آب — نماندی برِ اسرارِ دریا نقاب

چو دل را بر فتن نیاز آمدی — همه کس برفتی و باز آمدی

چو در آب نتوان نظر کرد باز — چه روشن توان کرد زین پرده راز

ز دریا کسی دید غواص کور — که گوهر برون آرد از آبِ شور

۱۵ همه چیز ها را ز مقدار ها — بقانونِ حکمت رسد کار ها

اگر ماهی آرد به خشکی شتاب — بجان کندن افتد چو مردم در آب

---

۷ - س ۱ : گرفتی - ۷ - س ۲ : نگنجد در اندیشهٔ آدمین - ۱۵ - س م : ردد

مکن آتش و باد خود در افزون ‏ ‏ که خاکی نگنجد بآب اندرون

هر آں کارگر نیک گر بد کند ‏ ‏ همه کس بداند از خود کند

چو پرکار در جنبد از جای خویش ‏ ‏ برون ناید از دائره پای خویش

تهی داں سر آں کس از رای و هوش ‏ ‏ که جوش هوس را نمالید گوش

۵ سکندر به پاسخ زباں برگشاد ‏ ‏ ز درج دهن کان گوهر گشاد

که اقبال چوں گشت هم پشت من ‏ ‏ کلید جهاں داد در مشت من

بسے پے فشردم بجویندگی ‏ ‏ که شویم لب از چشمهٔ زندگی

سر انجام من چوں بپایست مرد ‏ ‏ زمانه بداں آبخور ره نبرد

بروزی تواں باده زیں طاس خورد ‏ ‏ که اسکندرش صحبت الیاس خورد

۱۰ گرم جاوداں کردی ایزد برات ‏ ‏ نماندی لبم تشنه زآب حیات

چو بر مرگ من بود تقدیر غیب ‏ ‏ ز محرومی آب حیواں چه عیب

چه می بایدم رفت زیں کارواں ‏ ‏ تماشا کنم هر چه یاری تواں

چو مردم ندارد گریز از هلاک ‏ ‏ چه در قعر دریا چه بر روی خاک

نه من به ز کیخسروم کز سریر ‏ ‏ بزندان غارے شد آرام گیر

۱۵ اگر او دریں غار بربست بار ‏ ‏ بن غار من قعر دریا شمار

نیایم ازیں پند بیهوده تنگ ‏ ‏ که از موج دریا نترسد نهنگ

۳- س: زاندازه ننهد بروں پای خویش - ۱۰- ق و س: بذات

چو دانندگان را یقین گشت حال — که در مغز نشه محکم ست این خیال
ز دندان ضمیرِ خردمندِ خویش — نفس بر مزاجِ خداوندِ خویش
که دولت پناها جوان بخت باش — به بختِ جوان بر سرِ تخت باش
ز فرقِ تو اکلیلِ دولت بلند — سرِ دشمنانت بخشمِ کمند
۵ بهر کار اقبالت آرد شتاب — نباشد سرانجام او جز صواب
بهر رسم و رای اختیار آن بود — که اندیشهٔ بختیاران بود
بعزمی که در رای هشیار تست — کمر چُست کن کآسمان یار تست
ز تو بر محیط آشکارا زدن — ز ما غوطه در قعرِ دریا زدن
نه آب ار چه طوفانِ آتش بود — بهمراهیِ چون توئی خوش بود
۱۰ اگر با تو گردِ زمین تاختیم — غبارِ ترا کیمیا ساختیم
ازین بس که در آب لشکر کنیم — اگر خشک جای ست هم تر کنیم
چه کار آید آن جانِ بی اعتبار — که بهر چنین روز ناید بکار
بدین جان که پیشت فدا کرده ایم — چه منت بود چون دیت خورده ایم
بزرگان که بر بنده فرمان دهند — باندازهٔ خدمتش نان دهند
۱۵ علف بهر آن یافت گاو و خراس — که کارِ خداوندِ خود داشت پاس
ازان غازیِ بی وفا خون بریز — که در حمله کند ست و در لقمه تیز

۱۰- س۲: توتیا - ۱۳- س۲: بدین الخ
گندم آس

۱۵- م۲: که خر آسیانرا کند

خبر پرس زان رخش توسن فزول — که در جوهر اصلست در تنگ بول

سکندر چو بشنید گفتار شان — نوازشگری کرد بسیار شان

به بخشش در گنج را باز کرد — زر افشاند و بخشیدن آغاز کرد

از آن سیم و زر کز عدد بیش بود — توانگر شد آن کس که درویش بود

چو لشکر غنی شد ز گوهر کشی — درآمد ز زر تا خوشان از خوشی

بفرمود تا ساز دریا کنند — متاعی که باید مهیا کنند

بفرمان فرمانده روزگار — ارسطوی دانا درآمد بکار

بهر سو بسی تیشه زن را نشاند — کز آهن تواند گوهر فشاند

بسی چوب زیبا سبک تر ز گل — که از وی بدریا توان بست پل

بفرمود کاسباب کشتی کنند — نشیننده را زو بهشتی کنند

هنرپیشگان پیشه بر داشتند — نمودند هر چه از هنر داشتند

کشیدند کشتی بدریا کنار — بسال کم و بیش پیش از هزار

اساسی که بر آب اندستاد — نتابنده کوهی ز آسیب باد

مهندس ز پیوندش آگه نبود — که در درز او موی را ره نبود

چو از چوب کاری قوی شد اساس — بقاروره سنجی درآمد قیاس

نشستند مینا گزاران روم — که بی آتش از سنگ سازند موم

بدانسان کارسطو اشارت نمود — زجاجه بر آتش فشاندند زود

چو حل شد بقالب فرو ریختند — درخشنده صندوقی انگیختند

بوزن از گلِ تر سبکبار تر — بلطف از دلِ ساده غمّاز تر

نشیننده بیروں نمودے بحال — بدانساں که در آبِ روشن جمال

پیرّی گزے صافی و آبدار — به پهنا سه گز در درازی چهار

۵ مُربّع بصورت مطول بساخت — که بتوان درو خفتن و سر فراخت

پس از جوزِ هندی کشادند پوست — کشیدند ازو آنچه مقبولِ اوست

رسنهاے صندوق کردند ساز — که یکجا همه بود هر یک دراز

جز اسبابِ دیگر که در کار بود — صد و پنج کشتی رسن بار بود

چو شد جمله اسبابِ کشتی تمام — شتابنده شد شاهِ دریا خرام

۱۰ ز آب آزمایانِ دریا پژوه — طلب کرد هشیارے از هر گروه

نخست از معلّم خبر جست باز — که گو تا چه داری درین پرده راز

درین آشنائی که شد عمر صرف — عجائب چه دیدی بدریاے ژرف

چه خواندی درین تختهٔ میخ دوز — که صد بار شستی و شوئی هنوز

در احکامِ تو جاے این از هست — که چندین توان زیرِ دریا نشست

۱۵ بپاسخ نیوشندهٔ کاردان — سخن گفت با شاهِ بسیار دان

که این داوری کاختیارِ من ست — پدر بر پدر کسبِ کارِ من ست

---

۸ ـ س ۲ : صد و بست

بچندین کتب کش ندانند نام | فروخواندم اسرار دریا تمام

نه شد روشنم کادمی هیچ گاه | بدریا فرو رفت یک روزه راه

ز ملاح چون حل نگشت این سوال | به پیرانِ غوّاص گفتند حال

ازیشان یکی پیر بیدار مغز | پژوهنده را پاسخی داد نغز

۵ که شاها درین آب کاری که هست | مرا ماهیی دان گزشته ز شست

چو از روی دریا نشینم بزیر | توانم که مانم زمانی نه دیر

ازان بیش کردن نیارم درنگ | بدریا که نی ماهیم نی نهنگ

مرا با چنین خو که کردم در آب | چو بودن بجز لحظه نیست تاب

بدریا درون نفسِ ناخو پذیر | ازین بیش چون باشد آرام گیر

۱۰ شه از پاسخ مردِ گوهر فروش | صدف وار لختی فروهشت گوش

ولی چون قضا می کشیدش کمند | نصیحت نیامد برو سودمند

بفرمود تا پیشوایانِ تخت | ز صحرا بدریا کشیدند رخت

چهل ساله ترتیبِ راهِ دراز | که باشد بدان آدمی را نیاز

ز حیوانی از مردم و از گیا | اگر شیر و مرغ است اگر کیمیا

۱۵ خبر کش بسی مرغ گردون گرای | سبق بُرده ز اندیشهٔ تیز پای

کز ایشان همه سه عقابِ سیاه | که روی شتابنده یکماهه راه

---

۱۲ - م۲ : به کشتی

سه سالِ تمام انچه بر دوختند | سه ماهش بکشتی در اندوختند
چو بر عزمِ آن شد خداوندِ تاج ق | که بر تختِ چوب آید از تختِ عاج
بزرگانِ درگاه را پیش خواند | ز دل رازِ پوشیده بیرون فشاند
که تقدیر بر ما چو این در کشاد | که بر آبِ رانیم توسن چو باد
چنان خواهم از مخلصانِ حضور | که از حسنِ غیبت نباشند دور
کسانیکه با ما درین داوری | نمایند چون یاوران یاوری
اگر سوے اخلاص راے آورند | سه اندرزِ ما را بجاے آورند
نخست آنکه در غیبتِ تاجور | ز آئینِ خدمت نه پیچند سر
کنند آنچه باشد سلامت در آن | بغوغا نکوشند چون بے سران
فزاینده دارند در جان و تن | وفاے ولی نعمتِ خویشتن
دوم آن که از بودنِ بی ملال | رهِ ما نه بینند تا بست سال
گر آئیم ازین کوچ گاهِ دراز | بهم جانبِ خانه گردیم باز
اگر وعدهٔ ما شد از جاے خود | گرایند هر کس بماواے خود
چو در خانه آیند ازین مرز و بوم | درودے رسانند از ما بروم
سیوم آنکه گر ما الٰهی شویم ق | به آب اندرون خوردِ ماهی شویم
سرِ دیگر مقیمانِ پیوندِ ما | نه پیچند گردن ز فرزندِ ما
سپارند آراسته چون عروس | سریرِ سکندر با سکندروس

که آن زاده کارایش مهد ماست — برِ اورنگِ دولت ولیعهدِ ماست

همه سرفرازان بصدگونه جهد — وثیقت نمودند و بستند عهد

چو شه رازِ اندیشهٔ کارِ شاں — دل آسود بر صدقِ گفتارِ شاں

کسی را که دید از تردد خلاص — بهمراهیِ خویشتن کرد خاص

۵ گرانیده را سوئے دریاے شور — برغبت روان کرد بر راهِ دور

بفارغ دلی زان بهشتی سواد — توکل کناں پا به کشتی نهاد

چپ و راستش خضر و الیاس هم — پس و پیش ارسطو و بلیناس هم

فلاطون و دانندگانِ دگر — بهمراهیِ خاص بسته کمر

مهندس برین سوے شد تخته ساے — منجم دگر سوے مدخل کشاے

۱۰ حکیمانِ دانا ورق سنجِ راز — ز قانونِ حکمت گره کرد باز

حریفاں بمے در قدح ریختن — طبیبان بشربت در آمیختن

ندیمانِ موزوں فسانه سگال — نظیرے روان کرد برحسبِ حال

سراں هر یک از روم و بلغار و روس — جهانے برآراسته چوں عروس

ترنم سرایانِ رومی سرود — بگردوں رسانید آوازِ رود

۱۵ بدیں شادمانی و نیک اختری — روان گشت اورنگِ اسکندری

بجنبید کشتی از آسیبِ موج — برآمد سرِ بادبانها باوج

---

۴ - نس ا ب: کسانرا که خود داده بود اختصاص

ز مهر سکندر که پایان نداشت | دران مهلکه کس غمِ جان نداشت
گروهی بهر جانب اندر شتاب | همی تاختند اسپ چوبین بر آب
نگادر شده بادپائی چنان | بدستِ صبا باز داده عنان
چو رفتند زانگونه بار دو جام | بدریا درون پنجاله تمام
بفرمود دارای تاج و سریر | که احوال بر کاغذ آرد دبیر
زره دوریِ غائبانِ حضور | نویدِ سلامت رساند ز دور
دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد | سرِ خامه را عنبر آلود کرد
فرو ریخت بر رسم رای که بود | بدریا درون ماجرای که بود

نوشتنِ سکندر سرگزشتِ امواجِ بحر و اوصافِ سفائنِ صندوق و الطافِ معلّم و مضاحکِ دندانِ نهنگان و حملهٔ آفت زای ماهیان و غلغلهٔ سلاسلِ آب و رطب و یابسِ جزائرِ آباد و ویران و ماجرای مُرغانِ آبی و شاهیانِ بحری و کلنگانِ مائی و این حاصلِ حوصلِ آل راپیلے عقاب سوے بازماندگان

تختگاه روان کردن

سخن را نخست از ره دین و داد   بنام جهان آفرین کرد یاد

خدایی که بر مردم پر خرد   پدید آرد اندیشهٔ نیک و بد

یکی را دهد سوی خشکی شتاب   یکی را کند غرق در قعر آب

کسی را که گرد او بصحرا روان   بدریا فرستادنش چون توان

دگر خواست کس را به خشکی هلاک   ز دریا کشاندش بر سوی خاک

ز تری و خشکی ز حکمش بکار   نه تنها منم بل چو من صد هزار

بهر جانبی کادمی راپی است   گرایش نه از خویشتن از وی است

پس آن به بود در راه پابنده را   که معذور دارد شتابنده را

چو شد گفته هر چه آن بود ناگزیر   کنون بازگوییم راز ضمیر

ببین خسته دولت اسکندروس   کز و گشت روشن همه روم و روس

درین نامه با آرزوی تمام   ز اقبال ما در پذیرد سلام

سلامی که از جان برآرد خروش   گواهی دهد زانده سینه جوش

بداند که چون ما به نیروی بخت   ز خشکی بدریا کشیدیم رخت

نه ما را خود افتاد این سو خرام   که تقدیر برد از کف ما زمام

توانا کشان می برد چون دوان   تواند که باز ایستد ناتوان

بد و نیک عمر آنچه سنجیدنی است   چگونه نه بینیم که چون دیدنی است

هر آنچه آسمان همسر ما در نقاب / نهان داشت آورد آینک بر آب

ز غیب آنچه بر جبهٔ ماست حرف / کجا شسته گردد بدریاے ژرف

بخاک از اجل کرد هر کس شتاب / کشان برد ما را اجل سوے آب

شدیم آرزومند خاک سیاه / بیک میل سرمه نه یک میل راه

۵ نداریم بر میل سرمه هوس / هوس میلے از خاک داریم و بس

اگر خاک بینیم یکے میل پیش / دود مردم چشم صد میل بیش

چنانست در دیده تعظیم خاک / که چشم از هر آب شستیم پاک

کجا خاک در دیدهٔ ما کنون / تیمم کند هم بدریا درون

چه بازیچه گشتیم بچشم کسان / که بر آب بازی کنم چون خسان

۱۰ ملک بودم اول همه خاک را / کنون حاکمم لیک خاشاک را

چگونه نگردم درین شرم غرق / که نه بود ز من تا بخس هیچ فرق

بدریا فرو رفته به خاک من / که خرمهره شد گوهر پاک من

بزرگی گوهر نگر ز اخترم / که گم گشته[۹] نه بحر در گوهرم

کجا ابر دارد خبر زین گهر / که در گوش ماهی رساند خبر

۱۵ نه ابر اینچنین گوهرے ساز کرد / کز آوازه گوش صدف باز کرد

چنان پیش ازین رایت افراختم / که از پیله بر پیل جل ساختم

۱- یک یک - ۴- ز یک میل راه - ۶- ق ب: اگر خاک ده میل بینیم به پیش ۱۵- م ا ب: نه ابرے چنین

کنون مرده به اژدهای چو من | که از جامهٔ غوک سازد کفن
چه شاهم که بر غیر پایانِ آب | زدم خیمه همچون سواران بر آب
شتابنده کشتی چو تیر از کمان | زبر آسمان نیز زیر آسمان
زیانهای کشتی ز موجِ بلند | با برسیه چاکِ دامان فگند
۵ وگر از تهش موج بالا شده | صدف وار در قعرِ دریا شده
معلّم گزین تخته شد حرف سنج | نیاموخت ما را الجز حرفِ رنج
جفا بین ز گردونِ بیدادمند | که چون من شهی ساخته تخته بند
اگر تختِ جم رفت بر خاکِ سخت | مرا بادِ پاینده حمّالِ تخت
چو فرمان نویسیم بر آبِ ژرف | زبادِ صبا وام خواهیم حرف
۱۰ وگر سکّهٔ بادشاهی زنیم | رقم بر درمهای ماهی زنیم
محیطِ هوا گیر موجش چو دود | با برسیه دادِ آبِ کبود
ز همواری سطحِ آئینه رنگ | ازین سوی چین بین وزان سو زنگ
نه از مرغ آید بگوشی نوا | نه بینیم پرنده در هوا
روان کشتی از ماهیان گوشه گیر | چو میشِ جوان پیشِ قصّابِ پیر
۱۵ هراسنده مرد از نهنگِ دوان | چو منعم ز همسایگانِ عوان
دهانِ نهنگان شده موج گیر | چو مقراضِ آهن بقطعِ حریر

۱- س ا: بر بحر ناپای آب - ۲- س ۲: بزیر آب باشد زبر آسماں ۷- م. ق. س: چو من خسرو در چنین تخته بند
۸- م: بر باد سخت

فلک بین که چون داد جای درنگ | چو من گوهری را بکام نهنگ
تنِ ما ز تلخ آبِ دریا بسلخ | دهن تلخ بل عیشِ ما نیز تلخ
شده نارِ رخسارِ ما آبیی | همای چو من گشت مرغابیی
درخت ار چه سبزش کند آبخورد | شود نیز از افزونیِ آب زرد
۵ چو ما را ز خضر آبخوردی نمود | بما لا بد این آب زردی نمود
چه حال آدمی را درین ناخوش آب | کزو زرد شد چشمهٔ آفتاب
ز جان همرهان را در شستیم دست | که ما را بدل جوشِ دریا نشست
عجب نیست رفتن بدریا فراز | عجب این توان گفت کائیم باز
چو بی پرده شد تا بدین جایگاه | ز ره نیست واگشتن از نیم راه
۱۰ گر آبی ز جوئی شود ره گرای | نماند بجا تا رسیده بجای
دگر دودی از شعله بالا شده | فرو ناید از ابر برنا شده
اگر تیری از شست پرواز یافت | نیارد سر از نیم ره باز تافت
گذشت آن که ره باز پس داشتیم | برفت آنچه در سر هوس داشتیم
چرا خسروی چون من از بیمِ جان | بجای رسیده بتابد عنان
۱۵ کنون ما درین راهِ دور و دراز | گر آئیم یا خود نیائیم باز
کسانیکه دارند در صبح و شام | ق بدیدارِ ما آرزوی تمام

۲- س ا: تنِ ز تلخ آبِ دریای سلخ

سزد گر ز دل و چشم چوں برق و میغ — دعائے ندارند از ما دریغ

مگر گر ز دعاہاے اہلِ نیاز — رُخ مہرباناں تواں دید باز

گزاں رفتہ کش کم نشاں یافتند — عنانش بہ بستِ دعا تافتند

خدا عمر بخشاد عمرے چناں — کہ نستاند از ما حوادث عناں

کہ تا سوے خویشاں مہر تمام — دعائے خود آریم خود والسلام

چو نامہ بہ مہ اندر آمد شتاب — در آویختندش بپاے عقاب

شتابندہ شد مرغِ آموختہ — دو دیدہ بمیعادگہ دوختہ

رہے را کہ رفتند در پنجسال — دو ہفتہ گذشتش بہ پر و بال

بہ لشکرگہ آمد شتاباں چو باد — خورشگاہِ دیرینہ را کرد یاد

ہر حرف از موجِ دریاے پُر — بگوشش نویسندہ میریخت دُر

فرود آمد آں جا کہ خو کردہ بود — دلِ تیہو و عنبر لطا خوردہ بود

دو دیدند بینندگاں سوے او — کسانے کہ بودند رہ جوے او

بہ جوئی طعمۂ دلپذیر — گرفتند و بردند سوے سریر

ملکزادہ زاں پیکِ راحت رساں — ثنا گفت بر مونسِ بیکساں

نثارے براں مرغِ میموں فشاند — بہ تعظیم بر پشتِ دستش نشاند

گرامی ترش داشت از صد ہماے — گہے بر سرش بوسہ زد گہ بپاے

برو از فرہ گوہر انداز کرد — پس از پاے او نامہ را باز کرد

دبیر آمد و نامه را سر گشاد — سرِ گنج پوشیده را در گشاد

چو نامِ سکندر درآمد بگوش — جگر گوشه را خون درآمد بجوش

نخست از جدائی بزاری گریست — خود از خرمی بے گریه زار کیست

پس از شادیِ مژدهٔ زندگی — بیاراست بزمے بفرخندگی

۵ طلب کرد نامآورانِ سپاه — ز آیندگان تنگ شد بارگاه

نشستند بر فرشِ دیبای نغز — چو گل تازه کردند رُخ ز آبِ رز

صُراحی درآمد بجان پروری — مغنی به نیرنگ و افسون گری

بزرگان بهر سو چو انجم بتاب — بخرگه ملک زاده چون ماهتاب

بهر جرعه گنجینه مے فشاند — نشاطے بهر سینه مے فشاند

۱۰ خزینه چنان زد بهر سوے سیل — که مفلس به بردن نمی کرد میل

ز بخشش جهاندارِ گیتی فروز — ق — چو دادِ طرب داد تا هفت روز

بفرمود تا هفت روز دگر — بشادی برند اهلِ دولت بسر

بهر مجلسے کامرانی کنند — جدا هر یکے میهمانی کنند

نشانند مطرب فشانند مال — رسانند بر کوسِ شادی دوال

۱۵ جهانے ز عشرت پُر آوازه گشت — بهر جانبے مجلسے تازه گشت

درختِ سعادت بر آورد شاخ — طرب شد ببازارِ عالم فراخ

۹- ق: سینه ۱۳- س۲: هر کسے

کشاد آسماں خرّمی را بساط | بدلہائے غمگیں درآمد نشاط
باندازۂ خویشتن ہر کسے | ہمی داد نقدے بہر مفلسے
زپس دادن زر بہر گوشۂ | نماند از جہاں ہیچ بی توشۂ
درین پردہ زینگونہ بازی بسے ست | کسے کیں نداند چہ فارغ کسے ست
بیا ساقی آں کیمیائے وجود | کہ بے ہمتاں را درآرد بجود ق
بمن دہ کہ تا شادمانی کنم | زگنج سخن دُر فشانی کنم
بیا مطربا مو بمو باز جوے | زموے کمانچہ نوائے چو موے
کہ تا چوں بمستاں رسد ساز داد | گوارا شود مے ز آوازِ داد

درقیمت دانستن سلکِ صحبت اگرہمہ یک شب است

چوں ایں رشتہ باریک و تاریک دستِ زمانہ زنجیر
گسل ست ناگستہ است و گوہر مردمی درخاک گم
نگشتہ نظامِ عقل را غنیمتِ تمام داشتن

گر آسایشے خواہی از روزگار | جمالِ عزیزاں غنیمت شمار
دل از روئے ہم صحبتاں شاد کن | بہ نقل و بہ مے مجلس آباد کن

بجمعیتِ دوستان وی نه | پراگندگی را بیک سوی نه
بدوری مکوش ار چه بدخوست یار | که دوری خود افتد سر انجامِ کار
اگر جامه تنگ ست پاره مکن | که خود پاره گردد چو گردد کهن
مزن شاخ اگر میوه تلخ ست و تیز | خود افتد چو پیش آیدش برگ ریز
۵ چو لابد جدائی ست از بعدِ زیست | بعمدا جدا زیستن بهرِ چیست
ازان تیغ بر داشت این پشت خم | که پیوند یاران گشاید ز هم
ازان دشمنی ها که در خوی اوست | نیارد بیک جای دیدن دو دوست
رفیقی که با وصل شد کارِ او | مبادا پراگنده بازارِ او
گر از آشیان مرغی افتد جدا | ز ناله کند چرخ را پر صدا
۱۰ ببین چون بود حالِ آن ناصبور | که دور افتد از خانهٔ خویش دور
دلِ مردم آن گاه توسن بود | که آزاد چون سرو و سوسن بود
چو گردد گرفتارِ اندیشهٔ | ندارد بجز عاجزی پیشهٔ
خرِ وحشی ار چند باشد حرون | ز آسیبِ یک نشتر آید زبون
حریف ار چه تلخ ست بدخوی نیز | نماید پس از دیر دیدن عزیز
۱۵ بدست اندرون چشمهٔ تلخ وام | دهد تشنه را آبِ حیوان بکام
گلیمی که موئیش بود سینه گز | برهنه تنان را حریر ست و خز

۱۴- م د ق و س : رفیق

تن از فاقہ چوں ناشکیبا بود — خورش گر سبوس است حلوا بود

جدا ماندگاں را از و پرس سوز — کہ چوں میرساند شبے را بروز

مرا دوریِ دوستانِ عزیز — جگر خستہ گردد و دل آزردہ نیز

فرو مردم از حسرتِ دوستاں — چو پیل از تمناے ہندوستاں

۵ کسانے کہ بر روے شاں پے بہ پے — میانِ گل و لالہ خوردیم مے

کنوں سوے بستان چہ پویم فراخ — کہ یک مرغ از ایشاں نہ بینم بشاخ

تہی گشت زاں تازہ رویاں سرائے — بیکبارہ گشتند غربت گراے

نشانے نہ بینم کنوں زاں نشاط — کہ دورِ فلک در نوشت آں بساط

زمانہ ندارد جز ایں ہیچ کار — کہ اول دہد شربت آخر خمار

۱۰ بزاری چرا خوں نگرید رہی — کہ از ہمرہاں بیند ایواں تہی

گزشت آں کہ باہم نشستیم و خاست — کنوں رفتہ را باز جستن خطاست

بزرگانِ پس رفتہ نشتافتند — کہ بسیار جستند و کم یافتند

نہ بعد از شدن باز گردد زماں — نہ تیرے کہ بیروں پرید از کماں

کجا بودی اے مرغِ فرخندہ پے — چہ داری خبر زاں حریفانِ مے

۱۵ بشادی کجا می گزارند گام — سفر تا چہ جاسیت و منزل کدام

کجا روز راحت فزوں میکنند — شب آسایشِ خواب چوں میکنند

بعیش و طرب ہمعنانِ کہ اند — بریحان و مے میہمانِ کہ اند

---

۱۷ اـس ۲ ب: بنقل و بہ مے

کدام آب دیده است در جوی شان | دل ما چگونه است پهلوی شان

چو از ما خرامی سوی خانه باز | بیاران بری ماجرای نیاز

بدریوزهٔ چشم یاران من | تماشاکنی جوی یاران من

فغان زان حریفان صحبت گسل | که یکره ز ما برگرفتند دل

۵ بیک نامه هم نکردند یاد | که دل خوش کنم زان همایون سواد

هران نامه کز یار جانی بود | طرب نامهٔ زندگانی بود

حکایت مجنون که نامهٔ لیلی را بر رگ جان بست و تپش بگسست

۱۰ شنیدم که مجنون دل سوخته | ز بیماری تپ شد افروخته

چنان سلخ گردش فلک صبح و شام | که چون ماه نو شد بماه تمام

ز هرگونه دارو برانگیختند | فراجش بصحت بیامیختند

ز معجون و شربت چو بگذشت کار | به تعویذ و افسون درآمد شمار

یکی گفت هر تپ کز اندازه بیش | بافسون توان دور کردن ز خویش

۱۵ دگر گفت تعویذ ز افسون به است | که نالنده را تن درستی ده است

چو گفتند هر کس ز هر گونه چیز | سخن گفت بیمار لب بسته نیز

---

۱۶ - س ۲: تشنه

که حرز دعا گرچه یاری رس ست | مرا نامهٔ دلبرِ من بس ست
سوادے که لیلیٰ فرستاده بود | زبهرِ چنیں روزش آماده بود
طلب کرد و بر سینهٔ خویش سود | شفا بیشتر یافت چوں بیش سود
ہراں نامہ کز یار گوید سخن | فسونِ حیات ست و تعویذِ تن

رسیدنِ سکندر در نقطه گاهِ محیط و خود را در شیشه کردن و بتوکل با موکلِ آب در غورِ دریا فرو شدن و در زیرِ پردهٔ زبدهٔ حالات و علاماتِ آب را انظاره کردن و ازاں آب گریختگی زود برآمدن و سوے عزیزاں آهنگ کردن و به پایاں رسیدنِ عمرِ او

سراینده مرغِ ایں بوستاں | سرائش چنیں کرد با دوستاں
کزاں پس که اسکندرِ کامیاب | رواں کرد نامه بپاے عقاب
۱۵ شتاباں ہمیں شد بعزمِ درست | شتابنده تر زانچه بود از نخست
چو شد چار ساله رهِ پیش باز | بمرغے دگر بست منشورِ راز

۱۳- س :- سراینده مرغِ ایں داستاں • گزارش چنیں کرد با راستاں

شداد نیز و دیباچهٔ شاه برد　　نمودارِ دریا به گوهر سپرد

ملکزاده را زان گرامی سواد　　جهان بر طرب مژدهٔ تازه داد

همان اوّلین عیش برکار بود　　ازان بیشتر کاوّلین بار بود

وزان سو چو دارائے دریا نورد　　سه سالِ دگر عبرهٔ آب کرد

سوارے دگر تازه پرداختند　　عقابے دگر در هوا تاختند

شداد نیز و نامه که با خویش داشت　　پذیرندهٔ نامه را پیش داشت

ضمیرے که نومیدیش بود یار　　قوی دل شد از بختِ اُمّیدوار

چو زان بیشتر راه پیموده گشت　　ز نامه کشی قاصد آسوده گشت

نگنجید در چارهٔ چاره ساز　　که نتوان پیامے فرستاد باز

بجائے رسیدند لرزان چو بید　　که باز آمدن را نباشد اُمید

همه سُرخ رویان شده زرد روے　　بهر موجے از جان و تن دست شوے

بود آدمی گرچه لختی دلیر　　محال ست کز جان توان گشت سیر

پس از مُردن آنکس علم بر فراخت　　کزو قیمتِ زندگانی شناخت

چو هر کس درآن حالِ بیچارگی　　بحیرت فرو ماند یکبارگی

کسانے کز ایزد خبر داشتند　　نیایش کنان دست برداشتند

جهاندار گرچه جهان شاه بود　　ولیکن ز خاصانِ درگاه بود

خدا را بدرماندگی یاد کرد　　حصارِ دعا ایمن آباد کرد

بجست از فلاطوں بلیناس را — پناہندہ شد خضر و الیاس را
چو دادند قفلِ دعا را کلید — کلیدِ درِ چارہ آمد پدید
دراں عاجزی مونسِ بیکساں — فرو ماندہ را گشت یاری رساں
شبانگہ کہ برقع برافگند ماہ — بپوشید گیتی حریرِ سیاہ
رواں گشت پرویں ز چرخِ اثیر — چو تسبیح در دستِ فرتوتِ پیر
سکندر بخلوت گہِ بندگی (ق) — بہ نزدیکِ مرگ از غمِ زندگی
کہ در گوشۂ خلوتش ناگہاں — سروشی پدیدار گشت از نہاں
جوانے بکردار سروِ بلند — رخِ فرخ و پیکرِ ارجمند
فرشتہ ولیکن بہ شکلِ آدمی — نہ مردم ولے صورتِ مردمی
جمالے کہ نتواں نظر کرد دور — ز سیمائے پاکش ہمی ریخت نور
برد تازگی کرد شہ را سلام — شہش داد پاسخ بعذرِ تمام
بدو گفت کائے سر بسر نورِ پاک — تنت دور ز آلایشِ آب و خاک
فرشتہ کہ گویند مانا توئی — کہ مردم نہ باشد بدیں نیکوئی
وگر مردمی چوں درون آمدی — کہ مردم نہ دیدت کہ چوں آمدی
سروشِ خجستہ سخن در گرفت — ز رازِ نہاں پردہ را بر گرفت
بگفتا کہ گر پرسی از من صواب — سروشم ز یزداں موکّل بر آب
محیطے کہ نشناخت کس غورِ وے — جبینِ مرا ہست یک قطرہ خوے

چو در سختی افتاد کار شما — بمن داد غیب اختیار شما

میندیش ازین پس ز دریای ژرف — که دادت قضا دستگاه شگرف

درین پرده کاندیشه کار تست — درون رو که یزدان نگهدار تست

منت همره و ایزدت رهنمای — که بنماید و بازت آرد بجای

قضا را به تسلیم دمساز کن — ببین هرچه بتوانی و باز کن

جهاندار کان محرم راز یافت — در چاره بر خویشتن باز یافت

چو شد چشمهٔ صبح رخشان ز شرق — دران چشمه شد کشتی ماه غرق

هوا قطرها داشت نزدیک دور — درآمیخت یک پل بدریای نور

بفرمود فرماندهِ روم و زنگ — که در جنبش کشتی آید درنگ

فگندند هر سوی لنگر در آب — فرو شد سر بادبانها بخواب

سکندر برآهنگ کاری که داشت — برو ریخت از دل شماری که داشت

بدستور دانا که بر کار بود — وصیّت نمود آنچه ناچار بود

که ما را هوسهای ناسودمند — ز راه سلامت چو یکسو فگند

سزد گر شما را ازین فتنه جوی — ز بهر سلامت بتابید روی

چو من زیر دریا کنم جای خویش — بکام نهنگان نهم پای خویش

بامّید جان بخشی گیتی پناه — مرا تا بصد روز بینید راه

گرایم برون زین رهِ پر هراس — شناسم حقِ مردم حق شناس

دگر باشد آسیبی از روزگار | قضا را بیک چون من صد هزار
شما جانب خانه گردید باز | من و قعر دریا و راه دراز
دُر افشانی شاه دریا نظیر | پذیرفت دستور دریا ضمیر
چو شه را دل آسوده زان بسته عهد | بر آئین مهدی درآمد بمهد
همان خوشه کانگور فردوس بود | موافق چو برجیس با قوس بود
ز هر دانه آب حیوان بجوش | که در راه ظلمات دادش سروش
نه از خوردنش دل بخوردن کشید | نه معلول علت شد آنکو چشید
گیاهای دیگر تن ساز دار | که باطل نگردد مزاج از بخار
بیاورد آن شیشه را بعد از آن | نشست اندر آن شاه عالی مکان
چو بنشست در شیشهٔ آب رنگ | سر شیشه را کرد محکم چو سنگ
بفرمود کان درج لولوی تر | به رشته درآرند همچون گهر
بهر چار سویش طناب افگنند | توکل کنانش به آب افگنند
پس آنگه در آن غوطه گاه هلاک | امانت دهندش به یزدان پاک
که از فر فرمانده تخت گیر | پذیرنده را کی بود ناگزیر
رسن چسپ کردند تابوت را | بدانسان که از رشته یاقوت را
چو شیشه معلق شد اندر طناب | بر آبش نهادند همچون حباب
ازان شیشه کو کان الماس بود | رسن در کف خضر و الیاس بود

شکنج رسن ها کشادند باز　　اجل را سپردند رشته دراز

بدریا درون رفت دریاوشی　　برآمد ز دریادلان آتشی

فرو می‌شد آن درج گنجینه سنج　　فرشته بر ابر نگهبان گنج

ز جنبیدن آب مهدے چنان　　چو طفلان غازی معلّق زنان

سکندر بمهد اندرون ترسناک　　چه باشد بدریا یکے مشت خاک

شده زرد رخساره لاله گون　　چو زردی که در بیضه باشد درون

همی شد ز هستی کناره کنان　　عجب هائے دریا نظاره کنان

جوان اختر فرخ از اوج گاه　　فرو رفت در برج ماهی دو ماه

سروشش بپرسید کاے نیک بخت　　چه بودت رها کردن تاج و تخت

خرد نام آن کس بخاک افگند　　که خود را بخود در هلاک افگند

اگر آدمی زیر دریا رود　　بود ماهی کو بصحرا رود

کجا هوشمند این تمنا کند　　که جان بر سر یک تماشا کند

تو هستی بچه گرچه تنگ ست چاه　　کاجل را بزیرش فراخ ست راه

ازان جوهر عقل گشت ارجمند　　که پیچیده دارد عنان از گزند

هر آن جانور کز خرد هست پاک　　هراسنده باشد بجنس از هلاک

ترا با چنین عقل دانش فزاے　　بسوے خطر چون روان گشت پاے

جهاندار گفت اے مبارک نفس　　نماند خرد چون درآید هوس

چو من زر آرزو بردن رای خام | هوس را بدینجا کشیدم زمام
ترا گر دهد دست کاری بکن | وگرنه بسی گفته اند این سخن
هوا خواه زد دست در دامنم | بدا یوانگی طعنه زد دشمنم
گذر بر سست سنگ بد اندیش را | که در شیشه خود کرده ام خویش را
۵ ملامت بگاه سلامت رواست | سلامت چو گم شد ملامت خطاست
چو آتش بر آرد ز پروانه دود | رهاننده گر دست مالد چه سود
چو غلطید طفل و شد آزرده سر | طپانچه زنی گر دو آزرده تر
من آن روز شستم ز جان دست خود | که در کام ماهی زدم شست خود
تو زیبا که گفتی برای صواب | بکن ورنه بگزار ماهی در آب
۱۰ نیوشنده آسمانی سرشت | شد از تازه روئی چو باغ بهشت
گشاد ابرو از روی خورشید خویش | بپاسخ دل شاه را کرد خویش
که دل را فراهم کن ای سرفراز | که بردارد این رنجها را دراز
من ار باز پرسی نمودم ترا | بنیروی طبع آزمودم ترا
چو دیدم تنومندیت را عیار | که آخر همانی کز آغاز کار
۱۵ یقین شد که دانا دلت زیر پوست | نترسد ز دریا و هر چه اندر وست
عجب هائی دریا اگر منکر است | ترا دل ز دریا دلاور تر است

---

۷ - سرا: بیا زرد سر - ۸ - س ن دم: ردیف و رهر دو مصراع - خویش. س ن: دریا زدهم شست خویش

ترا میرسد گیں تماشا کنی | بدیں قطرہ آشام دریا کنی

کنوں باز کن دیدۂ پیش بیں | تمنائے اندیشۂ خویش بیں

بگفت این و برداشت بانگ بلند | کہ زلزال در قعر دریا فگند

بشوریدن آمد ہمہ آب شور | تہی شد ز پہلوے بینندہ زور

۵ دراں جوشش دریا کہ می شد باوج | شتابندہ شد جانور فوج فوج

نہنگان ہائل ہزاراں ہزار | سر ہمچو کوہ و دہاں ہمچو غار

بلا لقمۂ کام خنداں شاں | اجل چاشنی گیر دندان شاں

کہن ماہیانے بہیکل شگرف | پر بستہ ہر یک بدریاے ژرف

جہانے دراز و ز سر تا بدم | کہ دریا بہ پہنائے شاں گشت گم

۱۰ کشف ہر یکے گشت کوہ رواں | چو پیلے برافگندہ برگستواں

چو این اژدہا شد پدید از نہفت | نمایندہ با شاہ بینندہ گفت

کزیں جانور کاید در حضور | یک آسیب اگر بر تو آید ز دور

چو شیشہ ز سنگے دگرگوں بود | اگر کوہ بر وے زند چوں بود

شہش گفت کو راستایش سزاست | کہ بے منت تو نگہبان ماست

۱۵ سر وحش از چناں پاسخ دلپسند | دہاں ابہر ادب کرد بند

پس آنگہ در ایشاں چناں تیز دید | کہ یک یک شدند از نظر ناپدید

---

۱۴ - س ۲ ب: کہ او در ہمہ جا نگہبان ماست

چو آن شعبده عزم ره ساز کرد | جهان بازیِ دیگر آغاز کرد

همه آبِ آن کارگاهِ و بال | شد آئینهٔ پُر هزاران خیال

طرف بر طرف شد گران بر گران | جهانے پُر از آدمی پیکران

معلّق زنان سو بسو در شتاب | چو طفلان که بازی کنند اندر آب

۵ همه بوزنه صورت و سُرخ روے | بجز دو زنخ هیچ نارسته موے

برون جست ازین پردهٔ آبگون | چو لعبت که از پرده آید برون

نهادند رو چون بشیشه پری | در آئینهٔ صافِ اسکندری

کشادند با کار فرمائے خود | برسمِ خود اندیشهٔ رائے خود

در ایشان چو شه کرد نظّارهٔ | بحیرت فرو مانده یک بارهٔ

۱۰ به پرسید کین قومِ پوشیده زیست | کیانند و این قوم را نام چیست

اشارت که از دست و پا میکنند | چه راز است بهرِ چرا میکنند

حدیثے که بود آشکار و نهفت | چو پرسنده پرسید گوینده گفت

که این طائفه مردمِ آبی اند | که پوشیده از چرخِ دولابی اند

به نیروے من سوے تو رانده اند | چو دیدند حیران فرو مانده اند

۱۵ که ایشان که در آب ماهی وشند | همه تا بدین جاے کمتر کشند

منم ترجمان کاندرین حسبِ حال | بگفتارِ خود می کنندم سوال

۹- س، و، م ۱: گشت نظارگی - س ۲: یکبارگی - ۱۵- س، و، م ۲: بنه

که ای بیوفا مردم ناسپاس — که لطف خدا را نه حق شناس

جهان را بدیدی ز بر تا بزیر — نگشتی ازین گشت بیهوده سیر

زچندین به خشکی و تری خرام — چه حاصل شدت جز تماشای خام

دل مردم از پرده بیرون شود — چو قوت ز شکم داری افزون شود

۵ دد و دام چون یافت مقدار خود — فراهم نشینند پس کار خود

اگر پیل زرفست و گر گرگ و شیر — صبوری کند چون شکم گشت سیر

همه جانور چون بود بیغمی — به فتنه نکوشد مگر آدمی

که چون توشه کم شد ملولی کند — وگر پر شود بوالفضولی کند

کند هر چه اندیشه در وی کمست — ز مردم بتر باز هر مردمست

۱۰ سکندر که گفتارشان گوش کرد — سخن را فرو خورد و خاموش کرد

دگر روز دستوری رهنمای — زمانه ز پیکر تهی کرد جای

دگر بار در جنبش آمد سروش — باطراف دریا در افتاد جوش

سیه روز نی گشت پیدا ز دور — که پنهان شد از چشم بیننده نور

دونده چو برق از قوی پیکری — نه در خشکی این نوع نی در تری

۱۵ مثالی ز گفتار شایان نداشت — دو روز و دو شب رفت و پایان نداشت

زبس طرفه کامد نمودار او — عجب ماند بیننده در کار او

۳- س ل: زین تمنای خام

دگر ره بشورید دریا چنان | که رفت از کفِ مردِ دانا عنان
عجب هیکلی دیگر از آب رست | بسی زان عجب‌تر که دیده نخست
گذشت از نظر کوهِ دریا خرام | تمام از پسِ هیچ روزش تمام
که قافی بود ار چه بی‌سنگ بود | که در قعرِ دریاش ره تنگ بود
۵ چو رفت آن قیامت به پرده درون | قیامت وشی دیگر آمد برون
پس از هفته دیدیم آیینِ او | که گم گشت دریا در آیینِ او
چو یکسو گذشت آن شگفتِ خیال | شگفتی دگر گشت جنبش سگال
بشورید دریا چنان تا بدیر | که زیر و زبر شد زبر تا بزیر
جهانی ز پیشِ نظر شد نهان | دگر گشت پیدا جهان در جهان
۱۰ ز جنبیدگانی که رفتند پیش | پدیدارِ دیگر بمقدار بیش
بهر جانبی کو گذرگاه داشت | شکم بر ثری پشت بر ماه داشت
بقدرِ دو هفته دران چارسوی | جهان بود تیره ازان تیره روی
جهاندار با آن دلِ زورمند | فرو ماند بی‌طاقت و مستمند
سلامت در افتاده بودش ز پای | بهمت همی داشت خود را بجای
۱۵ میانجی دران معرضِ غمرگاه | چو شکلِ دگر دید سیمای شاه
بجنبید در پرده گردش سوال | که چون دیدی این پردهٔ پرخیال

---

۳ - م۲: پنجه روزش تمام - ۶ - س ل۲: در ایوان او - ۷ - م۱: چو یکسر گذشت آن شگفت از خیال

بخاطر هنوز این تمنا کنی | گزین گونه گنجی تماشا کنی
شه ارچه بدل داشت بیش از قیاس | هراسے که بود دست جائے هراس
هم از عاجزی پشت را خم نکرد | ز نیروی دل ذرهٔ کم نه کرد
بدو گفت کاے برنهاں پرده دار | درین پرده دیگر چه داری بیار
بپاسخ سروش پسندیده گفت | که دانسته را بر تو نتواں نهفت
چنیں روشنم گشت ز الهام غیب | کت از نقد هستی تهی گشت جیب
سبک شو که جائے گرانیت نیست | زمانے فزوں زندگانیت نیست
تو دانی که در زیر دریا شدن | بسے سهل باشد ز بالا شدن
ورا از وعدهٔ رفته گیری شمار | ز صد روز ماندست باقی چهار
سه ماه زیر دریا شده رهگراے | سه شب چوں ره رسیدن بجاے
جهاندار ازاں پاسخ هولناک | به بیهوشی آمد ز بیم هلاک
دلش داد گوینده راه بیں | که ترساں بود مرد کوتاه بیں
ازینجا که در دست امید جاں | بروں تا نیائی نیابی اماں
هنوزت بسے دل فروزی بود | جمال عزیزانت روزی بود
وگر دل بنظاره داری هنوز | بدریا دروں کامگاری هنوز
پس از ره نوشتن بچندیں شتاب | چه دیدی دو هفته دو سه گرم آب
بود جانور کاید اندر خرام | تماشش نه بینی بسال تمام

	همان دیده کاندیشه در وی گم است	نه اندازهٔ دیدنِ مردم است
	دلا در تو بودی درین داوری	که دل داد بر دیدنت یاوری
	زمان سیل و دریا ز اندازه بیش	همان به که خالی کنی جاے خویش
	تو با آنکه دیدی عجب ها بسے	من از تو ندیدم عجب تر کسے
۵	دگر باشدت زین عجب تر نیاز	یکے دیده بر بند و بگشاے باز
	ملک گوش بر گفتِ همدم نهاد	بفرمانِ او دیده برهم نهاد
	چو بگشاد چشم و چپ و راست دید	همان دید چشمش که میخواست دید
	چو دیده شگفته بهارے بر آب	برون جست از برج چون آفتاب
	بدریا درون ماهیِ خورده دم	برون آمده یونسے از شکم
۱۰	چو الیاس و خضر آگهی یافتند	سوے مونسِ خویش بشتافتند
	کشیدند قاروره را بر زبر	نه قاروره بل کانِ یاقوت و زر
	بواجستنِ درِ دریا نواز	دهانِ صدف را کشادند باز
	متاعے که در دُرجِ گنجینه بود	مُصوّر خیالے در آئینه بود
	چنان یوسفے گشت یعقوب رنگ	برآمد چو یوسف ز زندانِ تنگ
۱۵	گرامی تنش باز مانده ز زور	نمک وار بگداخته زآبِ شور
	بزرگان که دیدند دیدارِ او	بماندند در حیرت از کارِ او

۸ - م۱: چه بیند شگفته بهارش بر آب

شدندش بہ تعظیم آئیں پرست — بسے بوسہ دادند بر پا و دست

نہادند بالش ز مشکیں حریر — بر آمد ملک تکیہ زد بر سریر

بدریا ز رنج و وبالے کہ دید — بپرسید می گفت حالے کہ دید

نیوشندگاں چوں صدف جملہ گوش — دہن ہا چو سوراخِ گوہر خموش

دریں بود کز چرخِ فیروزہ وش — سروش آمد و مژدہ داد خوش

کہ فرماں بریں گونہ دارم ز غیب — کہ زودت رسانم تمنا بجیب

زہے کامدی ہژدہ سالہ تمام — شبے در میاں کن بمنزل خرام

بگو تا بر آہنگِ راہِ دراز — ز ہر سوے در جنبش آید جہاز

یقیں گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک — کہ خاکش دواند ہمی سوے خاک

ولے چوں دلش سوے دیدار بود — غمِ جاں نہ چنداں دشوار بود

ہمانجاں سوے راہ جویانِ خویش — برسمِ رہ آورد می برد پیش

اسیرے کہ تیمارِ ہجراں خورد — مکن باورش گر غمِ جاں خورد

بزنداں دروں مرگ با دوستاں — بہ از عمرِ صد سالہ در بوستاں

حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفائے دوستاں خواست و بیوفائی نخواست

شنیدم یکے را ز اہلِ اُمید — بجاویدیِ عمر نوشد نوید

بشارت رساں را خبر جست باز — که با من که ماند چو مانم دراز

بگفتا که از مردمِ ہم نفس — نماند کسے ہم تو مانی و بس

نیوشندهٔ راز بگریست زار — که ناید چنیں زندگانی بکار

نشسته من و دوستاں بر گذر — بود ہر زماں مردنے تازہ تر

بروے عزیزاں تواں شاد زیست — چو ایں نیست بس زیستن بہرِ چیست

سکندر که گیتی خداوند بود — ہم صحبتاں دیر پیوند بود

چناں تاختی گردِ عالم چو باد — که یادش نبودی ز پیوند و زاد

چو ہنگامِ رفتن فراز آمدش — بدیدارِ خویشاں نیاز آمدش

ازاں مژدهٔ خوش که دادش سروش — سرشکش ز شادی بر آمد بجوش

براں گریه گر شادمانی بود — نمش چشمهٔ زندگانی بود

سرشکے که صافی کند سینه را — بشوید ز دل دردِ دیرینه را

بفرمود فرماں دهِ تخت گیر — که در جنبش آرند چوبیں سریر

بریں عزم لنگر ز دریا کشند — سرِ بادباں بر ثریا کشند

بفرمانِ فرمانروائے جہاں — رواں گشت کشتی ز جائے چناں

پلِ چوب در جنبش آمد بر آب — عجب کآب آہسته پل در شتاب

شبا روز از رفتنِ بے درنگ — چو بر آبِ دریا زد و دیده زنگ

دوم روز کز چرخ در گشت روز — نگوں گشت خورشیدِ گیتی فروز

شتابنده کشتی بهر سو قطار | که پیدا شد از دور دریا کنار
فرومانده بینندهٔ رهگرائے | بحیرت دران کارِ حیرت فزائے
که ره‌ایست بر ان دُوریِ دیریاز | چگونه برین زود آیند باز
همه کس درے از تعجب کشاد | مگر پاک دینان و پاک اعتقاد
۵ کسے را که باشد یقین رهنمائے | دو عالم دو گامش بود زیرِ پائے
شگفتے که دارد حوالت بغیب | تو عیبش کنی گر خبر باشد نه عیب
دران لحظه کامد به فرخندگی | بدان مردگان مژدهٔ زندگی
بهر پیکرے تازه گشت آب و رنگ | فراخی در آمد بدلهاے تنگ
چو دیدند صحرانشینان ز دور | درفشان درفشِ سکندر ز دور
۱۰ شکسته دلان را فزون گشت زور | بدلهاے لشکر در افتاد شور
بگلزارِ امید باران رسید | نشاطے بامیدواران رسید
ز هر جانبے آدمی خیل خیل | شتابنده شد سوے دریا چو سیل
ز انبوهِ خلقے ز هر بوم و مرز | کرانه چو دریا درآمد به لرز
همی تاخت هر غم‌کشِ ممتحن | طلبگارِ گم کردهٔ خویشتن
۱۵ سکندر چو بر شطِّ دریا رسید | خروشِ سپه بر ثریا رسید
رسیدند گردن‌کشانِ سپاه | همه آرزومندِ دیدارِ شاه

۳- س۲: آمد فراز - ۴- س۱: همه کس درِ دیدِ تعجب فتاد - ۹- س۲: ز نور - ۱۰- م۲: بدریا

چو گشتند شاد از نشاطِ حضور | نهادند بر خاک تارک ز دور
همان پورِ اسکندر اسکندروس | همین آمد و خاک میداد بوس
چو چشمِ پدر در جگر گوشه دید | دلِ خسته را از جگر توشه دید
نظر سوے او کرد و بگریست زار | بدان سان که بر گلبن ابرِ بهار
ستاره فشان چشمهٔ آفتاب | سوے برجِ خاک آمد از برجِ آب
برآمد ز دریاے زنگار گون | چو ابرے که آید ز دریا برون
ز سر تازه شد سروِ زادِ کهن | درآمیخت شمشاد با سرو بن
ز هر دیده سیلے بصحرا رسید | کزان سیل طوفان بدریا رسید
همه تشنهٔ شاهِ دریا نشان | بدل تشنه و ز دیده دریا فشان
چو دیدند باغے خزانی شده | سهی سرو از و خیزرانی شده
بیفزود در پوست خونش چو مشک | نهالش بدریا درون گشت خشک
بگریه تهِ پاش قد خم زدند | بران شاخِ پژمرده شبنم زدند
چو آسوده گشتند لختے ز جوش | درآمد بسرهاے شوریده هوش
جهاندار منزل بجز گاه جست | ز صحرا سوے بارگه راه جست
عماری کشان پیش بردند مهد | نشست اندران شاهِ فرخنده عهد
ملوک از لبِ آب تا بارگاه | نثار افگنان می نوشتند راه
طبقهاے گوهر درآمد بموج | سرِ تودهاے گهر شد باوج

چنان شد زمین پر ز لولوی پاک | که با قعرِ دریا قرین گشت خاک
دُر و لعل چندان فرو ریختند | که دریا و کان با هم آمیختند
پناهنده زان بخششِ راستین | نه دامن تهی داشت نی آستین
درآمد بدینگونه گیتی پناه | چو خورشید در سایهٔ بارگاه
برآمد بر اورنگِ شاهنشهی | سوی بالش آورد پشتِ مهی
رهِ بار بر عالمی تنگ داشت | که در عالمی دیگر آهنگ داشت
بفرمود کز خاصگانِ سرای | بجز خاصگان کس نماند بجای
رقیبانِ خلوت برون تاختند | ز آیندگان پرده پرداختند
برون رفت هر کس ز پیشِ سریر | جز آنان کز ایشان نباشد گزیر
چو نامحرم از بارگه گشت باز | کشایندهٔ راز بکشاد راز
چنین گفت با پیشوایانِ کار | که ما را دگرگونه شد روزگار
نگون می شود کوکبِ تابناک | فرو می رود آفتابم به خاک
مراغه بسی کرده شد بر سریر | بسیفورِ رومی و چینی حریر
کنون گاه آن ست کاریم پشت | ز دیبای نازک بخاکِ درشت
فرو ریخت شاخِ اُمیدم ز بر | دماغِ رعونت برون شد ز سر
زمانه بکین دست بر من گشاد | چه باشد چراغی بطوفانِ باد
درآمد بگلزارِ من برگ ریز | ز باغم بهر گلبنِ رستخیز

سرم را چو خوابِ قیامت بود — کنون گرچه بیدار گردم چه سود

زهم صحبتان هر که را بنگری — کند تا گهِ مرگ یاری گری

زمین چون به بندِ زمانم دهد — که یارد کز آن بند امانم دهد

سرافرازیِ مرد چندان بود — که گلدستهٔ عمر خندان بود

۵ چو قالب تهی گردد از جانِ پاک — چه بر فرشِ دیبا چه بر روی خاک

درین دم که از شغلِ این کارگاه — بملکِ دگر می زنم بارگاه

ز چندان بزرگی بدرگاهِ من — بجز حسرتی چیست همراهِ من

چو من دامنِ عمر در خون زنم — وزین کوچه گه خیمه بیرون زنم

مرا در سه تدبیر یاری کنید — درین هر سه کار استواری کنید

۱۰ نخستین وصیت درین داوری — بفرزندِ خود بایدم یاوری

که در قصرِ من اوست رخشنده باغ — هم از گوهرِ من فروزد چراغ

دوم آن که بر عزمِ صحرای راز — ق — چو در مهدِ عصمت کنم پا دراز

در آندم که غلطم بصندوق پست — ز صندوق بیرون کنندم دو دست

که تا چون بخانه گرایم ز راه — کند هر که بیند به عبرت نگاه

۱۵ که چون من ولایت ستانی شگرف — ق — ز قطعِ زمین تا بدریای ژرف

بفیروزی از چرخِ فیروزه فام — ۲ — بضبطِ خود آورد عالم تمام

جهان داد از زورِ بازوی من — ۳ — همه نقدِ خود در ترازوی من

زچندیں زر و گوہر بی شمار | تہی دست رفتم سرانجام کار
بگویید تا خلق نظّارگی | ببینید این روز بیچارگی
تمنّای هستی ز دل کم کنند | نه بر من که بر خویش ماتم کنند
کسی کو مرا بیند ار کس بود | نمودار من پند من بس بود
۵ سوم آن که چون نوبت آن شود ق | که تن در دل خاک مهمان شود
در اسکندریه که جای من است ۲ | بنا کرده رسم و رای من است
گرانیدم از تخت زر در مغاک ۳ | ودیعت سپارند خاکی بخاک
دو سه روز در زندگی داشت بهر | همی زد نفس با بزرگان دهر
بهر کار کاسود رایش بران | وصیت همی کرد با مهتران
۱۰ چو با استواران قوی کرد عهد | ز ایوان خاکی برون برد مهد
نهان گشت خورشیدش اندر نقاب | فرو رفت چشمش بزندان خواب
دل مهربانان در آمد بجوش | کشیدند چون ابر گریان خروش
چو گردد گل از بوستان گوشه گیر | ز مرغان بستان بر آید نفیر
سهی سرو گردد چو در خاک پست | دل باغبانان در آرد شکست
۱۵ جریده کشایان تاریخ ساز | بچندین نمط بسته اند این طراز
چو کردم بهر نامه باز جست ق | چنان بود نزدیک بعضی درست

---

۴ - س۲ : پند او - ۵ - س۲ : پنهان - ۸ - س۲ : شم

که رخشنده خورشیدِ گیتی خرام — برآمد ز روم و فرو شد بشام

گروهی دگر کرده اند اتفاق — که در حدِّ بابل شد از خویش طاق

چو خاکی شد اندام چون صندلش — سپردند در دخمهٔ چندلش

اگر راست گوئی ز جویندگان — چنین گوید از راست گویندگان

که با شاهِ دانا حکیمانِ راز — ز رازِ فلک گفته بودند باز

که روزے گشاید سپهرت بکین — که زرّین شود آسمان و زمین

همان خورد خوارت بود زرِّ پاک — پس از خوردنِ زر شوی خوردِ خاک

چو این نکته با عقل گوشی نداشت — نیوشنده در دل نیوشی نداشت

بروزے که آن نوبت آمد فراز — ملک بود با لشکرِ رزم ساز

برابر شد از تیغ با همسرے — شکستے در افتاد با لشکرے

چو لشکر در افتاد و لشکر شکست — خراشند تیر از خراشے بخست

خدنگے که گردد به پولاد غرق — رسید از کمین ناگهانش چو برق

بسے طرفِ جوشن بدو نیم زد — ز پولاد بگذشت و بر سیم زد

شد آزرده زان خار گلنار او — سرایت بجان داشت آزار او

چو بیهوشی از دست بردش زمام — فرود آمد از تازیِ تیزگام

زتن کرد خفتانِ زرّین رها — برآورد چون گنج را اژدها

ز خود رفت و شیری فراموش کرد — دران بیخودی خوابِ خرگوش کرد

وشاقان به پیراهنش تاختند | ز درعِ زرش سائبان ساختند

چو زاں خوابِ خوش هوش باز آمدش | ز خفتن بخوردن نیاز آمدش

بسے باز جستند کم بود خورد | مگر بر یکے زرده بود زرد

ز بهرِ خورش کام گیرد درشت | که نتواں فرو بردنش جز بمشت

چنیں توشه را در چنیں جایگاه | بتعظیم بردند در پیشِ شاه

جهاندار بگذشت ازاں گوشهٔ | ربود از برائے عدم توشهٔ

چو ناخورده بر آب لب ساز کرد | نظر زیر و بالائے خود باز کرد

زمین و سپهر از زرِ ناب دید | نمودارِ ناں هم براں آب دید

سرِ شکِ مژه در کشاد آمدش | ز گفتارِ گوینده یاد آمدش

شنیدم همان روز ازیں تنگنائے | بدروازهٔ غیب شد رهنمائے

دریں ماجرا گفت هر کس بسے | نبود استواری بگفتِ کسے

بتحقیق چوں جستند ایں خیال ق | بریں جمله کردند تحقیقِ حال

که بر شطِ دریائے مغرب ز دهر | بروں آمد از آب و شد خاک بهر

بهر سو که خاکی کنی پائے خویش | رود عاقبت خاک بر جائے خویش

چو خاکِ تو وامِ زمین ست و بس | زمین وامِ خود چوں گزارد بکس

چو رخشنده شد گوهرِ تابناک | ودیعت سپردند در گنجِ خاک

بلیسے دست بر دیم بالا و لیست | برین رکلیدے نیامد بدست
کجا دانہ دارد بہ خشخاش در | کہ چوں می دہد کشتِ خشخاش بر
کجا ہفت دریا حدِ مردم ست | کہ در قطرۂ ہستیِ خود گم ست
بیا ساقی آں جامِ دریا دروں | کز و گوہرِ مردم آید بروں
بدہ تا نشاطے بروں آردم | بر د سنگ و گوہر بروں آردم
بیا مطرب آں مایۂ دل خوشی | کہ صوفی کند ز و ملامت کشی
بگو تا دمے خرقہ بازی کنم | بمے دلقِ خود را نمازی کنم

گفتار درد ورِ مدامِ شیشۂ سرنگوں کہ پیمانۂ ہمہ را پرکند و یاد کردنِ حریفانِ رفتہ را کہ از گردشِ روزگار دو ریش از یں بخواب گشتند وچناں خفتند کہ سر در صبحِ قیامت برکنند و ما نیز چناں خفتیم کہ ایشاں و گوش مالیدنِ خواب آلودگانِ غفلت را تا بر سرِ ایں چاہِ بے بن پاے بہوش نہند

اگر دل نشینے داری اے نیک رائے | یکے گردِ اندیشۂ خود گرائے

نگہ کن درین چرخِ دولاب گرد | کہ چون ہر زمان می برد آبِ مرد

چہ دلہا کز آسیبِ غم گرد خورد | چہ سرہا کہ در خاکِ خواری سپرد

کس این ماجرا از و نہ پرسید باز | گزین رہ نوشتن چہ داری نیاز

۵ چہ شکل ست کین دورِ ظلمات و نور | ز گردندگی نیست یک لحظہ دور

رواقے برآوردن از خاک و آب | چو شد ساختہ باز گردد خراب

خیالے بہر پیکرے ریختن | طلسمے بہر گنج انگیختن

مبین دلکش این منظرِ شیشہ فام | کہ در شیشہ کرد او جہان را تمام

چو کرد او جہان را بشیشہ درون | تو از شیشۂ او کے آئی برون

۱۰ سراپائے این مادرِ فتنہ زائے | کہ بینی پر از چشمِ گیتی نمائے

ہمہ چشمہایش کہ بیش و کم ست | نہانی بنظارۂ عالم ست

ز چندین نظرہائے عالم فروز | ببین تا چہ دیدی و بینی ہنوز

جہان غرقِ نادیدہ دریائے شور | کہ بالاست آب و تہش چاہِ کور

بسا حالِ مردم کہ گشت و گزشت | کہ از حالِ خود چرخ موئے نگشت

۱۵ بسا نو کہ کہنہ شد از روزگار | جہان کہنہ و ہمچنان برقرار

یکے کم شد و دیگرے خاست نو | کہ ہست این جہان جائے کشت و درو

---

۳ ـ س ۱: ا دگشت خورد ۔ ۱۳ ـ س ۲: بالاش کو ز تہش جاے گور

درین کشتن و باز کردن درود | ندانم غرض باغبان را چه بود

یکے باز کن پرده زین خاکِ زرد | که دیباے چین بینی اندر نورد

بر آن لاله و گل که در گلشنے ست | بناگوش و رخسارِ سیمی تنے ست

بسا دیده کز سرمه آزاد گشت | که ناگه ز خاکِ سیه باد گشت

۵ بسا در که گم شد درین خاکِ پست | که از خاک جز خاک نامد بدست

بسا تن که او بارِ صندل نه بُرد | که در زیرِ انبارِ گِل شد چو مرد

بناے کش از گل بر آری بر آب | بسے بر نیاید که گردد خراب

چو در کیسهٔ مردم این نقدِ خاص | ز تاراجِ دزدان ندارد خلاص

بیا تا کنیم آن چنان رخت پیچ | که جز نامِ نیکو نداریم هیچ

۱۰ معشوقِ یک شب چه باشیم شاد | که مهمانِ غیری شود بامداد

مکن میلِ این خاک چون ناکسان | که پیوندِ او نیست جز با خسان

مباش از نواے فلک ناشکیب | که چشمش چو هندوست آهو فریب

کشنده که بر آهو آواز راند | ز تن جانِ او را به آواز خواند

صفیرے که صیاد زد گرد دام | ز مرغ ارغنونِ اجل یافت نام

۱۵ جهان مایه ندهد مگر شوم را | که ویرانه میمون بود بوم را

چه باید از آن دانه خرسند بود | که با جان همسایه زخواهد بود

۴- س۲: خورده گشت۔ ۹- م۲: که جز نام باقی نمانیم هیچ ۱۲- م۲: که آن لحن هندوست آهو فریب

۱۶- م۱: بدان داده

جهان را چو نیکو شناسد کسے | متاعِ جهاں را بجوید بسے
دریں خواں که حلوا اش خاکستر ست | جگر اول و شور با پستر ست
هماں طفل را مادرِ دستگیر | بخوں پرورد اوّل انگه بشیر
منه دل دریں باغِ ابله فریب | که خر زهره را نام کردست سیب
۵ ندانم کسے راز دانندگاں | که خواند درو لوحِ پایندگاں
دو ره دارد ایں تنگنائے دراز | که در رفتن و آمدن هر دو باز
ازیں هر زماں تو برے میرود | یکے آید و دیگرے میرود
دریں مرحله بار نتواں نهاد | درِ مرگ را خار نتواں نهاد
چه سازی رواقے کز اں رفتنی ست | غمِ کالبد خور که جاں رفتنی ست
۱۰ چه باید برآراستن منظرے | که خواهد شدن منزلِ دیگرے

حکایت لقمانِ حکیم که نهصد سال عمرِ او بود تا آفتابش بر سرِ دیوار رسید در سایهٔ دیوار گزشت

شنیدم که لقمانِ دانش پژوه | که آمد زبس زندگانی ستوه
۱۵ دراں عمر کز نهصد افزونش بود | قد از حجره یک نیمه بیرونش بود
عمارت نکرد آنقدر در خراب | که ایمن بود زابر و از آفتاب

---

۲ ـ س ل ۲ : زیرما ـ ۵ ـ م : ندانم کسے راز آیندگاں + که خوانند در لوح پایندگاں
۷ ـ م ا : در دهر زمانے سرے میرود

فرا وانش گفتند برنا و پیر | که مردم ز مسکن ندارد گزیر
بگفتا که از بهرِ اندک نزول | نشاید شدن میهمانِ فضول
چو در خانه مهماں فضولی کند | دلِ میزباں زو ملولی کند
اساسے چه باید بعیّوق برد | که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتنِ دوران سکندر از شربتِ اسپین و سر باز زدن اسکندر روس که پسرِ اسکندر بود از افسری و تختِ برتری و رختِ خود بصحرا انداختن و منِ دامِ صحبت با خارهاے بیابان و ختن و بالش یافتنِ نهالِ عوس که هم از شجرهٔ سکندر بود و بیانِ تفاوتِ فوت و دفنِ سکندر و اختلافِ مورخان و در اختلاف ایشان جرح از تاریخ

دُرافشانِ این گنجِ دانِ کهن | چنین داد گوهر ز گنجِ سخن
که چوں گوهرِ تاجِ اسکندری | ز دریا برآمد به نیک اختری
از انجا بصحرا علم بر کشید | ز صحرا بصحراے دیگر کشید

قدم تا بزد بر سرِ خاک و آب   نکرد آب و خاکش برفتن شتاب

دلش کز خرد بود بینای حرف   درین داوری داشت رمزِ شگرف

که چون این جهان سربسر کرد رام   بشد کان جهان نیز گیرد تمام

دران روز کز چاشنی هاے دهر   شد آمیخته شربتِ او بزهر

همه منتظر بهرِ عیش و نشاط   که دورِ فلک در نوشت این بساط

بزرگان که بودند دانای راز   حدیثِ نهفته نه گفتند باز

همی داشتندش به پرده نهان   که غوغا بود مرگِ شاهنشهان

نقاب از غرض بر نینداختند   نهانی همه چاره می ساختند

سگالش نخست اندران کار بود   که بر خاکِ در خفته ناچار بود

چو دیدند شه را بخوابی چنان   ق   بدان تیرگی آفتابے چنان

رسیدند پیرانِ روشن ضمیر   کشادند ز اندامِ نازک حریر

گریبان بافسوس کردند چاک   به آبِ دو چشمش بشستند پاک

فشاندند بر پاے سیمینش گلاب   سرشتند مشکش بکافورِ ناب

خزِ نیلگون بر وے انداختند   بمهدِ زرش خوابگه ساختند

ز تدبیرِ شه چون فراهم شدند   نهانی به تدبیرِ عالم شدند

نشستند فرمانروایانِ ملک   ق   باندیشه با نیک رایانِ ملک

که افسر به پورِ سکندر دهند   همه گنجِ دریا به گوهر دهند

چو بودند هر یک خردمند و چست — ق — بعهد استوار و به پیمان درست

نگشتند یک جو ز پیمان و عهد — بفرمودهٔ شاه کردند جهد

بفرزند فرزانهٔ سرفراز — پیام سکندر نمودند باز

که ما را چو شد فرض بر جان و تن — وفای ولی نعمتِ خویشتن

۵ تو بنشین بجای پدر بر سریر — که ما بندگانیم فرمان پذیر

اگر دست گیری سر افگنده ایم — دگر تیغ رانی همت بنده ایم

ازان بوی پاکی که در دینِ ماست — نمک گنده کردن نه آئینِ ماست

بزرگی و شاهی بر آزادگان — نیاید جز از پادشازادگان

شرف مسندِ کامیابی بود — اسد خانهٔ آفتابی بود

۱۰ مپندار خود را که خوردست سال — که بختت بزرگ ست و فرخنده فال

بخوردی مدان پایهٔ خود بزیر — که لابد بود بچهٔ شیر شیر

به طفلی مبین در شرر روزگار — که بس باشدش دولت آموزگار

محیط ارچه عالم نوازی کند — در و ماهیِ خورد بازی کند

بکوه ارچه شیب و فراز ست تنگ — کفِ دشت دان زیر پای پلنگ

۱۵ بطے کو برآبست جولان پذیر — به نزدش چه طوفان و چه آب گیر

بزرگی نه زیباست بر بدنژاد — که برگاو نتوان عماری نهاد

---

۸ ـ س ع: نشاید

چو دولت بشاہی دہد دستگاہ — غلیواز راکس ندوزد کلاہ

بپاسخ ملکزادۂ ہوشیار — فشاند از صدف لولوے شاہوار

چنیں گفت کاے دوستارانِ من — ق — بہ پیوندِ اخلاص یارانِ من

شکے نیست کاں زادہ باشد تمام — کہ آباے خود را کند زندہ نام

نہ دودہ کہ دودے بود تیرہ داغ — کہ بر دودماں برنیارد چراغ

بود بے خلف مملکت کاستہ — کہ تاج از گہر گردد آراستہ

ولے ہمتم را از اکلیل و تخت — قضاے پدر عبرتے داد سخت

نہ من زاں جہاں پادشا برترم — کزیں ضربت آزاد ماند سرم

سکندر چناں مقبلِ کائنات — چو لب تشنہ میرد ز آبِ حیات

ز چندیں زمیں کو تہِ پاے سود — بجز چار گز بہرہ او چہ بود

ازاں گنج کز روے عالم سترد — نگر تا سرانجام با خود چہ برد

چہ کار آید آں ملکِ حسرت فزاے — کہ شہ میرد و ملک ماند بجاے

چرا باید آں تاج بر سر نہاد — کہ پیش از تو صد چوں تو دیگر نہاد

شہی گرچہ جویانِ عز و علاست — بصورت بزرگی بمعنی بلاست

بلا بر بزرگاں بود بیشتر — کہ خورداں نیایند پیشِ نظر

زنی تیر بر پیل صد بے شکے — کہ بر پشہ نتوانی از صد یکے

چو خواہی کہ خوش خسپی اے نیکبخت — ز کنجے کہ غوغاست بربند رخت

گلیمے کہ باتن بود سازگار ‎ ‎ ‎ بہ از بسترِ پرنیاں پُر زحنار

چہ زیباست ایں نطعِ زنگیں بزیر ‎ ‎ ‎ نشینندہ را گر گزارند دیر

چو ایں نطعِ دیرینہ پیراستیم ‎ ‎ ‎ نشستیم و آں گاہ برخاستیم

چو گیتی ندارد وفا باکسے ‎ ‎ ‎ گدائی بہ از بادشاہی بسے

چہ گردیم باشاہدے ہم نفس ‎ ‎ ‎ کہ اورا وفا نیست باہیچکس

بسا عمر کز پانصد افزوں نمود ‎ ‎ ‎ چو بگزشت گوئی دمے ہم نبود

ہمہ سطحِ ایں عرصۂ گردناک ‎ ‎ ‎ بچشمِ خرد چیست یکمشتِ خاک

نہ داناتواں گفتن آں طفل وش ‎ ‎ ‎ کہ گردد ببازیچۂ خاک خوش

بزرگاں بسے کوشش انگیختند ‎ ‎ ‎ زہر گونہ رنگے در آمیختند

میسّر نہ شد ایں تمنّاے خام ‎ ‎ ‎ کہ آں مرغِ وحشی در آید بدام

چو حلواے دم پختہ دودے نداشت ‎ ‎ ‎ سخن ہرچہ گفتند سودے نداشت

بمعذوریِ خویش بر حسنِ عہد ‎ ‎ ‎ دگر مہدے را سپردند مہد

یکے را زخویشانِ تاج و سریر ‎ ‎ ‎ بآرامشِ فتنہ کردند میر

جوانے خردمند بسیار ہوش ‎ ‎ ‎ بدیدار مردم بمعنی سروش

باختر بلند و بگوہر تمام ‎ ‎ ‎ بلند اخترش کرد در غوش نام

دلِ ہمگناں یافت بروے قرار ‎ ‎ ‎ کہ ہم داد گر بود وہم ہوشیار

ہماں پورِ اسکندر اسکندروش ‎ ‎ ‎ رہا کرد ملکے چو زیبا عروس

زپیوندِ هستی برون برد تن | بدنبالِ گم گشتهٔ خویشتن
روان گشت د اخترِ تابناک | یکے سوے صحرا دگر سوے خاک
چو پوینده برداشت گامِ فراخ | نشیننده بر آسماں برد شاخ
ازاں سایہ گستر درختِ بلند | پناہندہ آزاد گشت از گزند
۵ کرم غالب و ظلم فرسود گشت | جہاں ایمن و شکر آسود گشت
بہ کہتر نوازی و دیں پروری | ز سر نو شد آئینِ اسکندری
بکار آمد آئینِ کار آگہاں | شد ایمن ز غوغاے غارت جہاں
چناں زندہ شد ایمنی زانفس | کہ مرگِ سکندر ندانست کس
جہاں بر گرفت از سلامت نقاب | سرِ فتنہ را حاجت آمد بخواب
۱۰ چو شد لشکرے بے سر آرام گیر | رواں گشت فرمانِ فرماں پذیر
عزا اسکندر در آمد بکار | ہمہ راز پوشیدہ گشت آشکار
نشستند یکہفتہ بے خورد و خواب | ز غم سینہ پُر خون و دیدہ پُر آب
ہمہ کس ہمی بود گریاں چو میغ | دریغے کہ بود ست جاے دریغ
ہماں مرغِ نو بر سرِ سرو بن | بنالید بر سرو آزادِ کہن
۱۵ چو از شرطِ ماتم بپرداختند | شتابندہ را برگِ رہ ساختند
بتعظیم صندوقِ صاحب رحیل | نہادند بر کوہ ہشت زندہ پیل

---

۵ ـ سن ۲ : ملک ـ ۱۲ ـ سن ۲ : وسینہ کباب

برآمد به پیل آن تن ارجمند — چو خورشید بالای کوه بلند

بجنبید لشکر به لرزید خاک — شد از نعل اسپان زمین چاک چاک

خرامنده گشتند از آن مرز و بوم — پس از روزگاری بر آهنگ روم

به صحرا و کهسار بی گاه و گاه — چو باد صبا می نوشتند راه

۵ سه ماه روز تا شب به پیوستگی — نبود اندر آن جنبش آهستگی

چنین تا هلال علمها ز دور — بصحرای یونان در افگند نور

باسکندریه در آمد سپاه — ز آیندگان تنگ شد کوی دراه

به برجی که سر داشت با مشتری — روان کرد صندوق اسکندری

خبر یافت بانوی پرده نشین — که در پرده شد خسرو روم و چین

۱۰ نگه کرد چون دُر در آن درج پاک — بغلطید چون دانه بر روی خاک

ز سوز جگر گوشه جانش بسوخت — همه مغز در استخوانش بسوخت

دگرگونه شد رنگ رخسار او — بخیری بدل گشت گلنار او

ز سر تا قدم خونش آمد بجوش — رمید از تنش تاب و از مغز هوش

شبانروز آگاهی از خود نداشت — غم عالم از نیک و از بد نداشت

۱۵ زمانی کز آن حیرت آمد بخویش — دلی یافت صد جا ز اندیشه ریش

ز آشفتگی گشت لرزان چو بید — ز تارک همی کند موی سپید

---

۶ - س ر ۲: به شور

زبس غم که با سینه کاهی گریست | بر اندوهِ او مرغ و ماهی گریست
زآزارِ گلبرگ بر گلبنش | بخوں غرق می شد سرِ ناخنش
خراشے که هر دم بر خساره کرد | سمن را چو صد برگ صد پاره کرد
چناں می کشید آهِ سینه خراش | که میزد بخورشید و مه دور باش
۵ چو هنگامِ آں شد که از بار جاے | کند میهمانِ عزم خلوت سراے
زاسبابِ کار آنچه می خواستند | بر آئینِ شاهاں بر آراستند
درخشنده درجِ درِ شاهوار | نهادند بر تختِ گوهر نگار
دراں مرقدِ گوهریں شد بجاے | محیطے شده غرق چوں دُر در آب
گرفته مهی در ثریّا شرف | کشاده دو سو چوں ثریّا دو کف
۱۰ کشیدند بیروں نثار افگناں | بصحرا دُرِ شاهوار افگناں
کسے کاگهی یافت کاں اژدر چیست | تماشاے او کرد و بر خود گریست
پیاده همه مهترانِ سپاه | خراماں چو سیّاره در گردِ ماه
زغم همگناں را جگر سوخته | ولیکن بمسمار لب دوخته
کسے را بفریاد یارا نه بود | که غم بود لیک آشکارا نه بود
۱۵ یکے آں که بر رسم و راهِ سراں | نه شیون بود شیوهٔ مهتراں
دوم آں که چوں مرده شد زنده نام | دراں زندگی هست مردن حرام

---

۸ ـ م۲ : غرق در در ناب ـ س۲ : غرق دریاے آب

چو نام آوراں اند پایندگاں ندارد کسے ماتم زندگاں

کسے کز جہاں نام جوینده نیست گرش عمر خضر ست ہم زنده نیست

بیک چشم زد با چناں عز و ناز بخاکش سپردند و گشتند باز

دگر گونہ فرمود پیر کہن ز آرامگاہ سکندر سخن

مرا گفت او باور افتاد و بس کہ از دیده زد بر شنیده نفس

کہ اسکندر خفتہ را جائے خواب درون جزیره است بر شط آب

جزیره کہ اسکندروں شد بنام بدریائے مغرب بر آہنگ شام

چو کشتی دراں شط دریا رسد زیارت کند ہر کہ آں جا رسد

من آں جا بکشتی فراز آمدم ببوسیدم آں خاک و باز آمدم

چو شد جائے خفتن بخاک اندروں چہ اسکندریہ چہ اسکندروں

غرض چوں سکندر فرو شد بخاک برآمد ز ہر سینہ گرد ہلاک

کس از جوئے خویش آب خوردے نداشت کز اں خاک در سینہ گردے نداشت

کسے کو کند بر سر مرده شور بود ہمرہ او ولے تا بگور

چو او شد بخاک آں کہ دل ریش تر نیارد کہ گامے نہد پیشتر

بود اندریں کارگاہ ہلاک ہمہ عزت آدمی تا بخاک

چو خفت اندراں حجلۂ در رہاں سکندر رہان ست و چاکر رہاں

بیا ساقی آں بادۂ بے خمار فرو شوئے زیں جان خاکی غبار

که چون گم شود جانِ غمناکِ من | نریزد کسے جرعه بر خاکِ من
بیا مطرب آوازِ بربط بلند | برون بر غم از سینهائے نژند
ز سر نو کن آئینِ عشّاق را | بغلغل در آر این کهن طاق را

گفتار اندر مرتّب شدنِ این سفینهٔ بحرِ درول برهنمونیِ معلمِ همت و بیادِ قبول روان گردن و عزمِ نجات طلب نمودن و برگزشتنِ عمر در سودائے این بحور بادبان بند امت از دمِ حسرت بر کشیدن و قدرے از کرانه گرفتن جوالی و خله کردن جواری و در ماندن از آب و کنار بر آشنا چون خاشاک بحر از آب در کنار ریختن و الواحِ شکسته و حرفِ نادرستِ این سفینه بر امّیدِ مرحمت در چشمهائے انصاف مستتر گردانیدن

مرا خضرِ همت خبر داد دوش | ز راز کشِ ازدولت آمد بگوش

که ای گوهر آمای گنج سخن | نوآیین کن کیمیای کهن
ازانجا که اقبال یار تو بود | فلک رونق انگیز کار تو بود
سخن را بجایی زدی بارگاه | که از فرق انجم فگندی کلاه
خضر وار زان موج آب حیات | بعمر تو آمد نوشته برات
۵ سپاس خدای کن اندر ضمیر | که بر بهترین پایه دادت سریر
زبان خیر مردم که رمزیست پاک | رقم کردهٔ غیب بر لوح خاک
زجایی که زینسان بکاری رسید | به پیغمبران نامه داری رسید
ازان نامه حرفی بصحرا فتاد | که غلغل بنادان و دانا فتاد
ازان نیمه تنها بهر خاص و عام | دگر نیمه تنها تو بردی تمام
۱۰ زهی عرصهٔ گنجدانی چنین | که در وی نگنجد جهانی چنین
تعالی الله آن کردگار جهان | که در قطره گرد دریا نهان
دلت این جهان چون بشاهی گرفت | بر آن زن که آن نیز خواهی گرفت
چو دنیا گرفتی سوی دین گرای | که دولت بدین هر دو ماند بجای
درین زن که راه رهایی درست | چراغ ترا روشنایی ازوست
۱۵ مرا کامد این راز دولت بگوش | خجالت ز مغزم بر آورد جوش
بحیرت فرو رفتم اندیشه‌ناک | سر از خاکساری فرو شد بخاک

---

۴ - م ۲: بعمر ابد تو نبشتی برات - ۱۶ - م و س ۲: فگندم بخاک

دلم هرچه کرد از تقاضاے تن | پشیماں شد از کردهٔ خویشتن
دمے چوں گزشت آرزو بیش بود | هوس هم بر آں رغبتِ خویش بود
بسے خواستم کیں تنِ ارجمند | بزندانِ عصمت کنم شهربند
نشینم بجاے که مردم کم ست | کشم دامن از هر که در عالم ست
۵ همه هستیِ خود بیک سو کنم | به بیغولهٔ نیستی خو کنم
بدارم ز دریوزهٔ خلق دست | کنم بر سریرِ قناعت نشست
بدوشِ کسے نفگنم بارِ خویش | نه لیسم مگر خاکِ دیوارِ خویش
نه بینم بآسایش و رنجِ کس | نهم دل بدرویشیِ خویش و بس
بجز سندرے از جو برآرم خمیر | گلیمینه را نام سازم حریر
۱۰ نیاز آرم ار نطعم از خس بود | مرا قالیں از قولِ من بس بود
من و ملکِ تجرید و گنجِ هنر | فلک زیرِ پا-بوریا زیرِ سر
رحیق آب از اشکِ گلگوں کنم | سفالینهٔ خاک پرخوں کنم
چو نوشم ز خونابهٔ دل شراب | هم از پهلوے خود تراشم کباب
چو افتد دل از پختگی در گداز | صدا در دهم قدسیاں را به راز
۱۵ سپهر ار بطفلی در آید ز پس | به کهتر نوازی برآرم نفس
ز پرهیزگاری علم برزنم | دماغِ هوس تیشه را سر زنم

۱۲ - س۲: سفالینه را دل پُر از خوں کنم - ۱۴ - م۲: صلا

درم نفس گردن بتابد ز راه — بسیلی کنم گردنش را سیاه

ورق بشکنم عقل بدرام را — دباغت دهم قالب خام را

باندیشه دل را نیازی کنم — تن از آب دیده نمازی کنم

بحوض صفا ریزم این مشت خاک — ز حیض جنابت کنم غسل پاک

۵ نه بینم چو طاؤس در رنگ خویش — نشینم چو سیمرغ با ننگ خویش

به بیداری مغز را بسپرم — مبادا که آید ببالین سرم

درم حاجت افتد پئے تکیه گاه — نهم سر بزانوے خورشید و ماه

قدم بر سر چرخ نیلی زنم — دم از دولت جبرئیلی زنم

خورم چون خضر شربت زندگی — چو عیسی کنم عمر بخشندگی

۱۰ کنم سرمه در چشم عین الیقین — زنم شانه در زلف حبل المتین

ولی چون ندارم ز توفیق نور — زمن کے شود ظلمت نفس دور

عنانم جنان درگرفتست دیو — که نگذارد از خود برآرم غریو

ضمیرم به تشویش دیوان اسیر — فرشته ز دیوان من در نفیر

تن من که زندان جان کرده اند — شیاطین درو خانمان کرده اند

۱۵ بسا فتنه کز بهر جان در تن ست — ملک عاجز و قلعه پر دشمن ست

ز باد هوس خرمنم جو بجو — متاعم ببازار غفلت گرو

---

۶ - م د س ل : به بیدار مغزے فلک بسته ام

دریغا که وقت از میان میرود
خیالِ چنین رایگان میرود

نه کشتی کز و خوشه بر کشم
جوی در ترازوی محشر کشم

نه نقدی که بازارگانی کنم
بسودِ ابد کامرانی کنم

زمن صحبتِ چون منی دور باد
به نفرینِ من خلق معذور باد

۵ مرا بار بر دوش و سیلاب سخت
چگونه بمنزل توان برد رخت

درین ره عنان درکشیدن خوش ست
که پل رخنه و بارگی سرکش ست

چه فرخ شد آن رهروِ تندرست
که پیش از شدن باره را کرد چست

سبک چون شوم من که پا در گل ست
خر اندر وحل تاختن مشکل ست

ازین خاک آلوده چون بر شوم
که هر چند جستیم فروتر شوم

۱۰ درون نفسِ دشمن سرافراخته
برون سوی شیطان کمین ساخته

چو خواجه به یغما دهد خانه را
چه چاره ز تاراج بیگانه را

عسس را چو با دزد یاری بود
به گنجینه چون استواری بود

سگی کز رمه شد هم آهنگِ گرگ
گزندش دهد گوسپندِ بزرگ

درون سوی شهوت گرائی کنم
برون دعوی پارسائی کنم

۱۵ لبم شسته ز آلایشِ می دهن
دلم همبران مستیِ خویشتن

تن از شاهدان گشت کوتاه دست
نشاطِ نظر همچنان بت پرست

۱۵-م۲: دلم هم پر از هستیِ خویشتن

درین ره قدم پاک چون خیزدم | که دامان تر قطره می ریزدم

مبین کامشب از جیب من قطره زاد | که این قطره طوفان شود بامداد

چرا من بران قطره بازی کنم | که تن از سبوی نمازی کنم

تن من نه با شستن آسوده تر | که هر چند شویندش آلوده تر

۵ جنابت مرا گر درون رخ نمود | برون گر بدریا بشویم چه سود

نگر چون برون آیم از آب و خاک | بطوفان آتش کنم غسل پاک

چنین کز می فتنه گشتم خراب | مگر سر به محشر بر آرم ز خواب

هوا گرم و من تشنه و ناصبور | بیابان و خر مانده و راه دور

مسافر که دور افتد از جای آب | شود تشنه تر در تمنای آب

۱۰ نبودی گرم زور بازوی پیر | جوانی بر آوردی از من نفیر

ولی دولت من که هست از نخست | مرا کرد پیوند پاکان درست

که هر بار کالوده شد دامنم | رسید ابر رحمت به پیراهنم

نه ترّی من ز غایت برون | که آلوده مانم بدریا درون

اگر سنگ گوهر نگردد ز تاب | توقف ز سنگ ست نه از آفتاب

۱۵ اگر لاله را نیست رنگ و نگار | خیانت برو نه نه بر نوبهار

هوا گر بطوفان رساند نوید | نه بیند کسی میوه بر شاخ بید

---

۲ - پشت ۴ - م وس۲: که هر چند تر گردد آلوده تر ۱۵ - م۱: بوی نگار - م۲: جنابیت

بصحرا نه هر خوشه پر شود | بدریا نه هر قطره دُر شود

چراغ هدایت بدلهاے کور | بود کشتن دانه در خاکِ شور

بسر چشمهٔ زندگی تاختم | رسیدم بدو لیک تشنا ختم

به تزویر نقشے برآراستم | میسّر نشد آنچه می خواستم

۵ بجاے که زر ناید اندر شمار | زر اندوده را چه باشد عیار

ملمّع گریهاے نظمِ دروغ | چنیں کرد کامِ مرا بے فروغ

زبانم که جایش بکامِ من ست | قفاے مرا تیغِ گردن زن ست

مرا بیں که هر دم زسوداے خام | چنیں دشمنے را رسانم بکام

به پنجاه نزدیکم آمد حیات | هنوزم نشد توبه زیں تُرّهات

۱۰ سخن گرچه هر لحظه دلکش ترست | چو بینی خموشی ازاں خوشترست

همه وقت کم گفتن از روے کار | گزیدست خاطر دریں روزگار

درِ فتنه بستن دهن بستن ست | که گیتی به نیک و بد آبستن ست

بلب دوختن غنچه را زندگی ست | چو بشگفت ازاں پس پراگندگی ست

پشیماں زگفتار دیدم بسے | نگشت از خموشی پریشاں کسے

۱۵ رهائی همه جا بکم گفتن ست | دُر از رشته ایمن بنا سفتن ست

شنیدن زگفتن به از دل نهی | که تن پر شود هر دم از وے تهی

---

۱۴ - س ۲: پشیماں ۱۶ - م ۲: کزیں پُر شود مردم از وے تهی

صدف زاں سبب گشت گوہر فروش | کہ از پاے تا سر ہمہ گشت گوش
ہمہ تن زباں گشت شمشیر تیز | بخوں ریختن زاں کند رستخیز
گر از رشتہ دور ند راہِ سخن | بہ از دُر فشاندن بگاہِ سخن
مرا خود ضروری فتاد ایں شمار | کہ بازوے عیشم تہی شد ز کار
۵ چو ایّام تا رغبت انگیز بود | بوصفِ بتاں خامہ ام تیز بود
غزل را چناں جلوہ دادم بکام | کہ بستم غزالانِ صحرا تمام
کنوں مشکم آغازِ کافور کرد | ز مشکیں خطاں طبع کافور خورد
درستم شد از کشتِ ایں بوستاں | کہ کافور خیز و ز ہندوستاں
دریغا کہ دورِ جوانی گزشت | زمانِ مئے و کامرانی گزشت
۱۰ چراغِ طرب را فرو برد نور | نشاطِ حریفاں ز دل گشتہ دور
دل از رغبتِ عیش سیراب شد | مزاج از رعونت عناں تاب شد
فرو ماند آواز ساقی ز نوش | سلامِ صراحی بروں شد ز گوش
خرد پختہ شد ز آتشِ طبعِ پیر | ہوس پختنِ خام رفت از ضمیر
بہ پژمردن آمد گلِ تازہ روے | دماغِ شگوفہ تہی شد ز بوے
۱۵ بخیری بدل گشت گلنارِ من | سپیدہ دمید از شبِ تارِ من
تہی گشت گنجِ دخنزینہ خراب | کلیدِ حسنزینہ فرو شد بخواب

---

۶ - م۱ ؛ بدام - ۱۰ - م۱ ؛ فرو مرد

گرفته شد از من تپان نفس — ستم چون توان برد معشوق کس

نگاری که بی من دلش بود تنگ — کنون بر دل او گرانم چو سنگ

همه زیب مرد از جوانی بود — چو آن نیست کی زندگانی بود

چو آسیب پیری دهد گوشمال — بگردد همه حال مردم ز حال

۵ شود تیره در چشم مردم ضیا — گهی سرمه خواهد گهی توتیا

تن از گردش دهر مسکین شود — شکم پر خم و روی پر چین شود

جوانان ز صحبت گرانی کنند — کهن گشتگان همعنانی کنند

جوانی که در سلک پیران بود — گل تازه در باغ ویران بود

دگر کهنه با نو برابر دم زند — سر و سبلت از خنده درهم زند

۱۰ مباش از سفال کهن آب کش — که از کوزهٔ نو خورند آب خوش

مخوان سهل بر گل خط دلنواز — که منشور عمرست عنوان راز

چو پیری غرور جوانی شکست — ز امیدواری فروشوی دست

چو گلبن ز سبزی ببرد امید — به هیزم فروشان رساند نوید

چو در شاخ بستان نماند تری — تبر زن در آید بجولان گری

۱۵ همه سبزه بود و گل و یاسمین — که خاشاک و خس بینی اندر زمین

فریب جوانی مخور زینهار — که ده روز باشد نشاط بهار

---

۶ - م ا: کوشش - س ا: کوشش

مبین غنچۂ باغ را خندہ ناک | کہ افتد بآسیبِ بادے بخاک

بہ پیری نکو ناید الّا دو چیز | یکے گوشہ گیری دگر توبہ نیز

ندانی چو تو اے جوان حال پیر | نظر کن بہ پیرانِ عبرت پذیر

پس از توبۂ من کہ در ہیچ ساز | روا نیست نابالغان را نماز

دگر گوشہ خالی کنم بہرِ بود | چو بازارِ دل نیست خالی چہ سود

بہ پیغولہ بودن کسے را رواست | کش از گلشنِ قدس برگ و نواست

مرا سینۂ پُر ز غولانِ مست | بفارغ دلی چوں توانم نشست

بکردم گہے جاے عزلت پسند | مگر بہرِ سودا ے ناسودمند

متاعے کہ بربستم از کنج و کاخ | دلم تنگ بود و دروغِ فراخ

کلوخے و سنگے کہ بینی بخاک | دمے نیست خالی ز تسبیحِ پاک

تبرزاں کلوخم من اندر نہفت | کز آلودگی ترکِ تسبیح گفت

چو اوّل زبانم بہ بدخو گرفت | کنوں کے تواں خوے نیکو گرفت

دلِ من کہ ہستی بہ تزویر ساخت | کجا ذوقِ تسبیح داند شناخت

کسے کو بدکّانِ انگوزہ زیست | چہ داند کہ در رختِ عطّار چیست

ہر آں مرغ کز خار خور دآیدش | چو خرما نہی دل بدرد آیدش

کلاغے کہ در گردِ گلخن بود | ز ریحانِ باغش چہ روشن بود

دلِ خاصگاں اند و چیزے خاص | کہ من زایں ضلالت ندارم خلاص

من اینجا کنم نقدِ خود را عیار — خود آں جا بیامرزد آمرزگار

چو رحمت شود نامه شوے گناه — چه باشد بدریا دو حرفِ سیاه

جوانی شد و پیری آغاز گشت — دریغا که ایں نیز خواهد گزشت

کشیدم زلالِ خضر زیں سواد — که تا چوں بمیرم رسم بر مراد

خوش آں کس که چوں برگِ ره کرد ساز — به میراث بگزشت عمرِ دراز

برد مرگ را نام جورِ کسے — ولے نامِ هر کس نماند بسے

نماند بسے نامِ بے مایگاں — که نتواں زدن سکهٔ رایگاں

درمنه که در نام وارد درم — درم ریز چوں گل شده ست از کرم

همه کس پئے خفتن افسانه خواست — شنیننده چوں خفت افسانه خاست

چه هُشیار و بیدار فرزانهٔ — که او خفت و ماند ازوے افسانهٔ

برآں کس بود زندگانی حرام — که او را نماند پس از مرگ نام

نمرد آں کسے کز جهاں نام برد — که مردِ نکو نام هرگز نمرد

ربودن بنام از جهاں گوئے را — میسّر نشد جز سخن گوئے را

چو دیدم که ترکِ جهاں گفتنی ست — ق — مرا نیز چوں دیگراں خفتنی ست

خیالے دراین نامه کردم نگار — که ماند زمن در جهاں یادگار

مگر از تماشائے ایں بوستاں — دروئے رسد بر من از دوستاں

مر ایں نامه را از اتفاقِ صواب — شد آئینه هائے سکندر خطاب

دریں دم که پایانِ ایں پیکر ست — ز تاریخ هفصد یکے کمتر ست

۶۹۹ ھ

گر آری همه بلتش اند رعدد — چهار الف و پنجه شد و چار صد
قیامت اگر چند که پس بود — قیامت جهان را همین بس بود
سزد گر بزرگان گوهر شناس — سخن را بانصاف دارند پاس
چو زین بلبله صاف نوشی کنند — فرو مانده را عیب پوشی کنند
زر از دهشت بار نتوان گذشت — گل از زحمت خار نتوان گذشت
خریدار در گرچه باشد بسی — سفالینه را هم ستاند کسی
بصیر آن بود دیدهٔ پیش را — که سرمه کند چشم درویش را
متاعی که گرم ست بازار او — همه جا بیابی خریدار او
بجز رخت کاسد ز بی مایگان — که کالا بدست آوری رایگان
چو حلوا و پالوده برخوان بود — همه خلق ناخوانده مهمان بود
چو در سفره لوزینه باشد بسی — مگس را بخواندن نیاید کسی
بجز تحفهٔ طبع زلالی مرا — نگر بهر خود دید رالی مرا
وگر باز گیری تو پیوند خویش — مرا خود عزیزست فرزند خویش
پسر گرچه کورست ازین خانه دور — بچشم پدر شب چراغ ست و نور
سزد گرچه آواز خر خنده را — بود ارغنون گوش خر بنده را
برو باد بخشایش داد گر — که بر من به بخشش گمارد نظر
چو آید به نظارهٔ این عروس — بکابین احسان کند فرق بوس
جهان را است نور نظر زین سواد — در و هر که احول بود کور باد

رُخے را کہ چوں ماہتاباں نہاد | بخالِ سیہ عیب نتواں نہاد
بچیں میوۂ بہ زشاخِ بہی | کہ نبود رطب زاستخوانِ تہی
برِ پختہ چوں بر درختاں بجاست | تو گر خام جوئی خیانت کراست
چو پستہ یکے دل کن و باش نغز | نہ بادام ساں چشم سخت و دو مغز
۵ ہنر جوے و در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش
بغیبت پنہاں باش از فتنہ دور | کہ شرمندگی نارت در حضور
ہزار آفریں بر وفا پرورے | کہ نگشاید از بے وفائی درے
بدم گوئی آں گاہ عذر آوری | پسندیدہ کے باشد ایں داوری
نہ بس مہربانی بود بر اسیر | کہ خونش بریزی و شوئی بشیر
۱۰ دریں پُرصدا گنبدِ مینوی | سخن ہرچہ گوئی ہماں بشنوی
چو بد گفتی آزادمنشیں بسے | کہ روزے ترا نیز گوید کسے
چو خواہند گفتن جوابت برُوے | بجل کردمت ہرچہ خواہی بگوے
مرا تا سرِ سیر بر جاے ہست | بسر کوبیِ دشمنم پاے ہست
اگر با کسے تلخ گویم زبے | شکر نیز دانم فشاندن ز نے
۱۵ مبیں زہر زنبور در نوکِ نیش | کہ ہست انگبیں نیز از اندازہ بیش
کسے کو مقابل برآرد غبار | بہ تسنیمِ خلقش کنم شرمسار
وراز پس زند سکۂ ناصواب | ہم از خوئے بد باز یابد جواب

---

۱۲ - س ب: تحمل کن د ۱۳-م ا: چو مے۔ م ۲: شکر نیز افشانم از چوب نے

وے پیش ازیں در دلم نیست باک ق کہ فردا چو من رفتہ باشم بخاک
خیالِ مرا پیش بینی کنند بسلکِ گہر مہرہ چینی کنند
مروت نہ باشد ز آزادگاں لگدکوب کردن بر افتادگاں
کسانیکہ از گفتگوئے جہاں ق نہادند مہرِ ابد بر دہاں
زباں تیغ نبود بر ایشاں کشید کہ بر مردہ شمشیر نتواں کشید
نہ جاں ایں مثل بلکہ جاں پرورست کہ یک زندہ صد مردہ الشکرست
کسے کز دعائے تواں شاد کرد بدشنام چوں بایدش یاد کرد
درا ز خواندنِ نظمِ غرّائے من درودے رساند بما وائے من
تو زینجا رسانی دراں دخمہ نور من آنجا دعاے تو گویم ز دور
تو از شربتِ من شوی زندہ نام من از ذوقِ آں زندہ گردم تمام
بیا ساقی آں ساغرِ گرم خیز یکے جرعہ بر خاکِ خسرو بریز
بیا ساقی آں مے کہ کامِ منست بمن دہ کہ در خوردِ جامِ منست
مرا با حریفانِ من نوش باد حریفانِ مرا فراموش باد
بیا مطربا ساز کن پردہ را بسوز ایں دلِ عشق پروردہ را
رسید از زباں جانِ خسرو بکام بیک زخمہ کن کارِ او را تمام

تمّت